واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً

سلسلہ رسائل مفیدہ زمان ماحی بدعات و طغیان از بس مفید و بے مثل

مسمّٰی بہ

مجموعہ رسائل تسعہ مولانا ولایت علی علیہ الرحمۃ وغیرہ

رد اشراک ۱

عمل بالحدیث ۲

اربعین فی الہدیٰ ۳

رسالہ دعوت ۴

تیسیر السلوک ۵

شجرہ باثمرہ ۶

بت شکن ۷

فیض الفیوض ۸

تبیان الشرک ۹

حسب الارشاد فیض بنیاد حضرت مولانا ابوالفتح عبدالرحیم زبیر الہاشمی مدّ فیضہ برادرزادہ حضرت مولانا

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام سید محمد معظم طبع گردید

تعداد جلد ۱۰۰۰

قیمت فی جلد علاوہ محصول ڈاک ..

فصل اوّل

در دفع اقوال آنانکه از کتاب الله و کلام رسول الله بحیله
اعتراض مے کنند و دعوی مسلمانی مے نمایند بیانش آنکه
بعضے می گویند که کلام الله و حدیث شریف را آن کس
بفهمد که علوم بسیار و کتب بسیار خوانده باشد و علّامہ
زمان بود بجواب آنہا خدا تعالیٰ مے فرماید هُوَ الَّذِي بَعَثَ
فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ
لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ اوست آنکه برانگیخت درمیان
ناخواندگان رسول از ہمان ناخواندگان که
مے خواند برہمان ناخواندگان آیات خدا و پاک مے کند
ایشان را و مے آموزد نیز ایشان را کتاب و تدبیرش
یعنے رسول ہم ناخوانده بود و اصحاب کرامش نیز ناخوانده
چون رسول الله بر اصحاب آیات الٰہی خوانده اصحاب آنرا
شنیده پاک از شرک و فساد شدند - اگر ناخوانده قرآن
شریف و حدیث شریف را نمی فهمد و استعدادش نمیداشت
اصحاب چگونه از معائب پاک شدند وائے برآن قومیکه
دعوے صدرا فہمی و قاموس دانی مے کنند و در فہم قرآن
شریف و حدیث شریف خود را نادان محض مے نمایند
و بعضے می گویند که مایان متاخرین ہستیم برکت زمان
رسول الله کجا یابیم و سلامت قلب صحابه از کجا
آریم که معنی قرآن شریف و حدیث را دریابیم بجواب
آنہا حق تعالیٰ مے فرماید وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا
بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ و همین است حال دیگران
ناخواندگان را وقتیکه لاحق شوند و قصد پیروی اصحاب نمایند

پہلی فصل

اس فصل میں اُن لوگوں کے اقوال کی تردید ہے جو اللہ
کی کتاب اور رسول کی حدیث سے بذریعہ حیلوں کے منہ
پھیرتے ہیں اور دعوی مسلمانی کا کرتے ہیں اسکا بیان یہ ہے
کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید اور حدیث شریف کو وہی
شخص سمجھ سکتا ہے جس نے تمام علوم اور کل کتابیں پڑھی ہیں اور
اپنے زمانہ میں علامہ دہر ہو - ایسے لوگوں کے جواب میں اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا
عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا
مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ وہی ہے خدا جسنے بھیجا اَن پڑھوں
میں ایک رسول انھیں لوگوں میں سے جو پڑھتا ہے اُن اَن پڑھوں پر
خدا کی آیتیں اور اُنکو پاک کرتا ہے اور اُنکو سکھاتا ہے کتاب اور
حکمت یعنی رسول بھی اَن پڑھ تھے اور اصحاب کرام بھی اَن پڑھ
تھے باوجود اسکے جب رسول خدا نے صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ
کی آیتیں پڑھ کر سنائیں تو اصحاب سُنکر شرک و فساد سے پاک
ہوگئے پس اگر ناخواندہ آدمی قرآن مجید اور حدیث شریف کو نہیں
سمجھ سکتا ہے اور استعداد فہم نہیں رکھتا ہے تو بھلا صحابہ کرام نے کیونکر
سمجھا اور عیبوں سے پاک کس طرح ہوئے - افسوس ہے اس قوم
کی حالت پر جو مطالب صدرا اور لغات قاموس کے سمجھنے کا دعویٰ
کرتے ہیں لیکن قرآن مجید اور حدیث شریف کے سمجھنے میں اپنے کو نادان
محض خیال کرتے ہیں اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ہم سب تو پچھلے زمانہ
کے لوگ ہیں حضرت کے زمانہ کی برکت کہاں سے پاسکتے ہیں اور اصحاب
کرام کے مثل قلب سلیم کہاں سے لائیں کہ قرآن و حدیث کا معنی و مطلب
سمجھیں پس انلوگوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَآخَرِينَ مِنْهُمْ
لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ یعنے یہی حال ہے دوسرے اَن پڑھوں کا

ردِ شرک

از تصنیف مولٰنا ولایت علی صاحب ترجمہ ہدایت التوحید جناب مولوی الٰہی بخش صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ وصحبہ الی ابد اما بعد واضح ہو کہ امام الموحدین امیر المؤمنین مجدد دین مقبول بارگاہ صمد مولانا سید احمد رائے بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ راشد واقف اسرار خفی وجلی مولانا ولایت علی زبیری الہاشمی عظیم آبادی صادقپوری قدس سرہ نے ایک مختصر رسالہ بعبارت فارسی ردِ شرک وبیانِ توحید میں بغرض ہدایت اسلام تحریر فرمایا تھا چونکہ فارسی زبان میں تھا عوام اُس کے فوائد و منفعت سے محروم تھے لہذا فقیر سراپا تقصیر الٰہی بخش بہاری حسب ارشاد فاضل اجل عالم باعمل یادگار سلف ممتاز خلف جناب مولانا عبد الرحیم صاحب زبیری الہاشمی صادقپوری دام فیضہ خلف اکبر حضرت مولانا فرحت حسین قدس سرہ برادر خورد حضرت مولٰنا مؤلف علیہ الرحمۃ والغفران اُس کا ترجمہ عام فہم اُردو میں اصل کتاب کو صفحہ کے ایک حصہ میں اور ترجمہ کو ایک حصہ میں لکھکر عام اہل اسلام کے پیش نظر کرتا ہے اللہ تعالی عموماً ہر مسلمان کو اور خصوصاً مولٰنا ممدوح کے مریدوں اور معتقدوں کو اِس کتاب سے ہدایت عطا کرے - آمین یارب العالمین ✦

اصل کتاب

کوزبانہا ئے کہ شکر ہادی مطلق بجا آورد م وکجا دستے کہ بہ تحریر ثنائیش ہمت گمارم کہ ما یان را از طلاطم امواج شرک برکنارۂ توحید برآوردہ باآنکہ یک جہان غرقہ بطوفان اوست ویک عالم سرگشتہ بہ بیابان او - ودرود نامعدود بحضور سرور کائنات کہ بغیر اتباعش برائے نجات بنی آدم طریقۂ دیگر نیست - وبرآل و اصحابش کہ اتباعش عین پیروی رسول اللہ است صلے اللہ علیہ وسلم اما بعد فصلے چند بدفع شرک واقسامش مے گویم وانصرامش از واحد حقیقی میجویم -

ترجمہ کتاب

وہ زبان کہاں ہے جس سے ہادی مطلق کا شکر بجالاؤں اور وہ ہاتھ کہاں ہے جس سے اُسکی تعریف کے لکھنے میں ہمت کروں اُس خدا نے ہملوگوں کو امواج شرک کے ہچکولوں سے بچاکر توحید کے کنارہ پر پہنچایا باوجود اسکے کہ طوفان شرک میں ایک جہان ڈوبا ہوا ہے اور میدان ضلالت میں ایک عالم سرگرداں ہے اور درود بیشمار اُس سرور کائنات کے حضور میں پیش ہے کہ اولاد آدم کی نجات کیلئے سوائے اُنکی پیروی کے کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے اور اُنکی آل واصحاب جنکی پیروی عین رسول خدا کی پیروی ہے صلی اللہ علیہ وسلم - بعد حمد و نعت کے چند فصل شرک اور اقسام شرک کے دفع میں لکھتا ہوں اور اسکا اختتام احد حقیقی سے چاہتا ہوں

در بیانِ حقیقت کرامت باید دانست کہ کرامتِ اولیا حق است و منکر آن از ایمان حلاوتے ندارد و خرقِ عادتیکہ از انبیاء ظاہر شود آن را در عرف شرع معجزہ مے خوانند و از دیگر بزرگان پدید آید کرامتش مے نامند و منشاء ہر دو یک است یعنے قرب بارگاہ الٰہی امّا ظہور معجزہ و کرامت باختیار بزرگان نیست بلکہ باختیار و قدرت خدائے عزوجل و بزرگان بذات خود قوت کردن آن نمیدارند و اگر قوتش بذاتِ بزرگان باشد آن را کرامت نمے گویند۔ مثالش آنکہ اگر پہلوانے قوی و زورآور سنگ گرانبار و ثقیل بردارد بر کرامتش دلیل نمے دارند بسبب اینکہ قوت این قدر باربرداری بذاتِ او موجود است و اگر ہمان سنگ را طفلی ضعیف و نحیف کہ قوت تحمّل بارگران نداشت بردارد بر کرامتش دلیل ہست بسبب آنکہ این شخص ضعیف بذاتِ خود طاقت برداشتن نمے داشت۔ اما وقتیکہ دست بسنگ بُرد و قصد برداشتن کرد خدائے عزوجل قوت خود را متوجہ حال آن بندۂ ضعیف کرد و سنگ از قدرتِ الٰہی از جا برداشتہ شد۔ ازہمیں سبب معلوم شد کہ آن بندہ یکے از مقبولانِ بارگاہ خدا است کہ او تعالیٰ قدرت خود را متوجہ بحال آن بندہ مے کند و بکارہا اعانت و جانبداری او مے فرماید پس ہر کار عجیب کہ از دستش برآید۔ محل تعجب نیست کہ قوت حق شریک حال دارد۔ و اگر سرانجام کارے از کارہائے آسان ہم صورت نہ بندد جائے شکایت نہ کہ عجز بشری در پیش ما افتادہ دارد مولوی معنوی فرماید **شعر** اولیار ہست قدرت از الٰہ *

اس فصل میں کرامت کی حقیقت کا بیان ہی جاننا چاہیئے کہ کرامت اولیا برحق ہے۔ جو اسکا منکر ہے وہ ایمان میں تازگی نہیں رکھتا ہی جو کام خلافِ عادت انبیاء سے ظاہر ہوتا ہے اُس کو شرع میں معجزہ کہتے۔ اور اگر دوسرے بزرگوں سے ظاہر ہو تو اسکو کرامت کہتے ہیں اور دونوں کا منشا ایک ہی ہی یعنی درگاہ خدا کی نزدیک ہونا لیکن معجزہ اور کرامت کا ظہور انبیاء اور بزرگوں کے اختیار میں نہیں ہی بلکہ خدائے بزرگ و برتر کے اختیار و قدرت سے ظاہر ہی اور بزرگان دین اُس کام کی قدرت بذاتِ خود نہیں رکھتے ہیں اور اگر اُنکی قوت اُنکی ذات میں ہو تو اُسکو کرامت نہیں کہینگے اسکی مثال یہ ہی کہ اگر کوئی پہلوان قوی زور آور ایک بھاری پتھر کو اُٹھائے تو یہ دلیل اُسکی کرامت کی نہیں ہوسکتی ہی کیونکہ اسقدر وزنی پتھر کے اُٹھانیکی قوت اُسکی ذات میں موجود ہی مگر ہاں اگر اُسی پتھر کو ایک کمزور اور ناتوان لڑکا جو وزنی چیز کی اُٹھانیکی قوت نہیں رکھتا ہو اُٹھالے تو یہی اُسکی کرامت کی دلیل ہوگی کیونکہ وہ کمزور لڑکا بذاتِ خود اُسکے اُٹھانیکی طاقت نہیں رکھتا تھا لیکن جب اُسنے پتھر پر ہاتھ رکھا اور اسکے اُٹھانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت کو اُس ضعیف بندہ کے حال کی طرف متوجہ کیا اور خدا کی قدرت سے وہ پتھر اپنی جگہ سے اُٹھایا گیا اسی وجہ سے معلوم ہوا کہ خدا کی درگاہ کے مقبول بندوں میں سے وہ ایک مقبول بندہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کو اُس بندہ کے حال کیطرف متوجہ کرتا ہی اور اُسکے کاموں میں اُسکی مدد اور پاسداری کرتا ہی پس جو عجیب و غریب کام اُسکے ہاتھ سے ظاہر ہوگا وہ محل تعجب نہیں ہی کیونکہ وہ بندہ قوت خدا کو شریک حال رکھتا ہی اور اگر آسان کاموں میں سے کوئی کام اُس سے نہو سکے تو شکایت کی جگہ نہیں کیونکہ فطرتی مجبوری ہم سبھوں کے سامنے موجود ہے۔ مولوی معنوی فرماتے ہیں۔ اولیا کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرت حاصل ہے

و قرآن شریف وحدیث را بشنوند برای پاک کردن
آنہا ہمیں قرآن وحدیث شریفین کفایت مے کنند ونیز
میفرماید وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ
ہر آئینہ آسان کردیم قرآن را برائے پند گرفتن پس
آیا ہیچ پند گیرندہ ہست - این چگونہ آسانی است کہ
کافیہ خوانان وشافیہ دانان در فہم معانیش اظہار عجز
مے نمایند و بدویان عرب بہرہ ور مے شوند وعلاوہ ہمین
جا بجا مے فرمایند اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ - آیا
پس فکر نمے کنند قرآن را اگر آسان نیست پس دران
تامل چگونہ کردہ آید اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا آیا بر دلہا
قفل اند یعنے باوجودیکہ بر دل قفل ندارند چہ گمراہی است
کہ بتامل آن ہمت نمے گمارند - ونیز احادیث رسول
اللہ سخنان روزمرہ سہل وقریب از فہم بودند کہ ہر
اعرابی آن شنیدہ بکار دینی ودنیوی بران عمل مے
نمودند سوائے قال یقول در احادیث چیزے مشکل تر
نیست کہ مردمان آن را گران مے دانند وبسوئے
آن التفات نمی کنند - خصوصًا باین زمانہ کہ موضوع از
ناموضوع ممتاز گشتہ قوی از ضعیف جدا شدہ وعلی حسب مدارج
در کتب مدوّن گشت وبرائے ہر مطلبی علیحدہ علیحدہ باب
وفصل مقرر نمودہ شد - وتحقیق این است کہ عجمی را
دانستن ترجمہ اوّل ضرور است بعدہٗ اگر بر تمام لطافت
ونکاتش اطلاع نمی توان یافت - از ادراک اوامر
ونواہی ہم نمے تواند گذشت واین قدر برائے
نجات در آخرت کفایت مے کنند وبس -

فصل دوم

اور قرآن وحدیث کو سُنیں تو اُن کی پاکی قلب
کے لیئے بھی یہی قرآن اور متبرک حدیثیں کافی ہیں
اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ
مُّدَّكِرٍ یعنے بیشک ہمں نے قرآن کو نصیحت ماننے کیلیئے آسان
کردیا ہی پس آیا کوئی نصیحت ماننے والا ہی - یہ کیسی آسانی ہی کہ کافیہ اور
شافیہ جاننے والے تو قرآن کے معنی ومطلب سمجھنے میں اظہار عجز
کرتے ہیں اور عرب کے جنگلی بدو قرآن کے معنی ومطلب خوب سمجھتے ہیں
علاوہ اِسکے اللہ تعالیٰ اکثر جگہ فرماتا ہی اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ -
یعنے کیوں نہیں سوچتے ہیں قرآن کو اگر آسان نہیں ہے تو اُسمیں
غور وتامل کیونکر کیا جائے اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا آیا اُنکے دلوں پر
قفل ہیں یعنی باوجود اسکے کہ دل پر قفل نہیں رکھتے پھر یہ کیسی
گمراہی ہی کہ غور وخوض کے لیئے ہمت نہیں کرتے ہیں اور رسول
خدا کی حدیثیں جو روزمرہ کی باتیں ہیں سہل وسریع الفہم تھیں
کہ ہر گنوار جنگلی انکو سُنکر دینی اور دنیوی کاموں میں اُن پر عمل کرتا تھا
حدیثوں میں سوائے قال یقول کے کوئی چیز مشکل نہیں ہے
جسکو لوگ مشکل جانتے اور اُسکی طرف توجہ نہیں کرتے ہیں خصوصًا
اِس زمانے میں تو حدیث شریف نہایت آسان ہوگئی ہے کیونکہ
موضوع غیر موضوع سے اور قوی ضعیف سے علیحدہ کردیگئی ہی اور حسب
مراتب سب حدیثیں کتب حدیث میں مجتمع ہوگئی اور ہر مطلب کیلیئے
علیحدہ علیحدہ باب اور جدا جدا فصلیں مقرر کردیگئی ہیں اور حقیقت یہ ہے
کہ اہل عجم کو پہلے ترجمہ جاننا ضرور ہے بعد اِسکے اگر معنی تمام باریکیوں
اور نکتوں پر مطلع نہیں ہوسکتا ہے تو امر ونہی کے سمجھنے سے
ناواقف ہونا نچاہیئے - اور آخرت میں نجات کے
لیئے اِسی قدر کفایت کرتا ہے اور کافی ہے ؛

دوسری فصل

یا ملائکہ یا دیگر مخلوقات ثابت کنند اگرچہ اندک باشد
مثلاً تصرف در زمین و آسمان از صفات مالکیت
اوست قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
برائے اوست تصرف در آسمانہا و زمین پس ہر کہ
بداند کہ انبیاء یا ملائکہ یا دیگر غیر اللہ را اختیار است
کہ آب از آسمان ببارند و دانہ از زمین برآرند یا
کسی را اولاد دہند یا بکشند یا کور و کر بکنند یا ضررے
دیگر برسانند یا رزق و مال و دولت بدہند پس
صاحب این عقیدہ مشرک است پس ندا کردن غیر
اللہ را کہ فلان حاجت من برآر کفر محض است کہ
مے فرماید اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ - خاص
ترا عبادت مے کنیم و خاص از تو مدد مے خواہیم ؎
من ز آدم مدد نے خواہم + غیر حق نیست سوئے
کس راہم + رسول خدا کہ محض برائے رہنمونی بسوئے
خلق آمدہ بود بحق او میفرماید اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ
اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَاۗءُ تو ہدایت
نمی کنی ہر کہ را دوست میداری لیکن خدا ہدایت
مے کند ہر کرا کہ مے خواہد معلوم شد کہ سوائے
او تعالے ہدایت ہم بدست کسے دیگر نیست - و
علیٰ ہذا القیاس کدام اولیا و انبیاء و ملائکہ را
بروز قیامت دخلے و تصرفے نخواہد شد تا کسے را
بجنت ببرند و کسے را بدوزخ چنانکہ او تعالیٰ مے فرماید
لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ
مالک نخواہد شد کسے از کسے در ہیچ چیز و حکم آن
روز در دست خداست بروز قیامت مادر و پدر

یا فرشتوں یا دوسرے مخلوقات میں ثابت کریں اگرچہ تھوڑا
ہی ہو مثلاً زمین و آسمان میں اختیار رکھنا خداوند عالم کے
مالک ہونیکی صفتوں میں سے ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اُسی کے لیے
ہی تصرف آسمان و زمین میں پس جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ انبیاء
یا ملائکہ یا دیگر مخلوقات کو اختیار ہے کہ آسمان سے پانی برسائیں
اور زمین سے دانہ نکالیں یا کسیکو اولاد دیں یا مار ڈالیں یا اندھا
و بہرا کر دیں یا کوئی دوسرا ضرر پہنچاویں یا روزی اور مال و
دولت دیں پس ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے پس خدا
کے سوا غیر کو پکارنا کہ میری فلاں حاجت پوری کر دے - کفر
محض ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ
یعنے ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں - یعنی ہم
آدمیوں سے مدد نہیں چاہتی ہیں خدا کے سوا کسیکی طرف ہمیں راہ نہیں ہے رسول خدا جو محض
ہدایت کرنے کو خلق کی طرف آئے تھے اُنکے حق میں اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِیْ
مَنْ يَّشَاۗءُ یعنے اے محمد تو ہدایت نہیں کر سکتا ہے اسکو جسکو
تو دوست رکھتا ہے لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا
ہے پس معلوم ہوا کہ ہدایت بھی سوائے خدا کے کسی دوسرے
کے ہاتھ میں نہیں ہے اور علےٰ ہذا القیاس قیامت کے روز کسی
نبی یا ولی یا فرشتہ کو کوئی دخل اور اختیار نہ ہوگا کہ کسی کو جنت
میں لے جائیں اور کسی کو دوزخ میں پہونچائیں - چنانچہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا
وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ یعنے مالک نہ ہوگا کوئی شخص
کسی شخص کی طرف سے کسی چیز میں اور اُس روز حکم
خدا کے ہاتھ میں ہے پس قیامت کے دن ماں اور باپ

تیرجستہ بازگرداند زراہ + نفرمودہ کہ اولیاء بذات خود
قدرت دارند بلکہ آنہارا قدرتے ہست ازخدائے تعالے
یعنے قدرت آلہی شریک حال و مددگار خود دارند بسبب
اینکہ خداوند عالم از آنہا کمال راضی وخورسند است
لاجرم محبت بزرگان بدل سعادت منزل خود باید
داشت - وتعظیمات ایشان بجا باید آورد بروجہ
مشروع ونام آنہا جز بنیکی یاد نباید کرد واگر شرف
ملاقات بدست آید شرط خدمت بجان و مال بجا باید
آورد و ہدیہ وتحفہ دریغ نباید داشت واگر درکتب
ایشان سخنے رفتہ باشد کہ باقرآن وحدیث شریفین موافقت
نکند دفعۃً مہرۂ اعتقاد از بساط بزرگی ایشان نباید
چید - خطاء بزرگان گرفتن خطا است - بلکہ
کلام شان را تاویل کردہ موافق از قرآن وحدیث
شریفین باید کرد یا محمول بکلمات سُکر و افراط محبت
حق نمایند اگر کلام اصحاب طریقت است ومبنی
برخطا فی الاجتہاد کنند - اگر گفتۂ ارباب شریعت
است چراکہ در اجتہاد خطا از ہمہ اکابر مے رود کہ
معصوم سوائے انبیاء دیگرے نیست وزنہار زنہار
چنان نکنند کہ قرآن وحدیث شریفین را تاویل کردہ
از کلام بزرگان موافق نمایند کہ این چنین حرکات
مسلمان را از ایمان بیرون مے کشد و مقصود
اصلی اتباع قرآن وحدیث شریفین است

وہ چھوٹے ہوئے تیر کو راہ سے پھیر دیسکتے ہیں لیکن یہ
نہیں فرمایا کہ اولیا بذات خود قدرت رکھتے ہیں بلکہ اُنکو
اللہ تعالیٰ کی جانب سے قدرت ہوتی ہے یعنی قدرت آلہی کو
اپنا شریک حال ومددگار رکھتے ہیں - اسکا سبب یہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ اُن سے نہایت راضی وخوش ہے غرض بزرگوں کی محبت
اپنے سعادت منزل دل میں ضرور رکھنی چاہیئے اور اُنکی تعظیم
شرع کے موافق کرنی چاہیئے - اور اُنکو نیکی کے ساتھ یاد کرنا چاہیئے
اور اگر اُنکی ملاقات کا شرف حاصل ہو تو جان و مال سے انکی خدمت
بجالائے اور ہدیے اور تحفے پیش کرنے میں دریغ نہ کرے اور اگر
اُنکی کتابوں میں کوئی بات ایسی ہو جو قرآن وحدیث سے موافقت
نہ رکھتی ہو تو بغیر تحقیق اعتقاد کی گوٹ کو اُنکی بزرگی کی بساط سے
اٹھا لینا نہیں چاہیئے یعنے فوراً بداعتقاد نہو جائے کیونکہ بزرگوں
کی خطا پکڑنی خطا ہے - بلکہ اُنکے کلام کو تاویل کرکے قرآن وحدیث
کے موافق کر دینا چاہیئے یا ایسا کریں کہ اگر اصحاب طریقت کا کلام
ہے تو اُسکو کلمات بیہوشی وافراط محبت حق پر محمول کریں اور اگر
ارباب شریعت کا کلام ہے تو اُسکی بنا خطا فی الاجتہاد پر رکھیں کیونکہ
اجتہاد میں خطا تمامی علمائے اکابر سے ہوتی ہے سبب یہ ہے کہ نبی
کے سوا کوئی شخص معصوم نہیں ہے لیکن ایسا ہرگز نہ کریں کہ
قرآن وحدیث کو تاویل کرکے بزرگوں کے کلام کے موافق بنائیں
کیونکہ اس قسم کی حرکتیں مسلمان کو ایمان سے
خارج کر دیتی ہیں - غرض مقصود اصلی قرآن وحدیث
کی پیروی ہے +

فصل سوم

در بیان اشراک فی العقیدۃ - وآن این است - کہ
صفات پروردگار در پیران وپیغمبران یاجن وپری

تیسری فصل

اعتقاد میں شریک سمجھنے کا بیان - اور وہ یہ ہے کہ خدا کی
صفتوں کو پیروں اور پیغمبروں یا جن اور پری

و دزدی شعار خود مقرر نه نموده رحمت بادشاه
بسوئی عفو تقصیرش متوجه مے شود اما آئین سلطنت
اقتضا نمے کند که یکے را ببخشند و دیگران را دست
ببرّند آنگاه بادشاه خود سببے میجوید و بسوئے
یکے از حاضرین دولت باخفا اشاره میفرماید
که بحق فلان روے شفاعت بیار تا او را بخشم بمجرد فہم
این اشارت یکے از مقربان مجلس جبین شفاعت
می ساید که این گنہگار را بما علاقه است از انتقامش
درگذر کنید درین صورت شفاعت جبر بر بادشاه
نیست بلکه عین رضا و خواہش او ہمیں بود که واقع
شد- پس بروز قیامت ہمیں صورت متحقق خواهد
شد که بآن اشارت مے فرماید مَنْ ذَا الَّذِیْ
یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ کیست که شفاعت کند
نزد خداے تعالے مگر باجازتش بحق کسے که اجازتش
خواهد شد سفارش او جلوه گر خواهد شد و نعوذ باللہ
اگر ارادۂ الٰہی بانتقام کسے متعلق خواهد شد که طاقت
دارد که دم از شفاعت بزند خداے عزوجل را راضی
باید نمود که شفاعت ہم بدست اوست و بحقیقت
شافع نیز ہمون ذات پاک است بسوئے ہمیں معنی
اشارت میفرماید قُلْ لِّلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ جَمِیْعًا بگوے
محمد خاص براے خدا است شفاعت ہمه یعنی شفاعت
ہم بدست کسے دیگر نیست این است حال شفاعت
که بسیاری از نادانان را از اطاعت خداے
تعالے باز میدارد پس یکے از انبیاء و اولیاء
قادر بر نفع و ضرر رسانیدن در دین و دنیا نیست

اور اُس نے چوری کو اپنی عادت نہیں ٹھہرایا ہے پس بادشاہ
کی مہربانی اُسکے عفو تقصیر کی طرف متوجہ ہوتی ہے لیکن قانون
سلطنت یہ نہیں چاہتا کہ ایک چور کا قصور معاف کر دیں اور دوسرون
کے ہاتھ کاٹیں- اُسوقت بادشاہ خود کوئی سبب ڈھونڈھتا ہے
اور حاضرین دولت میں سے ایک کی طرف خفیہ اشارہ کرتا ہے
کہ فلاں شخص کے حق میں شفاعت کے لیئے متوجہ ہو تا اُس
کا جُرم معاف کر دوں پس اس اشارہ کے سمجھنے سے مجلس بادشاہ
کے مقربوں میں سے ایک شخص شفاعت کی پیشانی زمین پر
رکھکر کہتا ہے کہ اِس گنہگار کو میرے ساتھ تعلق ہے اسکی سزا
سے درگذر کیجئے اِس صورت میں بادشاہ پر شفاعت جبر نہیں ہے
بلکہ عین رضا و خواہش اسکی یہی تھی جو واقع ہوئی- پس قیامت
کے دن اسی قسم کی شفاعت پائی جائیگی اسی کی طرف اللہ تعالےٰ
اشارہ کرتا ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یعنی
وہ کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک شفاعت کر سکے
مگر اُسکی اجازت سے- پس جسکے لیئے اجازت ہوگی اسکے حق میں
اُسکی سفارش پائی جائیگی اور معاذ اللہ جس شخص سے اللہ تعالیٰ
انتقام چاہیگا اُسکے حق میں شفاعت کرنیکی کسیکو طاقت نہوگی-
غرض اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہیئے کیونکہ شفاعت بھی اُسکے ہاتھ
میں ہے اور حقیقت میں اُسکی ذات پاک شافع بھی ہے اسی مضمون کی
طرف اشارہ فرمایا ہے قُلْ لِّلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ جَمِیْعًا یعنے اے محمد تو
کہدے کہ کل شفاعت اللہ ہی کیلئے ہے- یعنی شفاعت بھی
کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں ہے اُمید شفاعت جو بہت سے نادانوں
کو خدا کی عبادت سے باز رکھتی ہے اُس کی حالت یہی ہے جو
مذکور ہوئی- پس انبیاء و اولیاء میں سے کوئی شخص
دین و دنیا میں نفع یا ضرر پہنچانے پر قادر نہیں ہے-

که شاه از وے غافل بود- این قسم شفاعت هم بروز
قیامت واقع نخواهد شد وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ
اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ
هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ
بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ
سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ وعبادت
مے کنند سواے خدا آن راکه نه ضرر سے دہد ایشان
را و نه نفع مے رساند ایشان را- و مے گویند که
ایشان شفاعت کنندگان ما اند نزد خدائے
تعالیٰ بگو آیا آگاه خواہید کرد خدا را بآن چیز که
نمے داند در آسمان و نه در زمین پاک و برتر است
خداے تعالیٰ از ان چیز که شریک مے کنند یعنے
عالم الغیب ہر چیز را که در زمین و آسمان است
خوب میداند و بندگان آفریده او ہستند خوبہاے
و بیبہاے ہر بنده خوب مے داند حاجت بیان
دیگران نیست درین صورت شفاعت اگرچه جبر
لازم نمی آید امّا لاعلمی و نادانی آن عالم الغیب و
الشہادة لازم مے آید تعالیٰ شانه و نیز شفاعت
را طوریست دیگر مثالش آنکه چہار دزدان به
یک بار بحضرت بادشاه گرفتار آمدند- سه
از ان بکار دزدی چالاک و از غضب سلطانی
بے باک و یکے از ان مرد پرہیزگارے که اتفاقاً
باغوائے شیاطین باین فعل قبیح گرفتار آمده
آب از دیده ہمیں میریزد و سر از ندامت عصیان بر
[illegible] و بادشاه معلوم کرد که این بیچاره ناگہانی باین فعل قبیح گرفتار آمده

جس سے بادشاہ غافل تھا- پس قیامت کے روز اس قسم
کی شفاعت بھی نہو گی وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ
مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ
شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ
فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى
عَمَّا يُشْرِكُونَ اور عبادت کرتے ہیں خدا کے سواے
اُنکی جو نہ ضرر دیویں اُنکو اور نہ نفع پہونچائیں اُنکو اور کہتے
ہیں کہ یہ لوگ خدا کے نزدیک ہماری شفاعت کریں گے
تو کہہ کیا اللہ تعالیٰ کو بتاتے ہو وہ چیز جسکو وہ آسمان و زمین
میں نہیں جانتا ہے اللہ پاک و برتر ہے اُس چیز سے جسکو
وہ شریک ٹھیراتے ہیں- یعنے وہ عالم الغیب ہر چیز کو جو
آسمان و زمین میں ہے خوب جانتا ہے- اور سب بندے
اُسکے پیدا کیئے ہوئے ہیں وہ بندوں کے عیب ہنر کو خوب
جانتا ہے دوسروں کے بیان کی حاجت نہیں ہے پس
اس قسم کی شفاعت میں اگرچہ جبر نہیں لازم آتا ہے مگر اللہ
تعالیٰ جو پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے اُسکی بے علمی اور
نادانی لازم آتی ہے اور شفاعت کی ایک صورت دوسری
بھی ہے اُسکی مثال یہ ہے کہ چار چور یکبارگی گرفتار ہو کر
بادشاہ کے سامنے آئے اُنہیں سے تین چور تو چوری میں
چالاک اور غضب سلطانی سے بے باک تھے اور ایک
چور مرد پرہیزگار تھا- کہ اتفاق سے شیطان
کے بہکانے سے اس فعل بد میں گرفتار ہو گیا
ہے وہ آنکھ سے آنسو بہاتا ہے اور جرم کی ندامت
سے سر نہیں اُٹھاتا ہے بادشاہ کو معلوم ہو گیا کہ
یہ بیچارہ ناگہانی سے اس فعل بد میں گرفتار ہوا ہے

شاءَ واحاطہ نے کنند مردمان ہیچ چیز کہ در علم خدا
است مگر ہمان قدر کہ خدا خواست۔ معلوم شد
کہ ہرچہ در علم پروردگار است وغائب از نظر بندہ
است ہیچ چیز ازان بندہ را معلوم نمیشود مگر ہم
قدر کہ خدا خواہد ہمان قدر علم مے دہد پس این ہم
باختیار خدا است نہ باختیار بندہ تا ہرچہ
بخواہد بفہمد۔

شاءَ یعنی لوگ اللہ تعالےٰ کے علم میں سے کسی چیز کو
نہیں گھیر سکتے ہیں۔ مگر اُسی قدر جو خدا نے چاہا۔ پس معلوم
ہوا کہ جو کچھہ خدا کے علم میں ہے اور بندوں کی نظر سے غائب
ہے اُنمیں سے کوئی چیز بندہ کو معلوم نہیں ہوتی ہے مگر
جس قدر خدا چاہتا ہے اُسیقدر علم دیتا ہے۔ پس یہ بھی خدا
ہی کے اختیار سے ہے بندہ کو اختیار نہیں ہے کہ جو کچھہ
چاہے جان لیوے۔

فصل چہارم

دربیان اشراک فی العبادت۔ باید فہمید کہ تعظیماتیکہ
براے حق تعالیٰ مقرر کردہ اند۔ آنرا عبادت مے
گویند اگر آن تعظیم را شارع مقرر فرمودہ واگر
جماعتِ دیگر مقرر کردہ باشد ملحق بعبادت
می نامند پس تعظیمی کہ پیش خداے تعالےٰ بجا
مے آرند بمخلوق نباید کرد کہ مے فرماید وَلَا تَجْعَلُوْا
لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ پس نگردانید
براے خداے تعالےٰ ہمسران در علم باوجودیکہ
شما میدانید کہ کسے ہمسر خداے تعالےٰ نیست یعنی
شمایان در عقیدۂ خود کسے را ہمرتبہ برابر خدا نمیدانید
لیکن در تعظیمات چرا برابر می کنید از وقت آدم تا
ایندم باین طور کافرے پیدا نشدہ کہ دو خدا گفتہ باشد
یا کسے مخلوق را در مرتبہ برابر خداے تعالی دانستہ باشد
در علم خود لیکن ہمین قدر میدانند کہ بندگان را بسبب
قرب بکارخانۂ الٰہی دخلے ہست وبسبب کثرت ریاضت
اندکے از صفات باریتعالیٰ درایشان پیدا گشتہ مثلاً پروردگار

چوتھی فصل

اِسمیں شرک فی العبادت کا بیان ہے۔ سمجھنا چاہیئے کہ جو
تعظیم اللہ تعالےٰ کے لیئے مقرر ہوئی ہے اگر اُسکو شارع
نے مقرر فرمایا ہے تو عبادت ہے اور اگر گروہ مومنین نے
مقرر کیا ہے تو وہ ملحق بالعبادت ہے پس جو تعظیم اللہ تعالےٰ
کے سامنے بجالاتے ہیں اُسکو مخلوق کے لیئے کرنا نہ چاہیئے
چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّ
اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنی علم میں اللہ تعالیٰ کا ہمسر مت ٹھراؤ حالانکہ
تم جانتے ہو کہ کوئی اُس کا ہمسر نہیں ہے یعنے جب تم
لوگ اپنے عقیدہ میں کسی کو خدا کے برابر نہیں جانتے ہو
تو تعظیمات میں غیر کو اُسکے برابر کیوں کرتے ہو حضرت
آدمؑ کے وقت سے اِس وقت تک ایسا کافر پیدا نہیں
ہوا جو دو خدا کا قائل ہو یا کسی مخلوق کو مرتبہ میں خدا کے
برابر جانتا ہو۔ لیکن یہ اعتقاد البتہ رکھتے ہیں کہ قرب کے
سبب سے بزرگوں کو کارخانۂ خدا میں کچھہ دخل ہے اور بسبب
کثرت ریاضت کے اللہ تعالےٰ کی صفات میں سے کچھہ
تھوڑی صفت اُنمیں بھی پیدا ہو گئی ہے مثلاً خدا

ہیں معنی ازین آیت مقصود است قُلْ لَّآ اَمْلِكُ
لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَ لَوْ كُنْتُ
اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَ مَا مَسَّنِیَ
السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ
بگو اے محمد کہ نے توانم براے خود نفع رسانیدن
وضرر رسانیدن مگر آنچہ کہ خدا خواستہ است و اگر من
دانستمی علم غیب را ہر آئینہ بسیار جمع کردمے از
جنس منفعت و نرسیدی بمن ہیچ سختی - نیستم من مگر
بیم کنندہ و مژدہ دہندہ براے گروہے کہ یقین
مے دارند - حاصل آنست کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
باوجودیکہ رسول اند طاقت ندارند کہ منفعتے بجان خود
برسانند ویا خود را از ضرر باز دارند - ونیز حق تعالے
فرمود کہ بگو اے محمد کہ ما علم غیب ہرگز نے دانیم این
محض خاصہ خدا است اگر من دانستمی علم غیب را پس
منفعت بسیار جمع کردمے و بمن ہیچ ضرر نرسیدی
مثلاً اگر دانستمی کہ این اسپ من فردا خواہد مرد
بدست کافرے فروختمی و اگر دانستمی کہ بروز جنگ
اُحد شکست خواہد شد - آن روز جنگ نکردمے
چنانکہ شمایان مے دانید کہ پیغمبر ما ہر وقت کہ
یاد مے کنیم می شنود و ہر چیز آیندہ یا غائب را
از نظر می بیند غلط محض است ما ازین قسم نیستیم کار
من ترسانیدن از عقوبت الٰہی و مژدہ دادن از نعمتہاے
غیر متناہی است فقط آنکسان کہ سخن ما باور میدارند
کس نمیداند کہ پس پشت ما چیست وبشام چہ ظاہر خواہد شد
ونیز بآیت دیگر میفرماید وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا

یہی معنی مقصود ہے اس آیت سے قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ
نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ
لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا
اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ یعنے اے محمد تو
کہدے کہ میں اپنے نفس کو نفع اور ضرر نہیں پہونچا سکتا ہوں
مگر جو کچھ خدا چاہے اور اگر میں علم غیب جانتا تو بیشک بہت منفعت
جمع کر لیتا اور مجھے کوئی سختی نہیں پہونچتی میں تو ایمان والوں کو
ڈرانے والا اور خوشخبری سُنانے والا ہوں - حاصل یہ ہے کہ پیغمبر
خدا صلے اللہ علیہ وسلم باوجود اسکے کہ وہ رسول ہیں لیکن یہ
طاقت نہیں رکھتے ہیں کہ اپنی ذات کو کوئی نفع پہونچاویں یا
اپنے نفس کو ضرر سے باز رکھیں - اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی
فرمادیا کہ اے محمد تو کہدے کہ میں علم غیب ہرگز نہیں جانتا
ہوں یہ اللہ تعالے کے لیئے خاص ہے - اگر میں علم غیب جانتا
تو بہت منفعت جمع کرتا اور مجھے کوئی ضرر نہ پہونچتا - مثلاً اگر مجھے
معلوم ہوجاتا کہ میرا گھوڑا کل مریگا تو آج ہی کسی کافر کے ہاتھ بیچ
ڈالتا - اور اگر میں جانتا کہ جنگ احد کے دن مجھے شکست
ہوگی تو اُس روز لڑائی نکرتا - تم لوگ سمجھتے ہو کہ جب ہم اپنے
پیغمبر کو یاد کرتے ہیں وہ سُنتے ہیں اور ہر چیز آیندہ وغائب کو
نظر سے دیکھتے ہیں - محض غلط ہے - میں ایسا نہیں ہوں
میرا کام تو عذاب الٰہی سے ڈرانا اور غیر متناہی نعمتوں
کی خوشخبری سُنانی ہے - اُن لوگوں کو جو میری بات
پر یقین لاتے ہیں غرض کوئی نہیں جانتا ہے کہ میری
پیٹھ کے پیچھے کیا چیز ہے - اور شام کے وقت
کیا ظاہر ہوگا اور اللہ تعالیٰ دوسری آیت میں
فرماتا ہے وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا

رکوع کرد یعنی نصف اول قدر از تعظیماً خم کرد بشرک
افتاد - وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ والیستادہ شوید برای
خدا فرمان بردار یعنی دست بستہ و با ادب پیش
غیر خدا ایستادن شرک است وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ
فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ شَطْرَہٗ و ہر جا کہ باشید شما پس
بگردانید روے خود را بطرف خانہ کعبہ پس
وقت عبادت رو گردانیدن و متوجہ شدن
بسوے قبر یا مکانے تعظیماً سوائے بیت اللہ
شرک است - وہمچنین است دعا کردن از غیر
اللہ کہ مے فرماید وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ
دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗٓ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ
وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غَافِلُوْنَ وکدام گمراہ تر است
از ان کسانیکہ ندا مے کنند سوائے خدا شخص
راکہ قبول نخواہد کرد اورا تا روز قیامت و آنہا از
نداکردنش غافلانند یعنی ازین قوم زیادہ تر گمراہی
نیست کہ مردگان یا دیگر غیر اللہ را ندا مے کنند
و اوشان ہرگز جواب این گمرہان نے دہند
ندانند کہ اوشان نمی شنوند بلکہ اوشان بے
خبرانند از ندا کردن و فریاد بر آوردن این گمرہان
مردمانیکہ میگویند یا رسول اللہ و یا علیؓ و یا غوث الاعظمؓ
و یا حسینؓ و یا فاطمہؓ و اے خواجہ و یا پیر احوال خود
را ازین آیت ملاحظہ فرمایند اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی
وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ بیشک تو شنوانے کنی
مردہ را و شنوانی کنی کر را یعنی در باب نشنیدن
مردہ و کر برابر است وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی

رکوع کیا یعنے نصف بدن کو تعظیماً جھکایا وہ شرک میں
گرفتار ہوا - وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ یعنے کھڑے رہو خدا
کے لیئے فرمانبردار پس ہاتھ باندھکر ادب کے ساتھ غیر خدا
کے سامنے کھڑا ہونا شرک ہے اور فرماتا ہے وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا
وُجُوْھَکُمْ شَطْرَہٗ یعنی تم جہاں رہو پس پھیرو اپنا مُنہ
خانہ کعبہ کی طرف - پس عبادت کے وقت منہ پھیرنا اور
متوجہ ہونا کسی قبر یا مکان کی طرف تعظیماً سوائے خانہ کعبہ
کے شرک ہے - اور اسی طرح غیر خدا سے دعا مانگنا شرک ہے
چنانچہ فرماتا ہے وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ
اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗٓ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَھُمْ
عَنْ دُعَآئِھِمْ غَافِلُوْنَ یعنے اُن سے بڑھکر گمراہ کون
ہے جو پکارتے ہیں خدا کے سوا ایسے کو جو قیامت تک
اُنکی دعا قبول نکریگا اور وہ سب اُنکے پکارنے سے بے
خبر ہیں - یعنی اُس قوم سے زیادہ گمراہ کوئی نہیں ہے جو
خدا کے سوا مُردوں یا دوسروں کو پکارتے ہیں - اور وہ
سب ہرگز اُن گمراہوں کو جواب نہیں دیتے ہیں -
اتنا نہیں جانتے ہیں کہ وہ لوگ نہیں سنتے ہیں بلکہ
وہ سب اُن گمراہوں کے پکارنے اور فریاد کرنے سے
بے خبر ہیں پس جو لوگ یا رسول اللہؐ و یا علیؓ و یا غوث
الاعظمؓ و یا حسینؓ و یا فاطمہؓ و یا خواجہ و یا پیر کہتے ہیں
اُنکو چاہیئے کہ اپنا حال اس آیت کریمہ سے ملاحظہ
کریں اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ
یعنے اے محمد بیشک تو نہیں سُنا سکتا ہے مردہ کو
اور نہیں سُنا سکتا ہے بہرے کو آواز یعنے نہ سُننے
میں مُردہ اور بہرے دونو برابر ہیں وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی

اگر بیشمار انسان پیدا مے تواند کرد این بزرگان اگر
خواہند یک دو شخصے را پسر بخشند و اگر پروردگار
تمام روئے زمین را مقہور و معذب تواند کرد این
بزرگان کسے را کہ بخدمتِ شان بے ادبی کند
البتہ چیزے ضرر رسانیدن مے توانند چون باعتقاد
مردمان این ظن فاسد مستقر شدہ است بہ ہمین
سبب تعظیمات بزرگان خارج از حد بجا مے آرند
و در تحصیل رضائے ایشان بسیار سعی مے نمایند
وہمین است شرک باللہ کہ آن را مردود کردہ
اند اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ
مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط بیشک خدائے تعالےٰ
نمی بخشد آنکہ شریک کردہ شود بخدا و می بخشد
سوائے ازین ہر کس را کہ مے خواہد۔ ہر کہ بہ تعظیم
خدا دیگرے را شریک کند باید کہ دست افسوس
بر سر زند و اُمید نجات آخرت منقطع سازد۔
تعظیماتیکہ در شرع برائے خدا ست یعنے
عبادت ہر چند کہ بسیار است اما دو چار ازان
بیان مے کنم تا دیگران را بروے قیاس نمایند
ازان جملہ است ارکان صلاۃ کہ برائے دیگران
نباید کرد وکسیکہ غیر اللہ را سجدہ کند۔ کافر
گردد کہ مے فرماید وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ
اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ وسجدہ کنید برائے خدا کہ
پیدا کردہ است آن چیزہا را اگر ہستید شما کہ ہمون
خدا را عبادت میکنید وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ
و رکوع کنید با رکوع کنندگان ہر کہ پیش غیر خدا

بیشمار انسان پیدا کرتا ہے تو یہ بزرگ لوگ بھی اگر چاہیں
تو ایک دو آدمی کو اولاد دیسکتے ہیں اور اگر اللہ تعالےٰ تمام
اہل زمین پر قہر و عذاب کر سکتا ہے تو یہ بزرگ بھی اُس آدمی
کو جو اُنکی خدمت میں بے ادبی کرے نقصان پہونچا سکتے
ہیں پس چونکہ لوگوں کے اعتقاد میں یہ گمان فاسد مستحکم ہوگیا
ہے اِسی سبب سے بزرگوں کی تعظیم حد سے زیادہ کرتے ہیں
اور اُن کی خوشنودی و رضامندی حاصل کرنے میں بہت
کوشش کرتے ہیں اور خدا کے ساتھ شرک یہی ہے اسی
کی تردید اِس آیت میں ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ
یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط
بیشک اللہ نہیں معاف کرتا ہے اپنے ساتھ شریک ٹھیرانیکو
اور شرک کے سوا جس گناہ کو جسکے لیئے چاہتا ہے معاف
کر دیتا ہے۔ پس جو شخص خدا کی تعظیم میں دوسرے کو شریک
کرتا ہے اُسکو چاہیئے کہ افسوس کے ہاتھ سے اپنا سر پیٹے
اور نجاتِ آخرت کی اُمید کو منقطع کرے شریعت میں اللہ
تعالیٰ کیلئے جو تعظیم مقرر ہے یعنے عبادت اُسکے اقسام بہت
ہیں اُنہیں سے دو چار کو بیان کرتا ہوں تا دوسرے اقسام
کو اُنپر قیاس کر لیویں پس ایک اُنہیں سے نماز کے ارکان ہیں
کہ دوسروں کے لیئے نہیں کرنا چاہیئے پس جو شخص خدا کے
سوا غیر کو سجدہ کرے کافر ہو جائیگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ
یعنے سجدہ کرو خدا کو جس نے اُن چیزوں کو پیدا کیا ہے
اگر تم اُسکی عبادت کرتے ہو اور فرماتا ہے وَارْکَعُوْا مَعَ
الرّٰکِعِیْنَ یعنے رکوع کرو رکوع کرنیوالوں کے ساتھ
پس جس شخص نے غیر خدا کے سامنے ❖❖❖❖❖

پس آن نذر را کہ برخاک مذلت افتادہ است۔
شخصے دیگر قصد گرفتن نماید لابد بمقام غضب سلطانی
مے در آید۔ پس ظاہر شد کہ باوجود ظاہر بودن آن
مالک حقیقی اگر نقدی یا طعامی نیاز غیر اللہ نمایند
گرفتن و خوردن آن ناجایز بود دریں جزو زمان
اکثر مردمان قرآن شریف برائے تقرب مردگان
مے خوانند و طعام نذر بزرگان می نمایند۔ و
نقد بنام غیر اللہ مے دہند چنانکہ این جملہ عبادات
موحدان محض برائے خدا مے کنند چون مردمان
سوال مے کنند کہ چرا مرتکب این شرک عظیم
میشوی عوام الناس جوابہاے بیہودہ و
کلمات جہالت بر زبان می آرند و مے گویند
بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَ نَا کلام شما
نمی شنویم بلکہ عمل مے کنیم و پیروی می نمائیم
آن چیز را کہ یافتہ ایم بران چیز پدران خود را
یعنے از گفتۂ شما رسوم جد و پدر نمی گذاریم مردمانیکہ
سابق مرتکب این امور شدہ اند ہیچ مصلحتے فہمیدہ
باشند بجواب ایشان خدائے عزوجل می فرماید
اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْئًا وَّ
لَا یَھْتَدُوْنَ اگرچہ پدران ایشان نمیدانستند چیزیرا
وراہ نمی یافتند بسوے توحید چہ جائے تعجب است
یعنے فقط رواج آباء شما برائے محمود بودن آن
عمل دلیل نیست تعجب نکنید در گمراہی پدران
خود اگرچہ بظاہر دلق در بر داشتند و بعضے
مردمان کہ روزے چند کتاب بینی کردہ اند

اور اُس نذر کو جو خاک ذلت پر پڑی ہوئی ہے اگر کوئی دوسرا
شخص لینا چاہے تو ضرور وہ بھی شاہی غضب میں گرفتار
ہوجاتا ہے۔ پس ظاہر ہوگیا کہ باوجود حضوری اُس مالک
حقیقی کے اگر نقد یا طعام نیاز غیر اللہ کریں تو اُس کا لینا۔
اور کھانا ناجایز ہے۔ اِس زمانے میں اکثر لوگ مُردوں کے
تقرب کے لیئے قرآن شریف پڑھتے ہیں اور کھانا بزرگوں
کے نذر کرتے۔ اور غیر اللہ کے نام سے نقد دیتے ہیں جس
طرح موحد لوگ اِن عبادتوں کو محض خدا کے لیئے کرتے
ہیں۔ جب لوگ اُن سے پوچھتے ہیں کہ تم ایسے شرک
عظیم کے مرتکب کیوں ہوتے ہو۔ تو عوام اشخاص بیہودہ
جواب اور جہالت کی باتیں زبان پر لاتے ہیں اور کہتے
ہیں بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَ نَا یعنے ہم تمھاری
بات نہیں سُنتے ہیں بلکہ ہم اُن چیزوں کی پیروی کرتے
ہیں جنہیں اپنے باپ داداؤں کو پایا ہے یعنے ہم تمھارے
کہنے سے باپ داداؤں کی رسموں کو نہیں چھوڑیں گے اگلے
لوگ جو ان کاموں کے مرتکب ہوئے ہیں تو ضرور
کوئی مصلحت اُنھیں سجھی ہوگی اِنکے جواب میں اللہ تعالے
فرماتا ہے اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ
شَیْئًا وَّ لَا یَھْتَدُوْنَ تو کہہ اے محمد کہ اگر تمہارے
باپ دادا کچھہ نہ جانتے ہوں۔ اور توحید کی
طرف اُنہوں نے راہ نہ پائی ہو تو جائے تعجب نہیں
ہے یعنے تمھارے باپ داداؤں کا رواج اُس کام کے
بہتر ہونے کی دلیل نہیں ہے تم اپنے باپ داداؤں کی گمراہی
میں تعجب نہ کرو اگرچہ وہ ظاہر میں درویشانہ لباس پہنتے تھے۔
اور بعض آدمی جنھوں نے چند روز کتاب بینی کی ہے۔

الْقُبُوْرِ نیستی تو اے محمد شنوا کنندہ آن شخص را کہ در قبر است ۔ روزہ کہ از اعظم عبادات است اگر برائے غیر اللہ ادا نمایند خواہ تمام روز خواہ نیم روز کافر مطلق خواہند شد ۔ ارکان حج کہ از اعظم عبادات است اگر بجائے دیگر ادا نماید کفریست صریح باید کہ گرد قبرے یا مکانے سوائے خانہ کعبہ نگردند کہ مے فرماید۔ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ و باید کہ طواف کنند باین خانۂ قدیم و درمیان دو مکان صفا و مروہ تعظیماً نباید دوید۔ و جانورے سوائے خداے تعالیٰ برائے دیگر ذبح نباید کرد و ہمچنین است سر تراشیدن و صورت زائران نمودن و دیگر ارکان حج نیز برین قیاس باید کرد۔ بہترین طاعت زکوۃ است و اتفاق فی سبیل اللہ نقد و جنس و طعام اگر بنام مردگان و نیاز بزرگان یا جن و پری و ملائکہ یا دیگر غیر اللہ بدہند شرک است و خوردن طعام ناجایز کما قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ حرام کردہ شد بر شمایان مردہ و خون و گوشت خوک و ہر چیز کہ آواز کردہ شد برائے غیر خدا بآن چیز مثالش آنکہ در حضور بادشاہ رعیتی نذر پیش غلام بادشاہ برد باآنکہ بادشاہ خود موجود است پس لابد آن رعیت بمعرض عتاب سلطانی ہمی افتد و نذرش را نیز بر خاک مذلت مے اندازد و اگر آن غلام قبول کردہ باشد آن ہم محل عتاب مے در آید و اگر انکار کردہ باشد نقصانے باو نمیرسد

الْقُبُوْرِ یعنے اے محمد تو نہیں سُنا سکتا ہے اُس کو جو قبر میں ہے اور روزہ جو بہت بڑی عبادت ہے اگر غیر خدا کے لیئے رکھیں خواہ تمام دن خواہ دوپہر تک رکھیں کافر مطلق ہوں گے اور ارکان حج جو بڑی عبادت ہے اگر دوسری جگہ ادا کیئے جائیں تو صریح کفر ہے پس چاہیئے کہ سوائے خانہ کعبہ کے کسی قبر یا مکان کے گرد نہ گھومیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ چاہیئے کہ اِس قدیم گھر کا طواف کریں اور صفا مروہ دو مکانوں کے درمیان دوڑنے کے سوا تعظیماً کہیں اور جگہ دوڑنا نہ چاہیئے۔ اور خدا کے سوا دوسرے کی تعظیم کے لیئے جانور ذبح کرنا نہ چاہیئے۔ اور اسی طرح سر کے بال تراشنے اور زیارت والوں کی صورت بنانی اور دیگر ارکان حج کو بھی اسی قیاس کرنا چاہیئے۔ زکوٰۃ دینا اور اللہ تعالےٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا بہتر عبادت ہے۔ لیکن نقد و جنس و کھانا اگر بنام مردگان و نیاز بزرگان یا بنام جن و پری و ملائکہ یا کسی دوسرے غیر اللہ کے نام پر نذر دیں تو شرک ہے اور اُس کا کھانا ناجائز ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی تم پر حرام کیا گیا مُردہ اور خون اور سور کا گوشت اور وہ چیز جسپر غیر خدا کیلئے آواز بلند کی گئی۔ اسکی مثال یہ ہے کہ بادشاہ کے سامنے ایک رعیت نے اُسکے غلام کے آگے نذر پیش کی باوجود اسکے کہ بادشاہ موجود ہے پس وہ رعیت ضرور بادشاہ کی خفگی میں پڑتی ہے اور اُسکی نذر کو خاک ذلت پر ڈالتا ہے۔ اور اگر غلام اُس نذر کو قبول کر لیوے تو وہ بھی خفگی میں پڑے اور اگر قبول نہ کرے۔ تو کوئی نقصان اُسکو نہیں پہونچتا ہے۔

آرزوے باطل بدل آنہا خواہم انداخت وبیشک
حکم خواہم کرد آنہارا پس بشگافند گوشہاے چہار
پایان و بیشک حکم خواہم کرد آنہارا پس متغیر کنند
خلق خدارا وہرکس کہ بگیرد شیطان را دوست
سوائے خدا۔ پس بیشک در نقصانے افتاد بہ
نقصانے ظاہر یعنے وعدہ کردہ است کہ از بندگان
تو حصہ مقرر خواہم کرد باین طور کہ ہر سال در دو صد
روپیہ این قدر نیاز غیر اللہ بدہند یا ہر سال
این قدر غلہ بنام فلان بزرگ جدا نمایند و
آرزوے باطل بدل اینہا انداختہ است مثلاً
این مضمون کہ ہر شخص کہ نیاز بزرگان ادا خواہد
کرد ضرور این بزرگان شفاعت کردہ بہ جنت
خواہند برد و حکم مے کند تا خلقتِ خدارا متغیر
کنند۔ باین طور کہ خود را خواجہ سرا کنند یا ریشہاے
خود را تبراشند یا بطور دیگر خود را منقلب کنند
نعوذ باللہ این ہمہ مکر شیطان است کہ بفریب
ثواب بخشیدن بخاطر مردمان شرک مے اندازد
و وعدہاے خود را ایفا مے نماید واگر از مردمان
ثواب ختم قرآن طلب نمایند بہ بخشیدنش
تامل نے کنند واگر یک روپیہ بخواہند ہزار حیلہ
درمیان آرند۔ پس ثواب آخرت در دل اینہا
قدر و وقار ندارد کہ بے تکلف بدیگران می بخشند
در حدیث مذکور است کہ بروز قیامت شخصے را
نیکی و بدی بمیزان عدالت برابر خواہد شد حکم خواہند
کرد کہ یک عمل خیر دیگر بیار تا نیکی تو زیادہ شود

اُنکے دلوں میں آرزوے باطل ڈالوں گا اور بیشک اُنکو
حکم کرونگا۔ پس پھاڑینگے جانوروں کے کان اور بیشک
حکم کرونگا اُنکو۔ پس خلق خدا کو بدل دینگے اور جو کوئی خدا
کے سوا شیطان کو دوست بنالیوے۔ پس وہ بیشک
نقصانِ ظاہر میں پڑگیا۔ یعنی شیطان نے خدا سے وعدہ
کیا ہے کہ تیرے بندوں سے حصہ مقرر کروں گا اس طور
سے کہ ہر سال دو سو روپیہ میں اس قدر نیاز غیر اللہ دیویں
یا ہر سال اس قدر غلہ نام سے فلان بزرگ کے جدا کریں
اور شیطان نے اُنکے دلوں میں آرزوے باطل ڈالدی
ہے جیسے یہ عقیدہ کہ جو کوئی اِن بزرگوں کی نیاز ادا کریگا
اُسکی ضرور یہ بزرگ شفاعت کرکے بہشت میں داخل
کرینگے اور شیطان حکم کرتا ہے کہ لوگ خلقتِ خدا کو متغیر
کریں اِس طرح سے کہ اپنے کو خواجہ سرا بنائیں یا اپنی
ڈاڑھی تراشیں یا دوسرے طور سے اپنی حالت بدلیں۔
نعوذ باللہ یہ سب شیطان کا مکر ہے کہ ثواب رسانی کا
فریب دیکر لوگوں کے دل میں شرک ڈالتا ہے اور اپنا
وعدہ پورا کرتا ہے اور جب لوگوں سے ختم قرآن کا
ثواب طلب کرتے ہیں تو اُسکے بخشنے میں کچھ تامل
نہیں کرتے ہیں اور اگر اُن سے ایک روپیہ مانگیں
تو ہزار حیلہ بیان کریں۔ پس ثواب آخرت اُن کے
دلوں میں کچھ قدر و مرتبہ نہیں رکھتا ہے کہ بے تکلف
دوسروں کو دیتے ہیں حالانکہ حدیث شریف میں ہے
کہ قیامت کے روز ایک شخص کی نیکی و بدی میزان
عدالت میں برابر ہوگی حکم ہوگا کہ ایک
عمل خیر دوسرا لا تاکہ تیری نیکی زیادہ ہوجاوے

حیلہ ہائے شرعی اظہار مے نمایند کہ ما قرآن برائے
بزرگان نے خوانیم و طعام بنام غیر اللہ نمی دہیم
وجانور برائے بزرگان ذبح نے کنیم بلکہ این
اُمور حسنہ محض برائے خدا می کنیم و ثوابش بہ
بزرگان می بخشیم تامل نیک باید نمود کہ ایشان
حیلہ گران اند اگر برائے خدائے تعالیٰ میکنند
چرا تخصیص ماہ مے نمایند مثل محرم و ربیع الثانی
وجمادی الاول و شعبان وغیرہ وچرا تخصیص
روزہائے انتقال بزرگان مے کنند مثل یوم
عاشورا وغیرہ وچرا تخصیص طعامہائے مرغوب
بزرگان مے نمایند مثلاً پولاؤ۔ و مالیدہ وغیرہ
وحصہ باموال خود چرا مقرر مے کنند کہ اورا قبل
از ایّام مقرر الیہ ہم صرف نمی کنند وجانوریکہ
ذبح مے کنند چرا بروے نشان مے بندند وپیش
قبور مے برند۔ اینہمہ شرک خالص است کہ
شیطان بحیلہ و فریب بخشیدن ثواب بدل
آنہا انداختہ است بہ سبب اینکہ آن ملعون
بحضور پروردگار اقرار کردہ است قَالَ
لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ
وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ
الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَ
مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ
خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا گفت شیطان از خدائے
عزوجل کہ بیشک خواہم گرفت از بندگان تو حصہ
مقرر کردہ و بیشک گمراہ خواہم کرد آنہا را و بہ تحقیق

وہ حیلۂ شرعی ظاہر کرتے ہیں کہ ہم لوگ بزرگوں کے لیئے
قرآن نہیں پڑھتے اور غیر خدا کے نام پر کھانا نہیں دیتے
اور بزرگوں کے لیئے جانور ذبح نہیں کرتے ہیں بلکہ یہ سب
امور حسنہ محض خدا کیلئے کرتے ہیں اور اُس کا ثواب بزرگوں
کو بخش دیتے ہیں پس خوب غور کرنا چاہیئے کہ یہ لوگ حیلہ گر
ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے لیئے کرتے ہیں تو پھر تخصیص ماہِ
محرم و ربیع الثانی و جمادی الاول و شعبان وغیرہ کی
کیوں کرتے ہیں اور بزرگوں کے انتقال کے دن کی
تخصیص کیوں کرتے ہیں جیسے یوم عاشورا وغیرہ
اور وہ کھانا جو بزرگوں کو مرغوب تھا مثلاً پلاؤ مالیدہ
وغیرہ اُسکی تخصیص کیوں کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں
حصہ کیوں مقرر کرتے ہیں کہ اُسکو ایّام مقررہ سے قبل
صرف نہیں کرتے اور جو جانور ذبح کرتے ہیں اُس پر
نشان کیوں باندھتے ہیں اور اُسکو قبر کے آگے کیوں
لیجاتے ہیں یہ سب شرک خالص ہیں کہ شیطان نے
حیلہ و فریب سے اُنکے دلوں میں ثواب رسانی کا خیال
ڈالا ہے اِس سبب سے کہ اُس ملعون نے اللہ تعالیٰ
کے حضور میں اقرار کیا ہے قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ
نَصِيبًا مَّفْرُوضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ
وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ
لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَّخِذِ
الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ
خُسْرَانًا مُّبِيْنًا اللہ تعالیٰ سے شیطان نے کہا
کہ بیشک تیرے بندوں سے لونگا ایک حصہ مقرر کیا ہوا
اور بے شک اُنکو گمراہ کروں گا۔ اور ضرور

اعمال بدنی و مالی ہر دو میرسد بدیگران اما جملہ اہل علم
متفق اند براینکہ بخشیدن اعمال بدیگران بسیار و
متواتر از اصحاب منقول نیست اصحاب باوجودیکہ
با مادران و پدران و بزرگان محبت بسیار میداشتند و
حقوق آنہا خوب مے شناختند چندانکہ مایان
نمی شناسیم ثابت نیست کہ اکثر این عمل بفعل
آوردہ باشند چنان کہ باین جزو زمان مردمان
بکثرت میکنند و علماء جملہ متفق اند براین کہ در بخشیدن
اعمال بہ مردگان اگر ہست نفع قلیل است اگر
شخصے بزندگانی خود یک پول بدہد بہتر ازان است
کہ پس از وے لکھ پول بدہند اگر شخصے تمام
عمر خود را بہ تحصیل دنیا برباد دادہ باشد و یک عمل
خیر نکردہ و خداے او ازو راضی نشدہ ممکن نیست
کہ بعد از مردنش اعمال خیر پس وے روانہ کنند و
او را از عذاب آخرت خلاص نمایند بلبل شیرازی
ہمی نغمہ سراید ؎ برگ عیش بگور خویش فرست
کس نیارد زپس تو پیش فرست ؛ علاوہ ازین این
است کہ بخشیدن ثواب اعمال اگرچہ درست است
لیکن مورث شرک بہ سبب اینکہ عوام الناس
فرق نمے کنند در اینکہ ثواب عبادت بہ بزرگان
مے بخشیم یا خود عبادت برائے تقرب بزرگان و
رضاے ایشان مے کنیم آخر عبادات بنام غیر
اللہ میکنند و مشرک مے شوند۔ پس درین زمانہ
کہ کثرت اعمال شرک است خواص را باید کہ
ازین چنین اعمال تغافل و چشم پوشی نمایند تا در شرک بستہ شود

اعمال بدنی و مالی دونوں کا ثواب دوسروں کو پہونچتا ہے
لیکن سب اہل علم اسبات پر متفق ہیں کہ دوسروں کو عمل
بخشنا کثرت و تواتر کے ساتھ اصحاب کرام سے منقول نہیں ہے
باوجود اسکے کہ اصحاب کرام ماں اور باپ اور بزرگوں سے
بہت محبت رکھتے تھے اور اُنکے حقوق کو جتنا وہ پہچانتے تھے
اُتنا ہم لوگ نہیں پہچانتے ہیں لیکن یہ ثابت نہیں ہے کہ
اس عمل کو اُن لوگوں نے اکثر کیا ہے جیساکہ اِس زمانہ میں
لوگ بکثرت کرتے ہیں اور تمام علماء اسپر متفق ہیں کہ مردوں
کو عمل بخشنے میں ثواب بھی ہے تو بہت تھوڑا ہے اگر کوئی
شخص اپنی زندگی میں ایک پیسہ خیرات کرے تو یہ بہتر ہے
اس سے کہ کوئی اُسکی طرف سے لاکھ پیسے خیرات کرے۔
جس شخص نے تمام عمر اپنے کو دنیا حاصل کرنے میں برباد کیا
ہے اور ایک عمل خیر بھی نہیں کیا اور اُسکا خدا اُس سے راضی
نہیں ہوا تو ممکن نہیں ہے کہ اُسکے مرنیکے بعد جو اعمال خیر
اسکے پیچھے روانہ کیئے جائیں وہ اُسکو عذاب آخرت سے چھڑائیں
بلبل شیرازی حضرت سعدی بھی یہی نغمہ گاتے ہیں عیش کا
سامان اپنی قبر میں بھیج تیرے پیچھے کوئی نہ بھیجیگا تو پہلے بھیج
علاوہ اسکے ثواب عمل کو بخشنا اگرچہ درست ہے لیکن عوام
میں شرک پیدا کرتا ہے اس وجہ سے کہ عوام اس امر میں کہ
بزرگوں کو ثواب عبادت بخشتے۔ یا خود عبادت بہ
غرض تقرب و رضامندی اُنکے کرتے ہیں فرق نہیں کرتے ہیں
آخرکار غیر اللہ کے نام سے عبادت کرتے اور مشرک
ہوتے ہیں۔ پس اس زمانہ میں کہ اعمال شرک
کی کثرت ہے۔ خواص کو چاہیئے کہ ایسے اعمال سے
تغافل و چشم پوشی کریں تاکہ شرک کا دروازہ بند ہوجائے

و مستحق جنت شوی پس ہر یک عزیز دست التجا دراز
خواہد کرد مادر و پدر و فرزند و زن بہ بخشیدن یک
عمل خیر اعراض خواہند نمود امروز چہ بیباکی و دلیریست
کہ بہ بخشیدن ہزارہا عمل خیر دریغ نمی کنند۔ مگر قدر
اعمال و خوفِ آخرت نمیدارند۔ و اعمال را بس خفیف
و سبک می انگارند و حقیقت ثواب بخشیدن باید
فہمید کہ نزد بعضے علماء ثواب از بخشیدن دیگرے
بدیگرے نرسد بدلیل قولہ تعالیٰ لَهَا مَا كَسَبَتْ
وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ خاص براے اوست ہرچہ
کسب کردہ است وبروییت ہرچہ بدی کرد و نیز بسیاری از
آیات و احادیث بریں معنی دلالت مے دارند۔ و نیز
مخالف قیاس است کہ ہنوز قبولیت و عدم
قبولیت عمل بجناب پروردگار ظاہر نشدہ واجر
در دست این شخص موجود نیست بدیگران چہ
می بخشد ونزد بعضے علماء مثل شافعی ثواب
اعمال بدنی مثل نماز روزہ وغیرہ بدیگران نمیرسد
وثواب عبادات مالی مثل طعام خورانیدن
وچاہ کندیدن وپول دادن البتہ از بخشیدن
مردمان بدیگران میرسد قیاس برانیکہ جملہ
علماء متفق اند کہ از اداے دَین دیگران بعذاب
آخرت براے مردگان رہائی میشود۔ نقل است
کہ از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یارے پرسید کہ
مادرم مردہ است مے خواہم کہ چیزے بکنم کہ
بکارش آید حضرت بکندیدن چاہے اشارت
فرمود۔ ونزد بعضے علماء مثل ابو حنیفہؒ ثواب

اور تو جنت کا مستحق بنے پس ہر عزیز و اقارب کے سامنے
اِلتجا کا ہاتھ دراز کریگا لیکن ماں باپ بی بی اور اولاد بھی
ایک عمل خیر کے دینے سے انکار کریگی پس آج کتنی بیباکی اور
دلیری ہے کہ ہزاروں عمل خیر کے بخشنے میں بھی لوگ افسوس نہیں
کرتے ہیں شاید اعمال کی قدر اور آخرت کا خوف نہیں رکھتے
اور اعمال خیر کو نہایت خفیف و سُبک سمجھتے ہیں اب
ثواب رسانی کی حقیقت کو سمجھنا چاہئے کہ بعض علماء کے
نزدیک بخشنے سے دوسرے شخص کو ثواب نہیں پہونچتا
ہے اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ کلام ہے لَهَا مَا كَسَبَتْ
وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یعنی خاص اُسی کے لیئے ہے جو
کچھہ اُس نے نیک کام کیا اور خاص اُسی پر ہے جو کچھہ اُس نے
بد کام کیا علاوہ اِسکے بہت سی آیتیں اور حدیثیں اسی مضمون
پر دلالت کرتی ہیں اور یہ خلاف قیاس بھی ہے کہ اب تک
عمل کی قبولیت و عدم قبولیت بارگاہِ آلہی میں ظاہر نہیں ہوئی
ہے اور ثواب اس شخص کے ہاتھ میں موجود نہیں ہے پس دوسروں کو
کیا چیز بخشتا ہے اور بعض علماء یعنی امام شافعیؒ وغیرہ کے نزدیک
اعمال بدنی یعنی نماز روزہ وغیرہ کا ثواب دوسروں کو نہیں پہنچتا
ہے اور عبادت مالی کھانا کھلانا اور کنواں کھُدوانا اور نقد روپیہ
پیسہ دینا اسکا ثواب البتہ بخشنے سے دوسروں کو پہونچتا ہے اس
قیاس پر کہ سب علماء کا اتفاق ہے کہ دوسروں کا دَین ادا کرنے سے
مردوں کو عذاب آخرت سے رہائی ہوتی ہے چنانچہ منقول ہے
کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے پوچھا کہ میری
ماں مرگئی ہے میں چاہتا ہوں کہ کوئی عمل ایسا کروں جو اُسکے
کام آئے پس حضرت نے فرمایا کہ اُسکی طرف سے کنوان
کھُدوا دے۔ اور امام ابو حنیفہؒ و بعض دیگر علماء کے نزدیک

که خواجه خود درویش بنده پروری داند * خداے تعالےٰ
این مومن را اجر بسیار خواهد داد ونیز بذوی الحقوق
ثواب خواهد رسانید باحادیث صحیحه آمده است که
ثواب اعمال اولاد به آبا و اجداد بغیر از بخشیدن
میرسد وثواب عامل نیز کم نمی شود - ہمیں طور ثواب
اعمال شاگردان باوستادان علم ظاهری یعنی
علما و مجتهدین و اوستادان علم باطنی یعنی پیرانِ
طریقت میرسد - مناسب ست که آدم مطیع
پروردگار شود - چون خداے تعالیٰ ازین بنده
راضی خواهد شد مقبولِ بارگاه خود خواهد کرد از
احوال ذوی الحقوق این بنده که دلش براے
بخشایش وے متعلق است غفلت کلی نخواهد
کرد درباب علم از مشکوٰة مذکور است عَنْ اَبِیْ
هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ
اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ مِّنْ صَدَقَةٍ
جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْلَهٗ
گفت ابوهریره که فرمود رسولِ خدا صلے الله علیه وسلم
چون بمیرد انسان کار او بریده مے شود مگر از سه
چیز و آن صدقه جاریه است و علم که نفع گرفته شود
ازو و اولاد نیک که دعا کند براے او که ثواب
هر سه بآن مرده میرسد *

فصل پنجم

در بیان ملحق بعبادت - باید دانست که سواے
شارع اقوام دیگر تعظیما تیکه براے خدا مقرر کرده

کیونکہ خود مالک بندہ پروری کا طریقہ جانتا ہے پس ایسے
مومن کو اللہ تعالیٰ بہت اجر دیگا - اور اُسکے حقداروں کو
بھی ثواب پھونچائیگا - صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ اولاد کے
عمل کا ثواب باپ داداؤں کو بغیر بخشنے کے پھونچتا ہے
اور عامل کا ثواب بھی کم نہیں ہوتا ہے - اِسی طرح شاگردوں
کے عمل کا ثواب علم ظاہری کے اُستاد علماء و مجتہدین کو اور
علم باطنی کے اُستاد پیران طریقت کو پھونچتا ہے - پس
مناسب یہ ہے کہ آدمی خدا کا تابعدار بنے جب اللہ تعالیٰ
اُس بندہ سے راضی ہوگا اور اُسکو اپنی درگاہ کا مقبول کریگا
تو اُسکے حقداروں کے احوال سے جن کی بخشایش کیلئے
اُسکے دل کو تعلق ہے پوری غفلت نہ فرمائیگا - مشکوٰۃ شریف
کی باب العلم میں مذکور ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ
عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ مِّنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ
اَوْ عِلْمٍ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْلَهٗ -
حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی مرتا ہے تو اُس کا
عمل موقوف ہوجاتا ہے مگر تین عمل کا ثواب نہیں بند
ہوتا ہے - ایک صدقہ جاریہ دوسرے وہ علم جس سے لوگ
نفع پائیں تیسرے اولاد نیک جو اُسکے لیئے دعا کرے غرض
ان تین عملوں کا ثواب مردہ کو پھونچتا ہے -

پانچویں فصل

اسمیں اُس عمل کا بیان ہے جو عبادت کے ساتھ ملایا گیا ہے یہ جاننا
چاہیئے کہ سوائے شارع علیہ السلام کے دوسری قوموں نے جس تعظیم کو

وثابت است که بخشیدنِ اعمال ضرور
نیست واگر گمان فائده است نیز بسیار قلیل چه ضرور
است که بارتکاب امثال این اُمور درِ شرک
بکشایند وبگمان فائدۀ قلیل ہزارہا مومن را راہِ
جہنّم بنمایند از دیدن قبور موتِ خود بیاد می آید
ودنیا سُراب مے نماید باین ہمہ جناب رسالت
مآب اولاً ہمہ کسان را منع فرمود که کسے قبر را نه
بیند وپیشش نرود بجہت اینکه مردمان تعظیمات
قبور از حد زیاده بجامے آوردند چون ایام جاہلیت
رفت ومردمان موحد شدند تعظیماتِ قبور موقوف
کردند۔ مردان را بدیدنِ قبور اجازت شد وزنان را
ہنوز منع است که زنان ناقص العقل والدّین میشوند
ضرور بالضرور تعظیم خلاف شرع یا نوحه خواهند
کرد ودر حق زن نوحه کننده در دوزخ وعید
عذاب سخت وارد شده است واگر شخصے را که
منظور باشد که انتفاع فائده بانبیاء واولیاء و
پیران ومجتہدان یا مادر وپدر برسد طریقش
ازین بہتر نیست که محض خالصًا لله اعمال خیرو
عبادات ادا نماید وبدل وجان مطیع فرمان
آلہی گردد وثواب عبادات بکسے نه بخشد
بلکه خود ہم نخواہد بدل این قدر دارد که ما
برائے رضامندی وخوشنودی مالک خود این
کار کرده ایم ومُزد درکار نداریم بلکه رحمت وعنایتش
برائے بخشایشِ مایان کفایت میکند چنانکه
خواجه حافظ مے فرماید ؎ تو بندگی چو گدایان بشرطِ مزد مکن

اور یہ ثابت ہے کہ بخشنا عمل کا ضرور نہیں ہے اور فائدہ
کا گمان اگر ہے بھی تو بہت تھوڑا ہے۔ پس کیا ضرور ہے کہ
ایسے اُمور کے ارتکاب سے شرک کا دروازہ کھولیں اور تھوڑے
فائدہ کے گمان پر ہزاروں مومن کو دوزخ کی راہ دکھائیں۔
قبروں کے دیکھنے سے اپنی موت یاد آتی ہے اور دنیا ایک
بے حقیقت چیز دکھائی دیتی ہے مگر باوجود اسکے رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے سب لوگوں کو منع کیا کہ کوئی
شخص قبر کی زیارت نہ کرے اور اُسکے آگے نہ جائے اس
سبب سے کہ لوگ قبروں کی تعظیم حد سے زیادہ کرتے تھے پس
جب جاہلیت کا زمانہ گذر گیا اور لوگ موحد ہوگئے قبروں
کی تعظیم موقوف ہوئی تو مردوں کو زیارت قبور کی اجازت
ہوئی اور عورتوں کیلئے اب تک منع ہے کیونکہ عورتوں کی عقل و
دین میں نقصان ہوتا ہے ضرور قبر کے پاس خلاف شرع
تعظیم یا رونا پیٹنا کریں گی اور نوحہ کرنیوالی عورتوں کے حق
میں دوزخ میں سخت عذاب کی وعید آئی ہے جس شخص کو
منظور ہو کہ ہماری طرف سے فائدہ نبیوں اور ولیوں اور
پیروں اور مجتہدوں یا ماں باپ کو پہونچے تو اُس کا طریقہ اس سے
بہتر کوئی نہیں ہے کہ محض خالص خدا کے لئے عمل خیر اور
عبادت ادا کرے اور جان و دل سے حکم خدا کا تابعدار ہو
ہے اور عبادتوں کا ثواب کسیکو نہ بخشے بلکہ خود بھی نچاہے
صرف اسقدر دل میں رکھے کہ ہمنے اپنے مالک کی رضامندی
وخوشنودی کے لئے یہ کام کیا ہے اور اُسکی مزدوری ہمیں
درکار نہیں ہے بلکہ اُسکی رحمت وعنایت ہماری بخشائش
کیلئے کافی ہے چنانچہ خواجہ حافظ فرماتے ہیں کہ تو فقیروں
کی طرح بندگی مزدوری کی شرط پر مت کر

خلاف است موحدان مے گویند که این اعمال شرک
ز خدا دُور مے افگنند و مشرکان مے گویند که این
تعظیمات بزرگان موجب قرب خدا هست خداوند
تعالیٰ فرمود که ما حکم مے کنیم در میان اختلاف شمایان
و قول فیصل مے گوئیم که مشرکان کاذب اند- بدل
خود در قول خود که مے گویند که ما تعظیم و عبادت
بزرگان نمی کنیم مگر برائے اینکه ما را از خدا
قریب کنند بلکه عبادت بزرگان برائے دفع بلایا
مے نمایند و بزرگان را قادر بر رفع حوائج مے دانند
و غیر الله را دوست داشتن و عبادتش کردن
آدم را کافر مے کند چگونه موجب قرب آلهی خواهد
شد و هدایت بدست خدا ست و او تعالیٰ هدایت
نخواهد کرد این مشرکان دروغگوئی را که مے گویند
قریب کردن از خدائے تعالیٰ باختیار بزرگان است
وَاِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ را فراموش میکنند

کے درمیان اختلاف ہے موحد لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب شرک
کے کام بندہ کو اللہ تعالیٰ سے دور کر دیتے ہیں اور مشرک لوگ
کہتے ہیں کہ بزرگوں کی تعظیم خدا کی نزدیکی کا سبب ہے پس اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ ہم تمہارے اختلاف کے درمیان حکم کرتے ہیں
اور قول فیصل کہتے ہیں کہ مشرک لوگ اپنے قول میں جھوٹے
ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم لوگ بزرگوں کی تعظیم و عبادت
نہیں کرتے ہیں مگر اس لئے کہ ہمیں خدا سے قریب
کر دیویں بلکہ بزرگوں کی عبادت مصیبت و بلا کے دفع کے
لئے کرتے ہیں اور اُن کو رفع حوائج پر قادر جانتے ہیں-
اور غیر خدا کو دوست رکھنا اور اُس کی عبادت کرنی آدمی کو
کافر کر دیتی ہے پس قرب آلہی کا سبب کیونکر ہوگا- اور
ہدایت خدا کے ہاتھ میں ہے- وہ ایسے جھوٹے مشرکوں
کو جو کہتے ہیں کہ خدا سے نزدیک کر دینا بزرگوں کے
اختیار میں ہے ہدایت نہ کریگا وَاِنَّكَ لَا تَهْدِیْ
مَنْ اَحْبَبْتَ کو بھول جاتے ہیں +

فصل ششم

چھٹی فصل

در بیان اشراک فی العادة - باید دانست که موحدان
را عادت دیگر مے باشد و مشرکان را دیگر- موحدان
در نشستن و برخاستن و پہلو گردانیدن نام خدا بیاد
مے آرند یعنی یا الله یا رب و یا کریم و امثال این
الفاظ مے گویند چنانکه حکم است وَاذْكُرُوا اللّٰهَ
قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ یاد آرید نام خدا را
در نشستن و برخاستن و بر پہلو ہائے خود و بعضی
مردمان بعکس این آیه یا پیر یا خواجه و یا علی

اسمیں شرک فی العادت کا بیان ہے- جاننا چاہیئے
کہ موحدون کی عادت دوسری ہوتی ہے- اور مشرکوں
کی دوسری- جو موحد ہیں وہ بیٹھنے اُٹھنے اور کروٹ بدلنے
کے وقت خدا کا نام لیتے ہیں یعنے یا اللہ یا رب یا کریم
اور جو لفظ اسکی مثل ہے کہتے ہیں جیسا کہ حکم ہے وَاذْكُرُوا
اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ یعنے اللہ کو
یاد کرو اُٹھنے بیٹھنے کروٹ بدلنے کے وقت لیکن بعض
لوگ اس آیت کے عکس یا پیر یا خواجہ یا علیؓ

اگر شخصے آنرا تعظیماً پیش غیر اللہ ادا نماید مشرک میشود
چراکہ این ہمہ ملحق بعبادت اند مثلاً شخصے پیش
بزرگے یا قبرے بیک پا استادہ شود یا سر خودرا
زیر بکند و پائے خودرا بالا کشد بشرک جلی گرفتار
خواہد شد یا تعظیمے جدید اختراع نماید کہ سوائے خدا
لائق قدر بزرگان نیست البتہ مشرک خواہد شد
چناں کہ مردمان بسوئے قبور قدمے چند میروند و
باز استادہ مے شوند و کج شدہ و باز پس می آیند
و بطرف آن قبر پشت نمی کنند بلکہ بطرف پشت
گام مے نہند و باز مے آیند و امثال این ہم برین
قیاس باید کرد بعضے مردمان مے گویند کہ ما این
بزرگان را شریک خدا نمے دانیم و حل مشکلات از
ایشان نمی خواہیم بلکہ ایشان مقربان بارگاہ آلہی
ہستند مارا ہم قریب خدا خواہند کرد باعث ہمین
است کہ تعظیماتِ ایشان زیادہ از حد بجامے آریم
بجواب ایشان حق سبحانہ تعالےٰ می فرماید وَالَّذِیْنَ
اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا
لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ بَیْنَھُمْ
فِیْمَا ھُمْ فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ
مَنْ ھُوَ کَاذِبٌ کَفَّارٌ وآنانکہ دوست گرفتہ اند بجز
خدا گفتند کہ عبادت نمی کنیم ایشان را مگر برائے
اینکہ نزدیک کنند مرا بسوے خدا در مرتبہ قرب
ہر آئینہ خدا حکم خواہد کرد میان ایشان در آنچہ
اختلاف دارند ہر آئینہ خدا راہ نمی نماید کسے را
کہ دروغ گوئی کافر است یعنی درمیان موحدان و مشرکان

اگر کوئی شخص اُسکو بخیال تعظیم خدا کے سوا غیر کیلئے ادا کرے تو
مشرک ہوجاتا ہے کیونکہ اس قسم کے اعمال عبادت کے ساتھ
ملحق ہیں مثلاً کوئی شخص کسی بزرگ یا کسی قبر کے سامنے ایک
پانوں پر کھڑا ہو یا اپنے سر کو نیچے اور پیر کو اوپر کرے تو شرک
جلی میں گرفتار ہوگا یا کوئی تعظیم نئی ایجاد کرے جو سوا خدا کے
بزرگوں کے لائق نہیں ہے تو البتہ مشرک ہوجائیگا جیساکہ
لوگ قبروں کی طرف چند قدم جاتے ہیں پھر کھڑے ہوجاتے
ہیں اور کج ہوکر پھر پیچھے ہٹتے ہیں اور قبر کی طرف قدم رکھتے
ہوئے لوٹتے ہیں - اور اُس کی مثل اور فعلوں کو بھی
اسی پر قیاس کرنا چاہئیے - بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم لوگ
بزرگوں کو خدا کا شریک نہیں جانتے ہیں اور اُن سے
حل مشکلات نہیں چاہتے ہیں بلکہ وہ لوگ بارگاہِ آلہی کے
مقرب ہیں مجھے بھی خدا کے قریب کردینگے اسی سبب سے
ہم لوگ اُنکی تعظیم حد سے زیادہ کرتے ہیں اُنکے جواب
میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ
اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ
زُلْفٰی اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ بَیْنَھُمْ فِیْمَا ھُمْ فِیْہِ
یَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ کَاذِبٌ
کَفَّارٌ یعنے جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو دوست
بنایا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم اُن کی عبادت نہیں کرتے
ہیں مگر اس لیئے کہ وہ ہمیں مرتبہ قرب میں اللہ تعالےٰ کے
نزدیک کردیویں - بے شک اللہ فیصل کردیگا درمیان
اُنکے اُس چیز میں جس میں وہ اختلاف رکھتے ہیں
بے شک اللہ راہ نہیں دکھاتا ہے اُس کو
جو جھوٹا کافر ہے - یعنے موحدوں اور مشرکوں

بُت پرستی صورت پرستی را گویند اما در شرع معنی
دیگر دارد - یعنی تمثال تراشیدهٔ دست خود را پرستیدن
موقوف بر تصویر نیست - ندیدی که نصارا او را حضرت
عیسیٰ را از دست خود مے تراشند و پرستش مے کنند
پس اگر تصویر بزرگان بسازند و تعظیمات آن بجا آرند
و یا نقل تربتِ حضرت حسینؑ بیارایند یا نشانی وغیره
بسازند و بنام بزرگان منسوب کنند از اقسامِ بُت
پرستی باشد و نشان قدم بر سنگے منقش کردن و آنرا
نقشِ قدم جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم قرار
داده تعظیمات آن بجا آوردن برہمین قیاس باید
کرد و از ہمین اقسام باشد پرستش قبرہا و آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم برکسانیکہ چراغ بر قبور برند لعنت
فرموده است و بناء مکانات بر قبور و بلند ساختن و
بہ خشت پختہ بستن و از جص سفید کردن و از گچ محکم
ساختنش را منع فرمود موجبش ہمین است کہ
تزئین قبور باعثِ شرک میشود و اسراف مال است
آنچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرتضیٰ علی
کرم اللہ وجہہ را در باب قبور ارشاد کرده بود باحادیث
صحیح وارد است و بہمہ کس معلوم و مسلم احتیاج تصریحش
نیست تعظیماتِ درختان و مکانات سوائے مسجد
بجا آوردن را نیز برہمین قیاس نمائی نشنیدی کہ
بزیر درختے کہ بیعت رضوان واقع شده بود حضرت
عمرؓ آن را از بیخ برکندید کہ مبادا تعظیماتش بجا آرند
و بدریائے شرک مستغرق شوند
واللہ اعلم بالصواب

بت پرستی صورت پرستی کو کہتے ہیں لیکن شرع شریف میں
اسکے معنی دوسرے ہیں یعنی بنائی ہوئی چیز کو پوجنا یہ تصویر پر
موقوف نہیں ہے کیا تو نہیں دیکھتا ہی کہ عیسائی حضرت عیسیٰ
کی صلیب اپنے ہاتھ سے بناتے ہیں اور پرستش اُسکی کرتے ہیں
اگر بزرگوں کی تصویریں بنائیں اور اُنکی تعظیم بجا لائیں یا حضرت
حسینؑ کی قبر کی نقل بنائیں یا نشان وغیرہ بنائیں - اور
بزرگوں کے نام کے ساتھ منسوب کریں تو یہ بھی بت پرستی ہی
اور قدم کا نشان پتھر پر کھودنا اور اُسکو جناب رسالتمآب صلی
اللہ علیہ وسلم کے قدم کا نقش قرار دیکر اُس کی تعظیم بجا لانا اسکو
بھی اُسی پر قیاس کرنا چاہیئے اور اُنھیں قسموں میں داخل ہی
قبر پوجنا حالانکہ رسول خدا نے اُن لوگوں پر جو قبروں پر چراغ
لیجاتے ہیں لعنت کی ہی اور قبروں پر عمارت بنانی یا اُنکو بلند
کرنا یا اینٹ سے پختہ کرنا اور چونہ سے سفید کرنا اور گچ سے مضبوط
بنانا اِن سب کاموں سے منع فرمایا ہے اسکا سبب یہی ہے
کہ قبروں کی زینت باعث وقوع شرک ہوتی ہی اور اس میں
مال کو فضول خرچ کرنا بھی ہے اور وہ حکم جو رسول خدا نے حضرت
علی مرتضیٰ کو قبروں کی نسبت فرمایا تھا صحیح حدیثوں میں وارد
ہے اور سب کو معلوم و مسلم ہے اُسکی تصریح کی حاجت نہیں ہے
اور مسجد کے سوا درختوں اور مکانوں کی تعظیم کرنیکو بھی اسی پر
قیاس کرے کیا تو نے نہیں سُنا ہے کہ وہ درخت جسکے نیچے
بیعتِ رضوان ہوئی تھی اُسکو حضرت عمرؓ نے جڑ سے اُکھاڑ
دیا اس خیال سے کہ شاید لوگ اُس کی تعظیم کریں
اور شرک کے دریا میں ڈوب مریں - واللہ اعلم
بالصواب یعنی حق بات کو خدا
خوب جانتا ہی ٭

مے گویند- مومن را ازین خذر واجب است-
قول خود را موکد بقسم کردن ازعادت ضروری
انسان است لائق سوگند همون ذات پاک
است که سوگند دلالت بر مزید تعظیم و محبّت و
حاضر و ناظر بودن خدا مے کند این معنے لائق بزرگان
نیست اطفال خود را بنامی مشهور نباید کرد که درو
شرک لازم مے آید- مثل عبدالرسول و بندۂ علی
وغلام غوث بروز قیامت روبروے آن شهنشاه
چون ندا کرده خواهد شد که بیارید بندۂ علی را صاحب
این اسم چه شرمساری را خواهد کشید عزیزا وقت
رخصت نباید گفت که بفلان بزرگ سپردم
بلکه مثل این کلمه بر زبان آرند که خدا یار تو باد- و
بخداے عز و جل سپردم که حافظ و ناصر از اسماء الٰهی
است وقتیکه آب سرد به آشامند یا غذاے لطیف
خورند و یا باد خوش وزد و یا بوے خوش از گل و
ریحان بدماغ آید شکر خالق آن نعمت بجا باید
آورد و یاد دیگران نباید کرد بے انصافی محض است
که منعم حقیقی را که آن نعمتهاے پیدا کرده وبخشیدۂ
اوست فراموش کنیم و نام غیر الله بر زبان آریم
ع اے چه نیکیها که با من کردۂ + با هزاران نازها
پروردۂ + آن لعین از نعمتت محروم باد کان بیارد
نام غیرت را بیاد +

فصل هفتم

در بیان بت پرستی باید فهمید که اگرچه در لغت

کہتے ہیں- مومن کو اس سے پرہیز کرنا واجب ہے اور
اپنی بات کو ساتھ قسم کے مضبوط کرنا انسان کی عادت
ضروری ہے- پس لائق قسم کھانے کے وہی ذات پاک
ہے کیونکہ قسم اوپر مزید تعظیم و محبت و حاضر ناظر ہونے
خدا کے دلالت کرتی ہے پس یہ امر لائق شان بزرگوں
کے نہیں ہے اور اپنے لڑکوں کا ایسا نام رکھنا نہ
چاہیئے- جس سے شرک لازم آوے جیسے عبدالرسول
وغلام غوث و بندۂ علی وغیرہ قیامت کے دن اُس
شہنشاہ کے سامنے جب پکارا جائیگا کہ بندۂ علی کو لاؤ تو
جس کا یہ نام ہے وہ کس قدر شرمندہ ہوگا اے عزیز وقت
رخصت کے یہ کہنا نچاہیئے کہ مَیں نے تجھے فلاں بزرگ کے
سپرد کیا بلکہ اس قسم کا کلمہ زبان پر لاویں کہ تیرا مددگار خدا ہو
اور تجھے مَیں نے خدا کے سپرد کیا- کیونکہ حافظ و ناصر الله
تعالیٰ کا نام ہے- اور جب سرد پانی پئیں یا غذاے لطیف
کھائیں یا اچھی ہوا چلے یا پھولوں کی بُوے خوش دماغ میں
پہونچے تو اُس نعمت کے خالق کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور دوسروں
کو یاد کرنا نہ چاہیئے کیونکہ یہ محض بے انصافی ہے کہ منعم حقیقی
کو جنے اُن نعمتوں کو پیدا کرکے بخشا ہے ہم بھول جائیں
اور غیر خدا کا نام زبان پر لائیں- اے خدا تونے کس قدر
نیکیاں میرے ساتھ کی ہیں ہزاروں ناز و نعمت کے
ساتھ تونے پالا ہے- وہ لعین جو تیرے سوا دوسرے کا
نام یاد کرے تیری نعمت سے محروم رہے +

ساتوین فصل

اسمیں بت پرستی کا بیان ہے- سمجھنا چاہیئے کہ اگرچہ لغت میں

قرآن وحدیث را بپوشند	تبدیل کنند مدعا را	قرآن وحدیث پر پردہ ڈالتے اور اُسکے مطالب کی تاویل کرتے ہیں
اے مؤمن پاک ای مسلمان	گر می خواہی رہ رضا را	ای مؤمن پاک ای مسلمان اگر تو خدا کی رضامندی کی راہ پر چلنا چاہتا ہے
قرآن وحدیث را بسرنہ	بگذار کلام ماسوا را	تو قرآن وحدیث کو سر پر رکھہ۔ اور اَوروں کے کلام سے کنارہ کر

نسب نامہ حضرت مؤلف مولٰنا مولوی ولایت علی زبیری الہاشمی صادقپوری عظیم آبادی علیہ الرحمۃ والغفران

۱ مولٰنا ولایت علی و مولٰنا عنایت علی و مولٰنا فرحت حسین
علیہم الرحمۃ والغفران فرزندان
۲ مولوی فتح علی مرحوم ومغفور
۳ مولوی وارث علی مرحوم
۴ ملا محمد سعید عرف ملا بخشو مرحوم
۵ قاضی احمد اللہ مرحوم
۶ ملا حفیظ اللہ مغفور
۷ حضرت مولٰنا محمد عارف قدس سرہ ملقب بہ ابوالفتح
۸ ملا شیخ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ
۹ ملا شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ
۱۰ شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ
۱۱ حاجی عبداللہ عرف حاجی الحرمین رحمۃ اللہ علیہ
۱۲ صدر الاتقیا حضرت خواجہ علی رحمۃ اللہ علیہ
۱۳ سالک طریقت ماہ برج حقیقت حضرت مخدوم
شیخ حمید الدین قدس سرہ
۱۴ مظہر علم وعرفان حضرت مخدوم عزیز الدین کھیئی قدس سرہ
۱۵ حضرت مخدوم خلیل الدین منیری قدس سرہ
۱۶ حضرت زبدۃ الواصلین مخدوم یحیٰی منیری قدس سرہ
۱۷ حضرت سلطان محمد اسرائیل قدس سرہ
۱۸ حضرت محمد معروف بہ امام تاج فقیہ مدنی الاصل ثم
خلیل الرحمانی ثم المنیری قدس سرہ
۱۹ حضرت امام ابوبکر قدس سرہ
۲۰ حضرت امام ابو محمد عرف امام ابوالفتح قدس سرہ
۲۱ حضرت امام ابوالقاسم قدس سرہ
۲۲ حضرت امام ابوالصائم قدس سرہ
۲۳ حضرت ابوسعید عرف مولٰنا ابوالدہر قدس سرہ
۲۴ حضرت امام ابوالفتح قدس سرہ۔
۲۵ حضرت امام ابواللیث قدس سرہ
۲۶ حضرت امام ابواللیل قدس سرہ
۲۷ حضرت امام ابوالدہر قدس سرہ
۲۸ حضرت امام ابوسہمہ قدس سرہ
۲۹ حضرت امام ابوالدین امام عالم قدس سرہ
۳۰ حضرت ابومسعود تابعی رحمہ اللہ
۳۱ حضرت عبداللہ ابوذر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۲ حضرت زبیر عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
۳۳ حضرت عبدالمطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قصیدۂ توحید ضمیمہ نسخۂ قلمی از مؤلف قدس سرہ معہ ترجمۂ آن در نثر اردو

فرمود رسول آشکارا	من نیز برادرم شمارا	ظاہر رسول نے فرمادیا کہ مَیں بھی تمہارا ایک بھائی ہوں
ہرگز نہ عباد تم نمائی	نہ غوث و قطب و انبیارا	ہرگز میری عبادت نہ کرنا اور نہ غوث کی اور نہ قطب کی نہ انبیا کی
من مشکل خود نمے کشایم	بر غیر مرا کجاست یارا	جب مَیں اپنی مشکل حل نہیں کرسکتا تو غیر پر مجھے کیا طاقت ہے؟
طاقت نبود سوائے ایزد	درویش و فقیر و انبیارا	یہ طاقت سوائے خدا کی کسی میں نہیں ہے نہ درویش میں نہ فقیر میں نہ انبیا میں
کار پاکان دعا است لیکن	تبدیل نمی کنند قضارا	پاک لوگوں کا کام دعا ہے لیکن وہ تقدیر کو بدل نہیں سکتے
جز حق نبود کہ دست گیرد	مسکین و غریب و بینوارا	خدا کے سوا کسی میں طاقت نہیں کہ مسکین و غریب و بینوا کی دستگیری کرے
مخصوص بحق بود عبادت	یا بندہ بس است یک مدارا	عبادت خدا کیلئے مخصوص ہے بندہ کے واسطے بزرگی کرنا بس ہے؟
غیر از درِ شاہ بندہ پرور	پیش کہ بریم التجارا	غلاموں کے پالنے والی بادشاہ کے دروازہ کی سوا کسکے آگے ہم اپنی عرض لیجائیں
ہم درد تو دادۂ خدایا	ہم از تو طلب کنم دوارا	ای خدا تو نے ہی مجھی درد دیاہی او تجھی سے ہم اس درد کی دوا بھی مانگتے ہیں
تو مشکلِ دشمنان کشائی	تا چند گذاری آشنارا	تو جب دشمنوں کی مشکل حل کرتا ہے تو دوست کو کہانتک چھوڑ سکتا ہے؟
جز ذات خدا بہ پیش دیگر	ہرگز نہ برید ماجرا را	ذات خدا کے سوا کسی دوسرے کے آگے ہرگز اپنی التجا نہ لے جاؤ
تو بندۂ بندگان چرائی	بگذاشتۂ در خدارا	تو غلاموں کا غلام کیوں بنا ہوا ہے؟ کیا خدا کا دروازہ چھوڑ دیا؟
حاجت طلبی بغیر مولا	عیب است غلام باوفارا	آقا کی سوا اور سے حاجت طلب کرنا غلام باوفا کے لیئے عیب ہے
ہر کس کہ شریک با خدا کرد	در دوزخ و نار ساخت جارا	جس شخص نے کہ خدا کی ساتھ شریک کیا دوزخ اور آگ میں اپنا ٹھکانا بنایا
از شرک گریز صد منازل	دوزخ دائم مکن گوارا	شرک سے سینکڑوں منزل دور بھاگ دوزخکو ہمیشہ کیلئے گوارا نہ کرلے
فرمود خدا کہ مردہ و کر	نشنید گہے ز کس ندارا	خدا نے فرمادیا کہ مردے اور بہرے ہرگز کسی کی پکار کو نہیں سنتے
فریاد کنید آن خدارا	کان می شنود ز تو دعارا	اُس خدا سے فریاد کرو جو تمھاری پکار کو سنتا ہے
تابوت و نشان و قبر و نیزہ	این جملہ بمثل سنگ خارا	تابوت و نشانِ و قبر نیزہ ان سب کی پتھر سے زیادہ حقیقت نہیں
در قبر بود سوالِ اعمال	پرسند نہ حالِ کربلا را	قبر میں اعمال کی پرسش ہوگی نہ کہ احوال کربلا کی
عالم بہ نماز و روزہ مغرور	شرک و کفریش گرفت پارا	ایک جہان اپنے نماز روزہ پر مغرور ہو رہا ہے حالانکہ شرک اور کفر میں اُسکا پانوں پھنسا ہے
مشرک شدہ زاہد و مشائخ	گیرند برائے زر ریارا	زاہد اور مشائخ تک مشرک ہوگئی۔ روپے اینٹھنے کے لیئے ریاکاری اختیار کرلی
گویند یک است مرشد و حق	باید کہ کنید سجدہ مارا	وہ کہتے ہیں کہ مرشد اور خدا ایک ہی ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ ہمیں سجدہ کرو
صد حیف کہ عالمان این دہر	کردند شعارِ خود دغارا	نہایت افسوس ہے کہ اس زمانہ کی عالموں نے دغا کو اپنا شعار کرلیا ہے

مثل غلامی کہ از حضور باشتے آقاے خود و استماع احکام و انجام کار در مدتے مرضی دان و طبیعت شناس گشتہ و پایہ اش بجاے رسیدہ کہ اگر مولایش از پیش خود جدا مے کند و در غیبت آن کاری چنین وارد میشود کہ حکم آن از زبان آقاے خود نشنیدہ ہر آئینہ بسبب طبیعت شناسے سرانجام آنکار موافق رضاے مولی تواند کرد و این چیزیست جلیل القدر و از ضروریات دین و آن مرضی دان بحضور خداوندگار قدر و وقار و عزت و اعتبار دارد و از فقاہت ست فہمیدن مدارج اوامر و نواہی مثل فرض و واجب و سنن و نوافل و مستحب و مباح و حرام و مکروہ و غیر ذلک بغیر دریافت مدارج احتمال قوی است کہ سررشتہ تابعدی حق جل و علا بالکل از دست بعض اشخاص گسستہ شود کہ بر تمام اوامر و نواہی دست ہمت دراز کردن کار ہر شخص نیست لابد ضروری را از غیر ضروری تمیز دادہ بقدر تحمل نفس ضروریات را اختیار خواہد نمود و از فقاہت فی الدین عمدہ است دانستن حقائق و اسرار شرائع اما این طائفہ را فقہا نمی نامند بلکہ علم حقائق و اسرار را باعث علو شانش فن جداگانہ قرار دادہ اند و از فقاہت ست تامل در محاورات کلام عرب مثل حقیقت و مجاز یا تشدید و تغلیظ و ترغیب و ہمین طور اکثر امور اند کہ این مقام تنگ گنجایش آن نمیدارد و آثار فقاہت فی الدین یافتہ میشوند در امام ابی حنیفہ و امام شافعی و حنبل و مالک و اکثر اتباع شان شکر اللہ مساعیہم در اوائل زمانہ کہ

جیسے وہ غلام جو اپنے مالک کی خدمت میں حاضر رہنے اور احکام سننے اور کام انجام دینے سے ایک مدت میں مرضی دان اور طبیعت شناس ہوگیا اور اسکا مرتبہ یہاں تک پہونچا کہ اگر اس کا مالک اپنے سامنے سے جدا کرے اور اسکے پیچھے ایسا کام پیش آوے کہ اسکا حکم اپنے مالک کی زبان سے نہ سنا تھا تو بیشک مالک کی طبیعت شناسی اور مزاج دانی کے سبب سے موافق مرضی مالک کے اس کام کو انجام دے سکے اور یہ فقاہت یعنی دین کی سمجھ ایک عمدہ چیز ہے اور ضروریات دین میں داخل ہے اور ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کے حضور میں قدر اور وقار اور عزت اور اعتبار رکھتا ہے اور امر اور نہی جیسے فرض اور واجب سنت اور نفل مستحب اور مباح۔ حرام اور مکروہ۔ وغیرہ کے مدارج اور مراتب کا سمجھنا فقاہت میں داخل ہے بغیر دریافت کرنے مدارج کے احتمال قوی ہے کہ حق تعالیٰ کی تابعداری کی ڈوری بعض لوگوں کے ہاتھ سے بالکل چھوٹ جائے کیونکہ تمام امر اور نہی پر ہمت کا ہاتھ بڑھانا ہر شخص کا کام نہیں ہے لاچار ضروری کو غیر ضروری سے جدا کرکے بقدر اٹھانے نفس کے ضروریات کو اختیار کریگا۔ اور امور شرعی کے حقائق و اسرار کو جاننا عمدہ فقاہت ہے لیکن اس گروہ کو فقہا نہیں کہتے بلکہ حقائق اور اسرار کے علم کو اس کی بلندی شان کے سبب سے فن علیحدہ قرار دیا ہے اور کلام عرب کے محاورات جیسے حقیقت اور مجاز یا تشدید اور تغلیظ و ترغیب میں غور و تامل کرنا فقاہت میں داخل ہے اور اسی طرح کے اکثر امور ہیں کہ یہ مقام تنگ انکی گنجایش نہیں رکھتا ہے اور فقاہت کی علامتیں امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام احمد حنبل اور امام مالک اور ان سب کے اکثر تابعداروں میں پائی جاتی ہیں انکے مساعی جمیلہ کو اللہ تعالیٰ قبول کرے۔ ابتداے زمانے میں

رسالۂ عمل بالحدیث

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از تصنیف مولانا ولایت علی صاحب مع ترجمہ ہدایت جلی از جناب مولوی الٰہی بخش صاحب.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آن ہادی مطلق سنراوار حمد است کہ نور آیاتِ قرآنیش اسیر ظلمتکدۂ نفس را دستگیر شدہ و درود نامعدود بر سید المرسلین و خاتم النبیین کہ کلمات طیباتش شفا بخش امراض قلبی و عوارض روحانی گشتہ و بر آل و اصحابش کہ پاے ہمت در میدان اتباعش نہادہ از ظلمات ضلالت نجات و از دل مردگی حیات یافتند **امابعد** چون کثرت سوال یاران در اتباع احادیث و فقہ برین فقیر وارد میگشت بدل گفتم کہ مختصری یکبار تحریر نمایم و پیش ہر سائلے عرضہ دارم کہ رفع تکلیف بار بار و پیش دوستان یادگار باشد سہ فصل درین رسالہ مکتوب گشتہ

وہ ہادی مطلق لایق حمد ہے جسکے قرآن کی آیتوں کا نور تاریکی نفس کے قیدیوں کا دستگیر ہوا اور درود بے شمار رسولوں کے سردار نبیوں کے خاتم پر جنکے کلمات طیبات نے دل کی بیماریوں اور روح کے عارضوں کو شفا بخشی اور اُنکے آل و اصحاب پر جنھوں نے ہمت کا پانوٗں اُنکی تابعداری کے میدان میں رکھہ کر گمراہی کی تاریکیوں سے نجات اور مُردہ دلی سے حیات پائی **بعد** حمد و نعت کے واضح ہو کہ چونکہ حدیث اور فقہ کی پیروی کرنیکے باب میں دوستوں کے سوالات اس فقیر کے پاس بکثرت آتے تھے اسلیے اپنے دلمیں سونچا کہ ایک دفعہ ایک رسالہ مختصر لکھوں اور ہر پوچھنے والے کے پاس پیش کر دوں تا بار بار کی تکلیف دور ہو جائے اور دوستوں کے آگے یادگار رہے اس رسالہ میں تین فصلیں لکھی گئیں

فصل اوّل در استحسان فقاہت

پہلی فصل دین کے سمجھ کی خوبی و فضیلت کے بیان میں

قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ یعنے از ہر فرقہ یک طائفہ را باید کہ غور و تامل کنند در دین این آیت نص است در امر فقاہت و ہمچنین بسیارے از آیات و احادیث درین باب وارد گشتہ و فقاہت در دین عبارت ست از استخراج احکامی موافق رضاے پروردگار کہ در قرآن و حدیث مصرح واقع نشدہ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ۔ یعنی کیوں نہ نکلا ہر فرقے میں سے اُنکے ایک گروہ تا سمجھ پیدا کریں دین میں یعنی ہر فرقہ میں سے ایک گروہ کو چاہیئے کہ دین میں سمجھ بوجھ پیدا کریں غور و تامل میں لگے رہیں یہ آیت فقاہت حاصل کرنیکی صریح دلیل ہے اور اس مضمون کی آیتیں اور حدیثیں اس باب میں بہت آئی ہیں اور فقاہت اُسکو کہتے ہیں جو احکام قرآن و حدیث میں تصریح مذکور نہیں ہیں انکو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق نکالے

فَقِہٍ غَیْرِ فَقِیْہٍ مَعَاذَ اللّٰہِ عَنْ کُلِّ ذٰلِکَ عِیَاذًا کَثِیْرًا
پس ضرور افتاد کہ در فصل دوم آگاہ کنم ازان کہ در کدام مقام
تقلید اختیار باید کرد و کجا انکار این کار باید نمود ۔

فصل دوم

باید دانست کہ انسان اگر عامی باشد و بسبب مشاغل
دیگر از نوشت و خواند دور ماند و اکتفا بر دریافت از
علماء نماید برائے آن مناسب این ست کہ از علماء
محدثین و دیندار کہ در دیانت و خوف خدا و دانست
قرآن و حدیث مشہور شدہ باشند سوال نماید باین طور
کہ مارا درین مسئلہ طور محمدی تعلیم نمائید و اگر مرد طالب علم
ست و شوق تحصیل علوم در دل دارد مناسب این ست
کہ اول قرآن و حدیث بخواند بعد ازان بکتب دیگر نظر
ہمت گمارد تا آئینہ وار ظاہر شود کہ رائے کدام بزرگوار
در کدام جا ثواب یافتہ و کجا روئے خطا دیدہ پس ہر مسئلہ
کہ مصرح بقرآن و حدیث یابد در آن تقلید ہیچ مجتہدین
نکند کہ در مصرحات اجتہاد را دخل نیست در خبر ست
از سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کہ حضرت معاذ رض
را ۔ مے فرمودند کہ چہ خواہی کرد و در آنوقت کہ کارہا در
غیبت من بر تو حاضر خواہند شد عرض نمود کتاب
اللہ را معائنہ خواہم نمود فرمود کہ اگر در آن یافتہ نشود چہ
تدبیر است گفت سنت رسول اللہ را تفحص خواہم
نمود فرمود کہ اگر در آن ہم نیابی عرض نمود کہ رائے
خود را دخل دادہ اجتہاد خواہم کرد حضرت دلشاد
گشتہ تحسین و آفرین فرمود معلوم شد کہ تا وقتیکہ

فِقْہٍ غَیْرِ فَقِیْہٍ یعنی دانائی کی بات یاد رکھنے والے بہت سے غیر دانا ہیں
ان برائیوں سے خدا پناہ میں رکھے پس ضرور ہوا کہ دوسری فصل میں اس بات
سے آگاہ کروں کس مقام میں تقلید اختیار کرنی چاہیئے اور کہاں اس کام سے انکار کرنا

دوسری فصل تقلید کی محل جواز و عدم جواز میں

جاننا چاہیئے کہ جو آدمی انپڑھ ہو اور دوسرے اشغال کے سبب سے
پڑھنے لکھنے سے دور رہے اور علم والوں سے دریافت کرنے
پر اکتفا کرے تو ایسے شخص کیلئے یہ مناسب ہے کہ علماء محدثین دیندار
جو دیانت اور خوف خدا میں اور قرآن و حدیث کے جاننے میں
مشہور ہیں ان سے اسطرح سوال کرے کہ مجھے اس مسئلہ میں طریقہ
محمدی تعلیم کیجئے ۔ اور اگر علم کا طالب ہے اور شوق تحصیل علم کا دل
میں رکھتا ہے تو اسکو یہ مناسب ہے کہ پہلے قرآن و حدیث پڑھے
بعد اسکے دوسری کتابوں پر نظر ہمت کی ڈالے تا مثل آئینہ ظاہر
ہو جائے کہ کس بزرگ کی رائے نے کس جگہ امر حق کو پالیا ہے
اور کہاں پر خطا کی ہے ۔ پس جو مسئلہ قرآن و حدیث میں بصراحت
پاوے اسمیں کسی مجتہد کی تقلید نکرے کیونکہ کھلے ہوئے مسئلہ
میں اجتہاد کو کچھ دخل نہیں ہے ۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے معاذ رض سے پوچھا کہ
جسوقت شرعی کام میرے پیچھے تجھ پر حاضر ہونگے اُسوقت تو کیا کریگا
عرض کیا کہ اللہ تعالی کی کتاب کو ملاحظہ کرونگا فرمایا اگر تو اسمیں نپاوے
تو کیا تدبیر ہے عرض کیا کہ رسول اللہ کی سنت تلاش
کروں گا ۔ فرمایا اگر تو اس میں بھی نہ پاوے
عرض کیا کہ اپنی رائے کو دخل دیکر اجتہاد کرونگا ۔ حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر اُن کی تعریف کی اور
شاباشی دی ۔ معلوم ہوا کہ جب تک

هنوز تدوین احادیث نشده بود این بزرگان از جابجا تحقیقات حدیث کرده مسائل استخراج مے نمودند و در جمع نمودن احادیث و اسانید آن کوششہاے بلیغ میفرمودند باین وسیله وجاہت و مرتبت وافر بحضور مولاے خود پیدا نمودند لابد محبت ایشان در خاطر عقیدت مآثر خود باید داشت و پیروان ایشان را از مقبولان بارگاه آلہی باید شمرد و مردمان چند برآمده اند دل مرده و از ظاہر پے بمعنے نبرده اوقات عزیز خود را در تحصیل دنیا برباد داده و پاے ہمت در میدان تامل ننهاده و بطور دزدان نظر برکیسه ہر آشنا و ناآشنا مے اندازند و کورانه دست برشانه ہر عاقل و دیوانه مے گذارند دیدن قرآن و حدیث و تامل در ان بالکل موقوف نمودند و ہر سخنی که در کتاب نوشته مے بینند خواه موافق قرآن و حدیث باشد خواه مخالف بے تکلف قائل آن مے شوند بعضے از ایشان قرآن و حدیث را مطلقاً نمے بینند و بعضے اگر مے بینند بمعنے آن تامل نمے کنند و بعضے اگر تامل مے کنند فکر در نصائح و اخبار قیامت و برزخ و ترک دنیا و مثل آن میکنند اما استنباط احکام را مفروغ عنها شمرده ہرگز قصد تامل در ان نمی نمایند و اگر احیاناً حکمی در قرآن و حدیث خلاف کتب معتقد خود ہا مے یابند بعضے قرآن و حدیث را تاویل کرده موافق از کتب مے نمایند و نمی فہمند که مقصود اصلی اتباع قرآن و حدیث ست و بعضے چشم پوشی و گریز نیز از ان مقام اختیار میکنند از حال اینچنین فقہا مخبر صادق خبر داده رُبَّ حَامِلِ

کہ اُسوقت تک حدیثین جمع نہ ہوئی تھیں یہ بزرگان دین ہر جگہ سے حدیثوں کی تحقیقات کر کے اُن سے مسائل نکالتے تھے اور حدیث اور اسکے اسنادوں کے جمع کرنے میں کوشش بلیغ فرماتے تھے اسی وسیلہ سے عزت اور مرتبہ اپنے مالک کے حضور میں حاصل کر گئے انکی محبت اپنے دل عقیدت منزل میں ضرور رکھنی چاہیئے اور انکی پیروی کرنے والوں کو بارگاہ آلہی کے مقبولوں میں شمار کرنا چاہیئے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ دل مُردہ رکھتے ہیں اور ظاہر سے باطن تک نہیں پہونچتے ہیں اپنی اوقات عزیز کو دنیا حاصل کرنے میں برباد کرتے ہیں اور ہمت کا قدم غور او تامل کے میدان میں نہیں رکھتے ہیں اور چور کی طرح ہر آشنا اور ناآشنا کی تھیلی میں نگاہ ڈالتے ہیں اور اندھوں کی طرح ہر عاقل اور دیوانے کے مونڈھے پر ہاتھ رکھتے ہیں- قرآن اور حدیث کا دیکھنا اور اُس میں تامل کرنا بالکل موقوف کر دیا ہے اور جو بات کتاب میں لکھی ہوئی دیکھتے ہیں قرآن وحدیث کے موافق ہو یا مخالف بے تکلف اسکے قائل ہو جاتے ہیں اُنمیں بعض تو مطلق قرآن اور حدیث کو نہیں دیکھتے ہیں اور بعض اگر دیکھتے بھی ہیں تو اُسکے معنے میں تامل نہیں کرتے ہیں اور بعض اگر تامل کرتے ہیں تو قیامت اور برزخ اور ترک دنیا وغیرہ کی خبروں اور نصیحتوں کے مضمون میں فکر دوڑاتے ہیں- لیکن احکام شرعی کا نکالنا سو یہ سمجھ کر کہ اس سے تو فراغت حاصل ہو چکی ہے ہرگز اسمیں تامل کرنیکا ارادہ نہیں کرتے ہیں اور اگر کبھی قرآن و حدیث میں اپنے اعتقادی کتابوں کے خلاف کوئی حکم پاتے ہیں تو بعض لوگ تو قرآن اور حدیث کے ظاہری معنے کو پھیر پھار کر اپنی کتابوں کے موافق کر لیتے ہیں اور اتنا نہیں سمجھتے ہیں کہ مقصود اصلی قرآن اور حدیث کی تابعداری ہے اور بعض آدمی ایسے مقام سے بھاگ جاتے اور آنکھ چھپانا اختیار کرتے ہیں ایسے فقہاؤں کا حال مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں خبر دی ہے رُبَّ حَامِلِ

وتاکید نمودہ اند جاے تنگ گنجایش بیان ہمہ ندارد وعلاوہ ازین احادیث مستند ہستند واقوال مجتہدین غیر مستند یعنے تحقیق حال رواۃ وثقات واشتہار شان از شرائط ذکر است واقوال مجتہدین کہ مذکور میکنند سند آن ذکر نمیکنند از ائمہ کدام شنیدہ وازان کدام روایت میکند واحوال راویان چیست تا سند قول موافق شرائط مذکور نگردد آن قول چہ اعتبار دارد وچہ داند کس این قول امام ست یاکسی دیگر بربستہ چنانکہ بعض نادانان نقلہاے وسواس محض افترا منسوب بہ امام اعظم میکنند بگمان اینکہ مردمان اوشان را کمال متقی معلوم کنند بعضے بزرگان حال این چنین مقلدان را بیان میکنند بیت تقلید دو سہ مقلد یعنی ابد نام کنند نام جوان مردان را * واگر سند از امور ضروری نیست پس در سند احادیث چرا تکلیف بیفائدہ برداشتند دیگر اینکہ علماء جملہ متفق اند کہ مجتہد گاہی راے او خطا میکند وگاہے بر ثواب مے باشد پس ظاہر گشت کہ در مقابلہ احادیث کہ مستند وکلام معصوم ست قولی کہ غیر مستند باشد واحتمال خطا دارد مسموع نخواہد شد وجہ عدم اتفاق در بعضے احادیث واقوال مجتہدین بگوش ہوش باید شنید مجملاً درین مقام تنگ بیان میکنم کہ بعد از جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم احادیث در اذہان وبر زبان ثقات بودند مردمان بخوف فراموشی ووضع وتحریف مصروف بجمع آن در کتب شدند چنانچہ ہر یک از ائمہ مجتہدین حسب توفیق احادیث معدود از رواۃ ثقات مستند نمودہ در کتب مستندات خود جمع کردہ آخر الامر بزمانے کہ صحاح وغیرہ مدون گشت -

وتاکید کی ہے جگہ تنگ ہے سب کے اقوال بیان کرنیکی گنجایش نہیں علاوہ اسکے حدیثیں تو باسند ہیں اور مجتہدوں کے اقوال بلا سند ہیں یعنی راویوں کے حال کی تحقیق اور انکی ثقاہت وشہرت شرطوں کے ساتھ مذکور ہیں اور مجتہدوں کا قول جو ذکر کرتے ہیں تو اسکی سند نہیں ذکر کرتے کہ اماموں سے کس نے سنا اور اس سے کس نے روایت کرتا ہے اور راویوں کا کیا حال ہے جب تک قول کی سند شرائط مذکورہ کے موافق نہو گی وہ قول کیا اعتبار رکھیگا کوئی کیا جانے کہ یہ امام کا قول ہے یا کسی دوسرے نے اپنے دل سے باندھ لیا ہے جیسا کہ بعض نادان وسوسوں کی نقلیں محض جھوٹ امام اعظم رح کیطرف نسوب کرتے ہیں اس گمان سے کہ لوگ انکو کمال متقی سمجھیں ایسے مقلدوں کا حال بعض بزرگ بیان کرتے ہیں ؎ تقلید دو سہ مقلد یعنی بد نام کنند نام جوانمردان را * یعنی دو تین مقلد نا سمجھ کی تقلید جوانمردوں کا نام بدنام کرتی ہے - اور سند اگر امر ضروری نہوتا تو حدیثوں کی سند میں کیوں بیفائدہ تکلیف اٹھاتے دوسری وجہ یہ ہے کہ تمام علما اس بات پر متفق ہیں کہ مجتہد کی راے کبھی خطا کرتی ہے اور کبھی حق پر ہوتی ہے - پس معلوم ہوا کہ حدیث جو ایک معصوم کا کلام باسند ہے اسکے مقابل میں ایسا قول جو بے سند اور محتمل خطا ہے سنا نہ جائیگا اقوال مجتہدین اور بعض حدیثوں میں موافقت نہ ہونیکا سبب ذرا ہوش کرکے سننا چاہیئے بطور اجمال اس تنگ مقام میں بیان کرتا ہوں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد حدیثیں پرہیزگار لوگوں کے ذہن میں اور انکی زبان پر تھیں بعد اسکے بخوف بھول جانے اور جھوٹی حدیث بنانے اور بدل ڈالنے کے لوگ کتابوں میں حدیث نبوی کے جمع کرنے کی طرف مشغول ہوئے چنانچہ ائمہ مجتہدین میں سے ہر ایک نے حسب توفیق کچھ حدیثیں پرہیزگار راویوں سے سند ظاہر کرکے اپنی کتب مستندات میں جمع کیں آخر الامر جس زمانہ میں

حکم در قرآن وحدیث مصرح وظاہر یافتہ شود اجتہاد را دخل نباید داد وخلاف آن اگر در کتب مجتہدین برآید ازان چشم پوشی نمودہ دست آویز با قرآن وحدیث ضروراست وگرنہ نسخ قرآن وحدیث از قول مجتہدین لازم خواہد آمد ابی حنیفہ ؒ کہ سرقافلہ راہروانان طریقۂ اجتہاد بود ازان دو قول مروی ہستند کہ خانۂ دین را حکم دو ستون اعظم دارند اوّل آنکہ اگر قول مرا مخالف حدیث بیابید بدیوار بزنید صاف معلوم گشت کہ در مخالفت حدیث اقوال مجتہدین شنیدن راہ خروج از دائرہ تقلید آن امام پیمودن ست ہرگز مرتکب این کار حنفی نیست دوم آنکہ جائز نیست کسی را عمل نمودن بقول من تا آنکہ نداند کہ این سخن از کجا گفتہ ام معلوم میشود کہ برقول آن امام بیجا با تمسک نمودن وفکر در دلائل ووجوہ قیاس ننمودن ہرگز مرضی آن امام نیست وآن امام در دنیا از فرمودن ہمین دو قول بروز قیامت از مواخذۂ الٰہی نجات خواہد یافت اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ومقلدان ہمیشہ گرفتار خواہند ماند نمی بینی کہ شاگردان ائمہ رح راچون از قول اساتذہ اطمینان قلب حاصل نگشتہ دامن خود ازآنمقام برداشتہ رفتند امام محمد رح را این قدر خلاف از امام اعظم ست کہ آنرا اگر مذہب علیحدہ گویند بجاست ومتاخرین چقدر اقوال متقدمین را ساقط نمودہ اند غرض این ست کہ در ساقط نمودن قولی کہ مخالف حدیث وقرآن باشد باکی نکنند وعلمائے بسیار باین معنے تصریح

قرآن اور حدیث شریف میں حکم صراحتہً پاوے تب تک اجتہاد کو دخل نہ دینا چاہیئے اور مجتہدوں کی کتابوں میں اگر اُسکا خلاف نکل آوے تو اُس سے چشم پوشی کرکے قرآن اور حدیث کے ساتھ چنگل مارنا ضرور ہے ورنہ مجتہدوں کے قول سے قرآن اور حدیث کا منسوخ ہونا لازم آویگا امام ابوحنیفہ ؒ جو اجتہاد کی راہ پر چلنے والوں کے سردار تھے اُن سے دو قول مروی ہیں گویا دین کے گھر کے بڑے بڑے دو ستونوں کا حکم رکھتے ہیں **پہلا قول** یہ ہے کہ اگر میرا قول حدیث کے مخالف پاؤ تو دیوار پر پھینک مارو - اس سے صاف معلوم ہوا کہ حدیث کی مخالفت میں مجتہدوں کا قول سُننا اُس امام کے دائرۂ تقلید سے نکل جانیکی راہ پکڑنی ہے اس کام کا کرنیوالا ہرگز حنفی نہیں ہے **دوسرا قول** یہ ہے کہ میرے قول پر عمل کرنا کسیکو جائز نہیں جبتک نہ جان لے یہ قول میں نے کہاں سے کہا ہے پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کے قول پر بے دھڑک چنگل مارنا اور دلائل اور وجوہاتِ قیاس میں فکر وتامل نہ کرنا ہرگز امام صاحب کی مرضی نہیں ہے اور امام صاحب انہی دو قول کے فرمانیسے قیامت میں مواخذۂ الٰہی سے نجات پاوینگے اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ترجمہ اگر میں نے کہا ہوگا تو تجکو معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے برحق تو ہی ہے جانتا چھپی بات ۔ لیکن انکے مقلدین ناسمجھ مواخذۂ الٰہی میں گرفتار رہینگے کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ اماموں کے شاگردوں کو جس مقام میں اپنے اُستادوں کے قول سے اطمینان حاصل نہوا وہانسے اپنا دامن اُٹھاکے گزر گئے امام محمد نے امام اعظم کے خلاف اسقدر کہا ہے کہ اگر اسکو ایک مذہب علیحدہ کہیں تو بجا ہے اور پچھلوں نے اگلوں کے کسقدر قول کو ساقط کیا ہے غرض یہ ہے کہ جو قول قرآن اور حدیث کے مخالف ہو اُسکے ساقط کردینے میں کسی طرح کا اندیشہ نہ کریں اور بہت سے اہل علم نے

بے اختیار است در دست اندازی بہر کس و ناکس و بینا
نتواند کہ چشم را بند کردہ گرفتار بہر در و دیوار شود۔
ظاہر شد کہ تحصیل قرآن و حدیث برای ہر طالب
حق ضرور افتاد لیکن درین جزو زمان مردمان گران
مے دانند و میگویند کہ علم قرآن و حدیث مشکل بسیار
است مردمان پیش لیاقت آن مے داشتند لہذا
ضرور افتاد کہ فصل ثالث را مشتمل بر تسہیل راہ تحصیل
نمایم تا حوصلہ مومنین در تحصیل این نعمت عظمی در
تزاید در آید

ہر کس و ناکس پر ہاتھ ڈالنے میں بے اختیار ہے اور آنکھ والے سے
نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ اپنی آنکھ بند کر کے گرفتار ہر در و دیوار ہو
پس ظاہر ہوا کہ قرآن اور حدیث کا حاصل کرنا ہر طالب
حق کو ضرور ہے۔ لیکن اس زمانے میں لوگ اسکو
بھاری جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کا علم
بہت مشکل ہے اگلے زمانے کے لوگ اسکی لیاقت رکھتے تھے
اس واسطے ضرور ہوا کہ تیسری فصل میں قرآن اور حدیث کے
تحصیل کی سہولت و آسانی بیان کروں تا ایمان والوں کا
حوصلہ اس نعمت عظمی کے حاصل کرنے میں زیادہ ہو۔

فصل سوم در تسہیل علم قرآن و حدیث

تیسری فصل قرآن و حدیث کی سہل ہونے کے بیان میں

باید دانست کہ قرآن شریف بر آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم و صحابہ نازل شدہ است و آنہمہ امی بودند و
مخاطب بالذات ہماں امی ہستند و باقیان تابعی و
طفیلی و تمثیلات و محاورات ہمہ موافق عرف و عادات
امیان عرب وارد و تفسیری ہمراہ قرآن نازل نشدہ
اگر فہم امیان و ناخواندگان در ادراک معنے
قرآن کفایت نمیکند صحابہ چگونہ آن را مے فہمیدند و
بجا آوری احکام مے نمودند و جا بجا رب العلمین میفرماید
در سورۂ قمر وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ
مُدَّكِرٍ قرآن شریف را مشکل تر گفتن منکر این
آیت شدن ست و خدا رحمت کند بر قرار سابق کہ
قرآن را معرب کردہ حاجت از تحصیل صرف و نحو
دران ساقط گردانیدند و تحقیق الف و لام و مثل آن
کہ در قرآن شریف مردمان بیان مے کنند منشائی

معلوم کرنا چاہئے کہ قرآن شریف حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم اور انکے اصحاب پر نازل ہوا تھا اور یہ سب ان پڑھ تھے
اور یہی ان پڑھ لوگ مخاطب بالذات تھے اور باقی لوگ تو
انکے تابع اور طفیلی ہیں اور قرآن کی سب مثالیں اور محاورات
عرب کے ان پڑھوں کے عرف اور عادت کے موافق ہیں اور
قرآن کے ساتھ کوئی تفسیر نہیں اتری تھی۔ پس اگر ان پڑھوں
کی سمجھ معنی قرآن کے سمجھنے میں کفایت نہیں کرتی ہے تو صحابہ
کیونکر اسکو سمجھتے تھے اور حکم بجالاتے تھے اور اللہ تعالی نے
چند جگہ سورۂ قمر میں فرمایا ہے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ
فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ترجمہ اور ہم نے آسان کیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے
کوئی سوچنے والا پس قرآن کو مشکل کہنا اس آیت کا منکر ہونا
ہے۔ اور اللہ تعالی اگلے قاریوں پر رحمت کرے کہ قرآن شریف
میں اعراب دیکر صرف اور نحو سیکھنے کی حاجت رفع کر دی اور الف
لام وغیرہ کی تحقیق جو قرآن شریف میں لوگ بیان کرتے ہیں

بعلمائے متقدمین دیگر و بیشماری بمتاخرین مثل صاحب
ہدایہ و فتاوی و ذخیرہ کہ ایشان از فراست خود در آن
مسائل یجوز و لایجوز مے نویسند و پر ظاہر ست کہ اعتقاد
دیانت و فراست از وجدان قلب و ملاحظہ مسائل
و تواتر استماع تقوے کہ در دل خود از طرف امام
اعظم رح بہم رسانیدہ ایم آن اعتقاد بخدمت ہر علماء
کہ خود را حنفی قرار دادہ اند نداریم پس اگر شخصے مسئلہ
را ازین کتب مشہورہ بسبب مخالفت قرآن و حدیث
یا استنباط ناپسند ساقط از نظر نمود در حقیقت آن
نقصانے نیست آمدم بقسم دیگر کہ در مسائل قیاسی چہ
خواہی کرد باید دانست کہ بعض مردمان را بعد از مزاولت
در قرآن و حدیث بسبب شدت نور ایمان و سلامت
عقل و فطانت حق در مسائل قیاسی نیز اکثر منکشف
مے شود بوضعی کہ ہرگز شک و گمان را دران دخلی باقی
نمے ماند و بعضے مردم را بعد از فہم دلائل در بعض مسائل
اینچنین انکشاف حق پیدا مے گردد پس در ہر مسئلہ
کہ خود را اینچنین انکشاف رو نماید تقلید کسی روا ندارد
چراکہ انسان را پرسش بعقل خود خواہد شد نہ بر
عقل دیگران و دانستہ در مخالفت حق البتہ ماخوذ
خواہد شد چنانکہ قول ثانی امام رح برہمین معنی دلالت
دارد اگر خود باین مرتبہ نرسیدہ است ضرور
ست کہ تقلید یکے از مجتہدین کہ بگمان خود دیندار
دانستہ باشد نماید چراکہ تا انسان بپایہ تحقیق نرسیدہ
است از تقلیدش ناگزیر است و چون راہ
تحقیق کشادہ شد از تقلید مناز لہا گریز کہ کور

علماے متقدمین کی طرف اور بیشمار مسائل علماے متاخرین
جیسے صاحب ہدایہ اور فتاوی اور ذخیرہ وغیرہ کی طرف منسوب
ہیں کہ ان سبھوں نے اپنی فراست سے ان مسئلوں میں یَجُوزُ وَ
لَا یَجُوزُ یعنے جایز اور ناجایز لکھدیا ہے اور ظاہر ہے کہ امام صاحب
کی دیانت اور فراست اور ملاحظہ مسائل اور تقوی و پرہیزگاری
کی متواتر خبروں کا اعتقاد جسقدر کہ ہم نے اپنے دل میں بہم پہنچایا
ہے وہ اعتقاد اُن عالموں کے ساتھ جو آپ کو حنفی قرار دیتے
ہیں نہیں رکھتے ہیں ۔ پس اگر کسی نے ان کتب مشہورہ سے
کوئی مسئلہ بسبب مخالفت قرآن اور حدیث کے یا بوجہ استنباط
ناپسند کے نظر سے ساقط کردیا تو حقیقت میں کچھ نقصان نہیں
ہے ۔ اب میں ایک دوسری بات بیان کرتا ہوں کہ قیاسی
مسئلوں میں تو کیا کریگا ۔ پس معلوم کرنا چاہیئے کہ بعض آدمیوں
کو قرآن اور حدیث میں مزاولت کرنے کے بعد بہ سبب شدت
نور ایمان اور سلامت عقل اور فطانت کے مسائل قیاسی میں
بھی اکثر اوقات حق ظاہر ہوجاتا ہے ایسے طور پر کہ ہرگز شک اور
گمان کو اُنمیں دخل باقی نہیں رہتا ہے اور بعض آدمیوں کو بعد
سمجھنے دلیلوں کے بعض مسائل میں امر حق ایسا ہی کھلجاتا
ہے پس جس مسئلہ میں ایسا انکشاف دیکھے کسی کی تقلید کو روا نہ
رکھے کیونکہ انسان سے پوچھ اپنی عقل پر ہوگی نہ دوسرونکی عقل
پر اور جان بوجھ کر امر حق کی مخالفت کرنے میں البتہ ماخوذ ہوگا
چنانچہ امام صاحب کا قول ثانی اسی مضمون پر دلالت کرتا ہے اور
اگر خود اس مرتبہ کو نہیں پہونچا ہے تو ضرور ہے کہ مجتہدوں میں سے
جسکو زیادہ دیندار اپنے گمان میں جانتا ہو اُسکی تقلید کرے
کیونکہ جبتک آدمی پایۂ تحقیق تک نہیں پہونچا ہے تقلید سے اسکو
چارہ نہیں ہے اور جب تحقیق کی راہ کھل گئی تو تقلید سے منزلوں بھاگ کیونکہ اندھا

وترجمهٔ قرآن واحادیث در اکثر زبان موجود ست که عجمی
را مطلقاً تردد در لغات بهم نمیرسد حالا تامل باید نمود
در احوال کتب دیگر مثل کافیه وشافیه ومطول وکفایه
وهدایه وقاموس وکشاف که چه قدر عبارات متین
واشارات دقیق دارد که در فهم یک کتاب کماینبغی عمر
یک آدمی صرف میشود چنانکه بر علماء پوشیده نیست
وروز قیامت سوال از همین قرآن وحدیث خواهد
شد نه از کتب دیگر باید فهمید که دیدن کتب دیگر منع
است یا خالی از منافع اما ضروری را از غیر ضروری
جدا کرده اعلے را از ادنے تمیز داده هرچه ضروری و اعلی
باشد آن را اوّلا اختیار کند بعد ازان اگر فراغت
وقت یابد بهر کتب که طبیعتش مائل باشد بسیر آن
مشغول شود ؎ عمر قلیل آمد و علمت کثیر + آنچه
ضروریست همان پیش گیر فن اسانید عبارتست
از دریافتن حال رواة هر حدیث کماینبغی و کثرت و
قلت ایشان چراکه قوت وضعف احادیث موقوفست
بر کثرت وقلت وضعف وقوت رواة وسند عبارتست
از شنیدن حدیث از اوستادے ثقه که سلسلهٔ سند خود
تارسول الله صلے الله علیه وآله وسلم مستحکم واشته باشد
وپر ظاهر ست که اینطور سند در اوائل زمانه که قریب
ازجناب رسالت مآب صلے الله علیه وآله وسلم بود
آسان بود از زمانهٔ حال که بعید ترست از زمانه
هدایت نشانه وچون علماے متقدمین مثل جامعین
صحاح وغیره که خود فقاهت ایشان ثابت ست
وهر حدیث را با سلسلهٔ رواة در کتب خود مدون

اور قرآن وحدیث کا ترجمہ اکثر زبانوں میں موجود ہے کہ عجم والوں
کو لغت میں مطلق تردد نہیں پڑتا ہے دوسری کتابیں جیسے کافیہ
وشافیہ ومطول وکفایہ وہدایہ وقاموس وکشاف وغیرہ ان کے
احوال میں اب ذرا غور وتامل کرنا چاہیئے کہ کسقدر انکی عبارتیں
متین اور اشارتیں باریک ہیں کہ کامل طور سے ایک کتاب کے
سمجھنے میں ایک آدمی کی عمر صرف ہوجاتی ہے جیساکہ علم والوں
پر پوشیدہ ومخفی نہیں ہی لیکن قیامت کے روز اسی قرآن مجید اور
حدیث شریف سے پوچھ ہوگی نہ دوسری کتابوں سے۔ سمجھنا
چاہیئے کہ دوسری کتابوں کا دیکھنا یا تو منع ہے یا منفعت سے
خالی ہے مگر علم ضروری کو غیر ضروری سے جدا کرکے اعلیٰ کو ادنے
سے امتیاز دیکر جوکچھ ضروری اور اعلیٰ ہو وہ پہلے اسکو اختیار کرے بعد اسکے اگر
فراغت وقت پاوے تو جن کتابوں کی طرف اسکی طبیعت مائل ہوئے سیر کرنیمیں مشغول ہو
؎ عمر قلیل آمد و علمت کثیر + آنچه ضروریست همان پیش گیر یعنی عمر تھوڑی
ہے اور علم بہت۔ پس جو علم ضروری ہے اُسکو پہلے سیکھ۔ اور ہر حدیث
کے راویوں کے پورے حالات اور انکی قلت وکثرت کے دریافت
کرنیکو فن اسانید کہتے ہیں حدیثوں کی قوت اور ضعف راویوں
کی کثرت وقلت اور قوت وضعف پر موقوف ہے اور سند کہتے ہیں
حدیث سُننے کو ایسے اُستاد پرہیزگار سے جو اپنے سند کا سلسلہ جناب
رسالت مآب صلعم تک مضبوط رکھتا ہو اور ظاہر ہے کہ پہلا زمانہ جو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے قریب تھا اسمیں اسطرح کی سند
حاصل کرنی آسان تھی اس زمانہ حال کے اعتبار سے کہ اُس زمانہ ہدایت
نشانہ سے بہت دور ہے۔ اور اگلے زمانہ کے علماء یعنے
صحاح ستہ وغیرہ کے جمع کرنیوالے کہ ان سب کی فقاہت
اظہر من الشمس ہے ہر حدیث کو راویوں کے سلسلہ
کے ساتھ اپنی کتابوں میں جمع کر گئے ہیں

آن این ست کہ بعضی کسان را از خواندن قرآن مقصود بجاآوری احکام میباشد پس نظر او شان باین تدقیقات بیفائدہ نمیرود و مقصود بعضی کسان از دیدن قرآن انسلاک خویش ست در زمرۂ علماے دقیق لابد طبیعت آنہا بسوے این موشگافیہا مائل میشود و صداقت این کلام از امثال دنیا مے توان فہمید کہ ہرگاہ از پیش حاکمان دنیا پروانہ مے آید آن پروانہ باوجودے کہ ہر لفظ او احتمال ہزاران موشگافیہا دارد و قصدہاے تدقیق علمی در ہر فقرہ اش میتوان کرد کسی از رعایا خواندہ باشد یا ناخواندہ سواے دریافت احکام بطرف دیگر نظرے نگرداند چراکہ مقصود از ملاحظہ اش سرانجام کارے در ذہن خود مستقر دارد بخلاف شعر و غزل کہ مقصود از ان بجاآوردن کاری نیست لاجرم صاحب ذکا در دقایق عبارتش فکر مے کند و بیک کلمہ صدہا معنی پیدا مے نماید و علم احادیث دو فن دارد یکے علم المتن یعنے غرض دینی از الفاظ حدیث فہمیدن و دیگر را فن اسانید مے نامند یعنی ترتبہ احادیث شناختن و مدارج قوت و ضعف را دریافتن علم المتن موقوف بر ایمان ست ہر قدر کہ ایمان قوی تر خواہد بود عزت احکام و لطافت کلام را از قرآن و حدیث زیادہ تر دریافت خواہد کرد و ضعیف الایمان نیز اگر بقصد پیروی نظر بر آن کتب متبرکہ خواہد گماشت از ادراک او ہرگز محروم نخواہد ماند احادیث رسول خدا صلے اللہ علیہ سلم و سخنان روزمرۂ عرب بودند سہل و فصیح و قریب از فہم کہ بدویان را بمدعا میرسانیدند

تو اس کا سبب یہ ہے کہ بعض آدمیوں کو قرآن شریف پڑھنے سے اُسکے حکموں کا بجالانا مقصود ہوتا ہے۔ پس اُنکی نظر ایسی بے فائدہ باریکیوں کی طرف نہیں جاتی ہے اور بعض لوگوں کو قرآن شریف دیکھنے سے اپنے نفس کو باریکی نکالنے والے عالموں کی گروہ میں درج کرنا مقصود ہوتا ہے پس ناچار انکی طبیعت بال کی کھال نکالنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور ہمارے اِس بات کی سچائی دنیا کی مثال سے تم سمجھ سکتے ہو۔ دیکھو جب دنیا کے حاکموں کے پاس سے پروانہ آتا ہے تو باوجودیکہ اسکا ہر ہر لفظ ہزاروں باریکیوں کا احتمال رکھتا ہے اور اُسکے ہر جملہ میں علمی باریکیوں کا ارادہ کیا جاسکتا ہے لیکن رعیت میں سے کوئی شخص خواہ پڑھا ہو یا اَن پڑھ سواے حکم دریافت کرنے کے دوسری طرف نگاہ نہیں پھیرتا ہی کیونکہ مقصود اُسکے دیکھنے سے صرف کام کا انجام دینا اپنے ذہن میں اُس نے ٹھہرا لیا ہے بخلاف شعر اور غزل کے کہ اُس سے کسی کام کا انجام دینا مقصود نہیں ہے بلکہ صرف تیزی عقل و ذہانت کا اظہار مقصود ہوتا ہے اسلئے ذہین لوگ اُسکی عبارت کی باریکیوں میں فکر دوڑاتے ہیں اور ایک کلمہ میں سو معنے پیدا کرتے ہیں اور علم حدیث کی دو فن ہیں ایک علم المتن یعنے حدیث کے لفظوں سے دینی غرض کو سمجھنا اور دوسرے فن کو فن اسانید کہتے ہیں یعنے حدیثوں کا رتبہ پہچاننا اور قوت اور ضعف کے درجونکو دریافت کرنا علم المتن تو ایمان پر موقوف ہے جسقدر ایمان زیادہ ہوگا اُسیقدر عزت احکام اور لطافت کلام قرآن و حدیث سے زیادہ دریافت کریگا اور ضعیف الایمان بھی اگر پیروی کی نیت سے اُن متبرک کتابوں پر نظر ڈالیگا تو اُسکی پانے سے ہرگز محروم نہ رہیگا رسول خدا صلے اللہ علیہ سلم کی حدیثیں عرب کے روزمرہ بات چیت میں آسان اور فصیح اور ایسی جلد سمجھ میں آنیوالی تھیں کہ گنواروں کو بھی مدعا تک پہونچاتی تھیں۔

وانیقدر کتب از کجا جمع میشود و عمر و فراغت از کجا دست دہد تا انسان باحکام مطلع شود۔ واحادیث کہ اینقدر بیحد و بیشمار بسماعت وکتابت درآمدہ اند موضوع ہستند وآنچہ محدثین درکتب مسند خود جمع کردہ اند معدود اند۔ جملہ احادیث غیر موضوع را شمار کردہ اند عدد آن درکتب خود محدثین خبر دادہ اند چنانکہ بر واقفان علم پوشیدہ نیست و درکتب احادیث ناسخ ومنسوخ اکثر دریک باب بیان مے کنند کہ طالبان را تشویش نشود وعمل بحدیثے ترک نباید کرد بگمان اینکہ شاید منسوخ باشد کہ این احتمال درجملہ احادیث موجود است چراکہ تمام سخنان زندگی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جمع نشدہ بلکہ بسیارے فوت گشتہ پس عمل بر ہیچ حدیث احدی را از مجتہدین نیز سزاوار نباشد حقیقت این مقام آنست کہ زمانی کہ حدیث ناسخ بشخصے نرسیدہ منسوخ بحق او منسوخ نیست اگرچہ بواقع نسخ شدہ باشد ووقتے کہ حدیث ناسخ دریافت عمل بمنسوخ ہرگز روا نبود استعمال حَنْتَمْ ودُبَّار در حق قوم ربیع منسوخ نباشد تاوقتیکہ حکم ناسخش بدیار شان نرسیدہ پس متبع سنت را باید کہ اگر جز یک حدیث در مدت العمر ش باو نرسیدہ باشد ہمون حدیث را غنیمت باردہ شمردہ باحتمال دور و دراز از دست نگذارد بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً برسانید از ما اگرچہ یک حدیث باشد این حدیث ہمین معنے دارد واز تتبع کتب معلوم میشود کہ علماے سابق نیز عمل بحدیث منسوخ نمودہ اند بسبب اینکہ ناسخ

اور اسقدر کتابیں کہاں سے جمع ہونگی اور عمر و فراغت کہاں سے ہاتھ لگے گی تا انسان احکام آلہی پر مطلع ہوسکے اور اسقدر بیحد بیشمار حدیثیں جو سماعت اور کتابت میں آتی ہیں سب موضوع ہیں جسقدر محدثین نے اپنی کتب مستند میں جمع کی ہیں وہ سب گنی ہوئی ہیں تمام غیر موضوع حدیثوں کو جمع کرکے محدثین نے اپنی کتابوں میں اُنکی گنتی سے خبر دی ہیں۔ جیسا کہ واقفان علم پر پوشیدہ نہیں ہے اور حدیث کی کتابوں میں ناسخ اور منسوخ کو اکثر ایک باب میں بیان کرتے ہیں تا ڈہونڈھنے والوں کو پریشانی نہ ہو۔ اور کسی حدیث پر عمل کرنے کو صرف اس غرض وگمان سے نچھوڑنا چاہیئے کہ شاید یہ حدیث منسوخ ہو کیونکہ یہہ احتمال تو کل حدیثوں میں موجود ہے اسلیئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگانی کی کل باتیں جمع نہیں ہوئی ہیں بلکہ بہت سی فوت ہوگئیں پس کسی مجتہد کو کسی حدیث پر عمل کرنا لایق نہوگا اس مقام میں تحقیق یہ ہے کہ جب تک کسی شخص کو حدیث ناسخ نہیں پہونچی ہے اُسوقت تک حدیث منسوخ اُس کے حق میں منسوخ نہیں ہے اگرچہ واقع میں وہ منسوخ ہو اور جب ناسخ کو پالیا تو اب عمل منسوخ حدیث پر ہرگز جایز نہوگا حَنْتَمْ اور دُبَّاءْ یعنے لاکہہ کی ٹھلیا اور کدو کے تونبے کا استعمال قوم ربیع کے حق میں منسوخ نہ تھا جب تک اُسکے ناسخ کا حکم اُنکے دیار میں نہ پہونچا تھا۔ پس متبع سُنّت کو چاہیئے کہ اگر تمام عمر میں ایک حدیث کے سوا اور کچہہ اُسکو نہ پہونچے تو اُسی ایک حدیث کو غنیمت عظمیٰ سمجھ کر دُور و دراز کے احتمال سے اُسکو ہاتھ سے نچھوڑے بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً یعنے پہونچاؤ میری طرف سے اگرچہ ایک ہی حدیث ہو۔ اِس حدیث کا مطلب یہی ہے اور کتابوں کے ٹٹولنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگلے علماء نے بھی منسوخ حدیث پر

گرد ند ازان کتب بنقل متواتر بر داشتند که حالا دران کتب
تحریف مشکل ست و احوال رواۃ در کتب فن اسمار
الرجال جمع نمودند بعد از تدوین اینچنین کتب مضبوطہ حاجت
سند ساقط گشتہ مَنْ جَرَّبَ الْمُجَرَّبَ حَلَّتْ بِهِ النَّدَامَةُ
پس ہر کس کہ صحیح بخاری را مثلاً بیند گویا از محمد بن اسمعیل
سند میکند و او سلسلۂ سند خود تا رسول خدا صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم در کتاب خود ذکر کردہ است
پس کسیکہ حدیث را در صحیح بخاری یافت گویا از زبان
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم شنید۔ چنانچہ صاحب
مشکوٰۃ نیز در خطبہ اش ہم چنین خبر مے دہد کہ ما احادیث
خود وقتے کہ در صحاح شان دیدہ ایم گویا از رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم سند نمودہ ایم چراکہ جامع آنہا مارا استغنی کردہ
اند از سند نمودن و دیگر بسیاری از محدثین تفصیل
این معنے کردہ اند کہ سند درین زمانہ بیش از رسم
نماندہ و خدا غریق رحمت کند محدثین متقدمین را کہ موضوع
از نا موضوع ممتاز کردہ قوی را از ضعیف جدا نمودہ علے حسب مدارج
در کتب خود ہا مدون کردند و برائے ہر مطلبے باب و فصل
علیحدہ علیحدہ مقرر نمودہ اند و از ملاحظہ معلوم میشود کہ در
احادیث مسائل جزئیات نیز بیشمار اند حالا فن حدیث
در تسہیل مثل کتب فقہ شدہ ہر مسئلہ کہ پیش آید در
باب آن ملاحظہ کنند مرضی رسول مقبول صلعم ظاہر خواہد
شد بلکہ از فقہ ہم آسان تر است چراکہ کتب فقہ بیشمار
اند و علمائے مصنف آن ہزار ایک امر اگر در کتابے
جائز یافتہ شود ظن غالب ست کہ بکتابے دیگر ناجائز
نوشتہ باشند پس بگفتۂ کدام کس عمل نمودہ آید۔

اور اُن کتابوں سے لوگ نقل متواتر لیتے ہوئے چلے آئے ہیں
کہ اب ان کتابوں میں تغیر و تبدل دشوار ہے اور راویوں کے
حالات کو فن اسماء الرجال کی کتابوں میں جمع کر دیا ہے پس ایسی
مضبوط کتابوں کے جمع ہونے کے بعد اب سند کی حاجت رفع
ہوگئی مَنْ جَرَّبَ الْمُجَرَّبَ حَلَّتْ بِهِ النَّدَامَةُ یعنے آزمائی
ہوئی چیز کو جو آزماتا ہے اُسکو ندامت حاصل ہوتی ہے پس جو شخص
صحیح بخاری کو مثلاً دیکھتا ہے تو گویا وہ امام بخاری محمد بن اسمعیل
علیہ الرحمۃ سے سند کرتا ہے اور امام بخاری نے اپنے سند کا سلسلہ
رسول خدا صلعم تک اپنی کتاب صحیح بخاری میں ذکر کر دیا ہے پس
جس شخص نے حدیث کو صحیح بخاری میں پایا تو گویا اُس نے رسول
خدا صلعم کی زبان مبارک سے سُنا چنانچہ مشکوٰۃ کے خطبہ میں مؤلف
مشکوٰۃ بھی ایسی ہی خبر دیتے ہیں کہ میں نے جب اپنی حدیثیں محدثین
کی صحاح میں دیکھ لی ہیں تو گویا میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے
اُن حدیثوں کی سند کرتا ہوں کیونکہ محدثین کی جمع کی ہوئی کتابوں
نے مجھے سند کے ذکر کرنے سے بے پروا کر دیا ہے اور بہت سے
محدثین نے اسبات کی تفصیل کی ہے کہ اس زمانے میں سند
ذکر کرنا صرف ایک رسم رہگیا ہے اور اللہ تعالیٰ اگلے زمانے کے محدثین کو
غریق رحمت کرے کہ موضوع حدیث کو غیر موضوع سے اور قوی کو
ضعیف سے جدا کر کے بحسب مدارج اپنی کتابوں میں جمع کیا ہے اور
ہر مطلب کیلئے علیحدہ علیحدہ باب اور فصل مقرر کی ہے اور ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا
ہے کہ حدیثوں میں مسائل جزئیات بھی بیشمار ہیں اب فن حدیث سہولت و آسانی میں
کتب فقہ کا مثل ہو گیا ہے جو مسئلہ پیش آوے اُسکو اُسکے باب میں ملاحظہ کرے رسول
مقبول صلعم کی مرضی ظاہر ہو جاویگی بلکہ فقہ سے بھی زیادہ آسان ہے کیونکہ کتب فقہ
بیشمار ہیں اور اُنکے مصنف ہزار اگر ایک امر ایک کتاب میں جائز پایا جاوے تو گمان
غالب ہے کہ دوسری کتاب میں ناجائز لکھا ہوگا پس کس کے کہنے پر عمل کیا جاوے

وقوی را دو قسم توان کرد اگر حدیث یا مضمون آن را
از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چند کس مردمان
ناقل اند متواتر ست وگرنہ غیر متواتر در کتب دیگر
علماے عدد رواۃ متواتر بیان نمے کنند بسبب
اینکہ حدے برائے تواتر بسبب اختلاف حال رواۃ
معین نیست وقتے کہ فائدہ یقین کلی بخشیدہ ہمان
وقت متواتر گشت امّا پوشیدہ نیست کہ وقتے
کہ رُواۃ ثقہ و عدل و سلیم العقل باشند سہ رُواۃ
از آنہا فائدہ قطع مے بخشند لہذا درین مقام بسہ
رُواۃ محدود کردہ شد حدیث متواتر نصِّ قطعی
ست غیر متواتر مظنون الصدق بظن غالب وضعیف
محتمل الصدق والکذب حکم ضعیف آنست کہ در اخبار
قیامت و برزخ و نار و جنت و تہدید و ترغیب و
مثل آن قبول نمودہ خواہد شد و در اوامر و نواہی
نیز سواے حدود و قصاص و دیگر امور عظیمہ بشرطیکہ
معارض از قوی نشود عمل نمودہ خواہد شد وگرنہ
ترک باید کرد و اگر مضمون احد سہ حدیث ضعیف یافتہ
شوند حکم حدیث قوی پیدا خواہند نمود و از متواتر غیر
متواتر را نسخ جائز ست و آنچہ از قوی غیر متواتر ثابت
شود عمل بدان واجب ست و منکر آن کافر و
اینقدر اقسام و احکام آن دانستن برائے ہر
عامل بقدر ضرورتست و کفایت مے کند۔

اور قوی کو بھی دو قسم کرتے ہیں کہ جس حدیث یا مضمون حدیث
کے ناقل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند شخص ہیں وہ متواتر
ہے اور نہیں تو غیر متواتر ہے راویوں کے اختلاف حال کے
سبب سے چونکہ حدیث متواتر کے لیئے کوئی حد مقرر نہیں ہے اِس
لیئے علما اپنی کتابوں میں حدیث متواتر کے راویوں کی عدد نہیں
بیان کرتے ہیں۔ پس جو حدیث یقین کلی کا فائدہ بخشے وہ متواتر
ہے۔ لیکن پوشیدہ نہیں ہے کہ جسوقت روایت کرنیوالے
ثقہ اور عادل اور سلیم العقل ہونگے تو اُنمیں سے تین راوی بھی
فائدہ یقین کا دینگے اسلیئے اس مقام میں متواتر حدیثیں تین
راویوں کے ساتھ محدود کی گئی ہیں۔ حدیث متواتر نص قطعی
یعنے دلیل یقینی ہے اور غیر متواتر میں صدق کا گمان غالب ہے
اور ضعیف میں صدق اور کذب دونوں کا احتمال ہے ضعیف
حدیث کا یہ حکم ہے کہ اخبار قیامت اور برزخ اور دوزخ اور بہشت اور
تہدید اور ترغیب وغیرہ میں قبول کیجائیگی۔ اور حدود و قصاص
و دیگر اُمور عظیمہ کے سوا امر اور نہی میں بھی اُس پر عمل کیا جائیگا
بشرطیکہ حدیث قوی کے معارض نہ ہو ورنہ ترک کر دینا
چاہیئے اور اگر ایک مضمون کی تین حدیثیں ضعیف پائی جاوینگی
تو قوی حدیث کا حکم حاصل کریں گی۔ اور متواتر سے غیر متواتر
کا نسخ جائز ہے اور قوی غیر متواتر پر عمل واجب ہے۔ اور اس کا
مُنکر کافر ہے اور اِتنے اقسام اور اُنکے احکام کا جاننا بقدر
ضرورت ہر عامل کو کفایت کرتا ہے۔ فقط
وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی ۔۔۔

تمام شد

رسالہ

باوشان نرسیده و احادیث متعارضه نیز اکثر همین طور یکجا نوشته میشوند تا اندک تامل تعارض از ظاهر بر داشته شود و پیداست که دو کلام رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بحقیقت متعارض نخواهند شد مگر بنظر کم فهمان بظاهر متعارض معلوم مے شوند وبحقیقت معنے هر حدیث محل آن جدا مے باشد سخنے باقی ست در اقسام حدیث که علماے اصول احادیث اقسام آن بسیار مے گویند مثل صحیح وحسن واحسن وغریب وموقوف ومرسل ومقطوع وغیرہا پس اینقدر مدارج جلد بذهن هر کس ضبط نمے تواند شد که عمل بالحدیث نماید باید فهمید که تعدد اقسام بحسب تعدد حیثیات است هر قدر که قید وحیثیت زیاده خواهند کرد اقسام زیاده خواهد بر آمد و هر قدر که قید کم خواهند نمود اقسام کم خواهد بر آمد مثلاً تمام انسان دو قسم هم تواند شد سیاه وغیر سیاه هزار قسم هم تواند بود سیاه وسرخ وگندم گون و دراز گردن ومثل آن اما در تزاید اقسام در احادیث براے عاملان تردد بسیار واقع میشود علماے اصول فقه در اقسام حدیث طور خوب مختصر اختیار کرده اند عاملان حدیث نیز اگر طور سهل ومختصر پیش نظر خود دارند نفع بسیار خواهد شد وطور مختصر این ست که جمله احادیث غیر موضوع دو قسم اند قوی وضعیف ضعیف آنکه سلسلهٔ رواة آن گم نشود لیکن حال آن رواة محفوظ نباشد از ثقاهت وغیر آن وقوی آنکه رواة آن گم نشوند وثقاهت آنها ثابت باشد

انکو ناسخ نہ پہونچی - اور متعارض حدیثیں جو ظاہر میں ایک دوسرے سے مخالف معلوم ہوتی ہیں وہ بھی اکثر اسیطرح ایک جگہ لکھی جاتی ہیں تا تھوڑے تامل سے ظاہر کا تعارض اُٹھ جاوے اور ظاہر ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو کلام حقیقت میں متعارض نہونگے لیکن کم فہم لوگوں کی نظروں میں ظاہر میں متعارض معلوم ہوتے ہیں اور حقیقت میں ہر حدیث کے معنے کا محل جدا ہوتا ہے اب اقسام حدیث کے باب میں ایک بات باقی رہ گئی ہے وہ یہ ہے کہ اُصول حدیث کے علماء حدیث کی بہت قسمیں بیان کرتے ہیں - جیسے صحیح حسن احسن - غریب - موقوف - مرسل مقطوع وغیرہ - پس اتنے مدارج ہر شخص کے ذہن میں جلد نہیں ضبط ہو سکتے ہیں تا حدیث پر عمل کر سکے - پس سمجھنا چاہیئے کہ قسموں کی تعداد حیثیتوں کی تعداد کے اعتبار سے ہے جسقدر قید اور حیثیت زیادہ کرینگے اُسیقدر قسمیں زیادہ نکلیں گی - اور قید اور حیثیت کو جتنا کم کریں گے اُتنی ہی اقسام کم نکلیں گے - مثلاً تمام انسان دو قسم بھی ہو سکتے ہیں - سیاہ - اور غیر سیاہ - ہزار قسم بھی ہو سکتے ہیں سیاہ اور سُرخ - اور گندم رنگ اور دراز گردن اور مانند اسکے - لیکن حدیثوں میں زیادہ قسم ہونے سے عمل کرنیوالوں کو بہت تردد واقع ہوتا ہے اُصول فقہ کے علماء نے اقسام حدیث میں خوب عمدہ طور اختیار کیا ہے عاملان حدیث بھی اگر سہل اور مختصر طور کو پیش نظر رکھیں تو بہت نفع ہوگا - اور وہ طور مختصر یہ ہے کہ کل حدیثیں غیر موضوع دو قسم پر ہیں قوی اور ضعیف - قوی وہ ہے کہ جسکے راوی گم نہ ہوں اور اُن کی ثقاہت ثابت ہو اور ضعیف وہ ہے کہ جسکے راویوں کا سلسلہ تو گم نہیں ہے - لیکن اُن راویوں کی ثقاہت وغیرہ کا حال محفوظ نہ ہو -

عشرۃ وعثمان اثنتی عشرۃ وعلی ستۃ رواہ احمد
والترمذی وابوداؤد وکذا فی المشکوۃ فی کتاب الفتن
وعن العرباض بن ساریۃ رضی اللہ عنہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم
بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المهدیین
تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ رواہ ابوداؤد
وغیرہ کذا فی المشکوۃ فی باب الاعتصام بالکتاب
والسنۃ وعن جابر رضی اللہ عنہ قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یا
ایها الناس ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن
تضلوا بعدی کتاب اللہ وعترتی اهل بیتی
رواہ الترمذی وعن ابی ذر رضی اللہ عنہ
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول الا ان مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینۃ
نوح من رکبها نجا ومن تخلف عنها هلک
رواہ احمد کلاهما فی المشکوۃ فی باب مناقب
اهل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات
ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ
جاهلیۃ کذا فی شرح عقائد النسفی الفصل
الثانی فی المهدی وهو یکون فی الزمان الوسط
عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ قال وعدنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۃ الهند
فان ادرکتها انفق فیها نفسی ومالی فان اقتل
کنت افضل الشهداء وان ارجع فانا ابوهریرۃ المحرر

دس برس اور عثمان کی بارہ برس اور علی کی چھ برس روایت
کیا اُسکو احمد اور ترمذی نے اور ابوداؤد نے ایسا ہی ہے مشکوۃ
کے کتاب الفتن میں۔ اور روایت ہے عرباض بن ساریہ
رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
پکڑو سُنت کو میری اور سنت کو خلیفوں برحق مہدیوں کی
تھامو اسکو اور پکڑو اسکو کچلیوں سے روایت کیا اس حدیث
کو ابوداؤد نے اور دوسرے راویوں نے ایسا ہی ہے مشکوۃ کے
باب الاعتصام بالکتاب السنۃ میں اور روایت ہے جابر رضی
اللہ عنہ سے کہا مَیں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
فرماتے سُنا اے لوگو چھوڑا میں نے تم میں ایسی چیز کو کہ اگر
تم پکڑو اسکو ہرگز نہ گمراہ ہوگے بعد میرے وہ کتاب اللہ کی ہے
اور اولاد میری جو گھر والے ہیں میرے روایت کیا اسکو ترمذی نے
اور روایت ہے ابی ذر رضی اللہ عنہ سے کہا سُنا میں نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے خبردار بیشک مثال میرے
گھر والوں کی تم میں مثال کشتی نوح علیہ السلام کی ہے جو سوار ہوا
اُسپر نجات پائی اور جو پیچھے رہا اُس سے ہلاک ہوا روایت کیا
اس حدیث کو احمد نے یہ دونوں حدیثیں مشکوۃ کے باب مناقب اہل
بیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو مرا اور نہ پہچانا اپنے زمانہ کے امام کو سو تحقیق مرا موت
گمراہی کی ایسا ہی شرح عقائد نسفی میں ہے فصل دوسری بیانمیں
مہدی کی ہے اور وہ ہوگا بیچ کے زمانہ میں آنحضرت صلعم اور حضرت
عیسٰے کے روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا وعدہ دیا
ہم سبھوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کا ہندوستان کے
پھر اگر پاؤں میں اسکو خرچ کروں میں اُسمیں جان کو اپنی اور مال کو
اپنے پھر اگر مارا جاؤں ہو جاؤں افضل شہیدوں سے اور اگر پھر آؤں میں

اربعین فی المہدیین

از تالیف جناب مولانا ولایت علی صاحب مرحوم معہ ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلفَصلُ الاَوَّلُ فِی اَحَادِیثَ جَامِعَۃٍ فی المَھدِیِینَ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال فیما اعلم عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا رواہ ابوداؤد ھکذا فی المشکوۃ فی کتاب العلم و۲عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لا یزال ھذا الدین قائما حتے یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ کلھم یجتمع علیہ الامۃ کلھم من قریش رواہ ابوداود وفی المشکوۃ فی باب فضل قریش بروایۃ الشیخین مع اختلاف یسیر و۳عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان عدۃ الخلفاء بعدی عدۃ نقباء موسیٰ رواہ ابن عدی وابن عساکر کذا فی الجامع الصغیر للسیوطی و۴عن سفینۃ قال سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول الخلافۃ ثلاثون سنۃ ثم یکون ملکا ثم یقول سفینۃ امسک خلافۃ ابی بکر سنتین وخلافۃ عمر

پہلی فصل ان وہ حدیثیں ہیں جو شامل ہیں سارے ہادی من اللہ کی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آویں گے ۱روایت ہے ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے کہا اُن حدیثوں میں کہ یاد رکھتا ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہی کہ بیشک اللہ اُٹھاویگا اِس اُمت کے واسطے ہر سو کے سرے پر اُس شخص کو کہ نیا کر دکھاویگا اس امت کو دین اُسکا روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے ایسا ہی ہے مشکوۃ کے کتاب العلم میں اور ۲روایت ہے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ ہمیشہ یہ دین قایم رہیگا یہانتک کہ ہونگے تم پر بارہ خلیفہ اُمت اُن سب پر اتفاق کریگی سب کے سب ہونگے قریش سے روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے اور مشکوۃ کے باب فضائل قریش میں بخاری ومسلم کی روایت ہے ساتھ تھوڑے اختلاف کے اور ۳روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک گنتی خلیفوں کی بعد میرے گنتی حضرت موسیٰ کے سرداروں کی ہے روایت کیا اس حدیث کو ابن عدی اور ابن عساکر نے ایسا ہی ہے جامع صغیر میں سیوطی کی اور ۴روایت ہے سفینہ سے کہا سنا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے خلافت تیس برس کی پھر ہوگی بادشاہی پھر کہا سفینہ نے کہ خلافت ابی بکر کی دو برس اور خلافت عمر کی

ن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذا قبل فتية من بنی هاشم فلما رآهم
النبی صلى الله عليه وسلم اغرورقت عيناه
وتغير لونه قال فقلت ما نزال نرى فی
وجهك شيئاً نكرهه - فقال انا اهل بيت
اختار الله لنا الآخرة على الدنيا وان اهل
بيتی سيلقون بعدی بلاء تشريدا او
تطريدا حتى ياتی قوم من قبل المشرق معهم
رايات سود فيسالون الخير فلا يعطونه
فيقاتلون فينصرون فيعطون ما سالوا فلا يقبلونه
حتى يدفعوها الى رجل من اهل بيتی فيملاها
قسطا كما ملئوها جورا فمن ادرك ذلك
منكم فلياتهم ولو حبوا على الثلج اخرجهما
ابن ماجة فی باب خروج المهدی -
وعن ثوبان رضی الله عنه مولى رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم اذا رايتم الرايات
السود قد جاءت من قبل خراسان فاتوها
فان فيها خليفة الله المهدی رواه احمد والبيهقی فی
دلائل النبوة كذا فی المشكوة فی باب اشراط
الساعة وعن ابی هريرة رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
يخرج من خراسان رايات سود لا يردها شیٔ
حتى تنصب بايلياء رواه الترمذی كذا
فی التيسير الوصول فی باب فضل العباس

کہ ہم سب بیٹھے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس ناگہاں آئی ایک جماعت بنی ہاشم کی جب دیکھا اُن کو
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ڈبڈبائیں آنکھیں اُن کی اور بدل گیا
رنگ اُنکا کہا عبداللہ نے پھر کہا میں نے برابر دیکھتا ہوں میں
چہرے پر آپکے ایک حالت - تب فرمایا بیشک ہم لوگ ایک
گھر والے ہیں کہ پسند کیا اللہ نے ہمارے واسطے آخرت کو دنیا
پر اور بیشک اہل بیت میری جلد پڑے گی بعد میرے بلا
سخت میں اور لوگوں کی ہانک میں یہاں تک کہ آوے گی
ایک قوم پورب سے ساتھ اُنکے نشان ہونگے سیاہ پھر مانگیں گے
مال اور نہ دیں گے لوگ اُنکو مال پھر لڑیں گے پھر فتح پائیں گے
پھر دیئے جائیں گے جو مانگا تھا تب نہیں قبول کریں گے پورب
والے اُس مال کو یہاں تک کہ حوالہ کریں گے اس ملک مفتوحہ
کو ایک مرد کے جو اہل بیت سے ہوگا پھر بھر دیگا وہ مرد اس ملک
کو انصاف سے جیسا بھرا تھا ظالموں نے ظلم سے سو جو کوئی پاوے
تم میں یہ تو چاہیئے کہ آوے اُن پورب والوں کے پاس اور اگرچہ چلکر
ہو گھٹنوں کے بل برف پر نکالا ان دونوں حدیثوں کو ابن ماجہ نے
باب خروج مہدی میں اور روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ سے جو غلام تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے جب دیکھو تم نشان سیاہ کو کہ آوے جانب خراسان کے تو آؤ اس
پاس سو بیشک اُسمیں ہے خلیفہ اللہ کا مہدی روایت کیا اس حدیث کو احمد اور
بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ایسا ہی ہے مشکوۃ کے قیامت کی چھوٹی نشانیوں کے
باب میں اور روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے نکلیگا خراسان سے نشان سیاہ نہیں پھیر سکے گی
اُسکو کوئی چیز یہاں تک کہ گاڑا جاویگا بیت المقدس میں روایت کیا اس
حدیث کو ترمذی نے ایسا ہی ہے تیسیر الوصول کے باب فضل العباس

وعن ثوبان رضی الله عنه مولی رسول الله صلے
الله علیه وسلم قال قال رسول الله صلے الله
علیه وسلم عصابتان من امتی حرزهما الله
من النار عصابة تغزو الهند وعصابة تکون
مع عیسے ابن مریم علیهما السلام اخرجهما
النسائی فی کتاب الجهاد فی غزوة الهند واخرج
الثانی احمد ایضاً وعن جعفر عن ابیه عن جده
رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلے
الله علیه وسلم ابشروا وابشروا انما مثل امتی مثل
الغیث لا یدری اخره خیر ام اوله او کحدیقة
اطعم منها فوج عاما ثم اطعم منها فوج عاما
لعل اخرها فوجا ان یکون اعرضها عرضا واعمقها
عمقا واحسنها حسنا کیف تهلك امة انا
اولها والمهدی وسطها وعیسے ابن مریم اخرها
ولکن بین ذلك فیج اعوج لیسوا منی ولا انا منهم
رواه رزین کذا فی المشکوة فی باب ثواب هذه
الامة ورواه ابونعیم ایضاً فی اخبار المهدی
وعن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول
الله صلے الله علیه وسلم رحماء امتی اوسطها
رواه الدیلمی فی مسند الفردوس هکذا فی الجامع
الصغیر للسیوطی وعن عبدالله بن الحارث
ابن الجزؤ الزبیدی رضی الله عنه قال
قال رسول الله صلے الله علیه وسلم یخرج
الناس من المشرق فیوطئون للمهدی یعنی سلطانه
وعن عبدالله رضی الله عنه قال بینما

اور روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ سے جو غلام ہیں رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے کہا اُنھوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے دو گروہ میری اُمت سے نجات دیا اُنکو اللہ نے
آگ سے ایک گروہ وہ جو جہاد کرے گا ہند میں اور دوسرا گروہ
جو ہوگا عیسے مریم کے بیٹے علیہ السلام کے ساتھ نکالا ان دونوں
حدیثوں کو نسائی نے کتاب الجہاد کے غزوۂ ہند میں اور نکالا دوسری
حدیث کو احمد نے بھی اور روایت ہے امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ سے اور وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد سے اور وہ
اُنکے دادا سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری
لو تم خوشخبری لو تم بس مثال میری اُمت کی جیسے مینہ نہیں معلوم
ہوتا ہے کہ آخر اُس کا بہتر ہے یا اول اُسکا یا مثل باغ کی کھلائے
گئے اُس سے ایک جماعت ایک برس پھر کھلائی گئی اُس سے
ایک جماعت ایک برس گمان ہے کہ پچھلی جماعت ہو زیادہ
چوڑی اور زیادہ عمیق اور زیادہ حسین کیونکر ہلاک ہوگی وہ اُمت
کہ میں پہلا اُسکا اور مہدی درمیان اُسکے اور عیسے مریم کے بیٹے
آخر اُسکے اور لیکن درمیان اُسکے جماعت ٹیڑھی نہیں ہے وہ
مجھسے اور نہ میں اُنسے روایت کیا اُسکو رزین نے ایسا ہی ہے مشکوۃ
میں باب میں ثواب اس اُمت کے اور روایت کیا اُسکو ابونعیم نے
بھی اخبار مہدیین اور روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا
اُنسے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رحیم ہماری اُمت کے
بیچ والے اُسکے ہیں روایت کیا اُسکو دیلمی نے مسند فردوس میں
ایسا ہی ہے جامع الصغیر میں سیوطی کے اور روایت ہے
عبداللہ بن الحارث بن جزؤ الزبیدی رضی اللہ عنہ سے کہا اُنہوں نے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلیں گے لوگ پورب سے پھر وطن
دینگے مہدی کو جو سلطان ہوگا مشرق کا اور روایت ہے عبداللہ

۱۸ وعن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلے الله عليه وسلم لاتقوم الساعة حتے يخرج رجل من قحطان يسوق الناس بعصاه متفق عليه كذا فی المشكوٰة فی باب الملاحم ۱۹ وعن ابی اسحاق رضی الله عنه قال قال علے كرم الله وجهه ونظر الى ابنه الحسن رضی الله عنه قال ان ابنی هذا سيد كما سماه النبی صلے الله عليه وسلم وسيخرج من صلبه رجل يسمی باسم نبيكم صلے الله عليه وسلم يشبهه فے الخلق ولا يشبهه فے الخلق ثم ذكر قصة يملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت جورا اخرجه ابو داؤد كذا فی المشكوٰة فی باب اشراط الساعة ۲۰ وعن ابی سعيد الخدری رضے الله عنه قال ذكر رسول الله صلے الله عليه وسلم بلاء يصيب هذه الامة حتے لايجد الرجل ملجأ يلجأ اليه من الظلم فيبعث الله رجلا من عترتی واهل بيتی فيملأ به الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا يرضى عنه ساكن السماء وساكن الارض لا تدع السماء من قطرها شيئا الا صبته مدرارا ولا تدع الارض من نباتها شيئا الا اخرجته حتے يتمنے الاحياء الاموات يعيش فی ذلك سبع سنين او ثمان سنين او تسع سنين

اور ۱۸ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں قائم ہوگی قیامت جب تک نکلے ایک مرد قحطان سے ہانکیگا لوگوں کو اپنے ظلم کی لاٹھی سے روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور ایسا ہی ہے مشکوٰۃ کے باب الملاحم میں اور ۱۹ روایت ہے ابی اسحاق رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا علی کرم اللہ وجہہ نے اور دیکھا اپنے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کو پھر کہا بیشک یہ بیٹا میرا سردار ہے جیسا نام رکھا اُس کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اب پیدا ہوگا نسل سے اُس کے ایک مرد ہوگا اُس کا نام تمہارے نبی کا نام اللہ کی رحمت اُنپر اور سلام مشابہ ہوگا اُن سے سیرت میں اور نہیں مشابہ ہوگا اُن سے صورت میں پھر ذکر کیا اس قصے کو یعنی بھر دیگا زمین کو انصاف سے اور عدل سے جیسا بھر گئی تھی ظلم سے نکالا اِس حدیث کو ابو داؤد نے ایسا ہی ہے مشکوٰۃ کے باب نشانیوں میں قیامت کے اور ۲۰ روایت ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا ذکر کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بلا کا جو پہنچے گی اس امت کو یہاں تک کہ نپاویگا کوئی مرد پناہ کی جگہ کہ پناہ پکڑے اُسکی طرف ظلم سے پھر اُٹھا دیگا اللہ ایک مرد کو اولاد سے میری اور گھر والوں سے میرے پھر بھر دیگا زمین کو انصاف سے اور عدل سے جیسا بھر گئی تھی ظلم سے اور ستم سے راضی ہونگے اُس سے رہنے والے آسمان کے اور رہنے والے زمین کے نہ چھوڑیگا آسمان قطرہ سے اپنے کوئی چیز مگر بہا دیگا اُسکو زور سے اور نچھوڑے گی زمین اپنی گھاس سے ایک ذرہ مگر نکالے گی اُسکو یہانتک تمنا کرینگے زندہ مردوں کی زندگانی کریگا مہدی اُسی بحالت آبادی میں سات برس یا آٹھ برس یا نو برس

رضی الله عنه وعن بريدة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم سيكون بعدی بعوث كثيرة فكونوا فی بعث خراسان رواه ابن عدی كذا فی الجامع الصغير للسيوطی وعن النعمان بن بشير عن حذيفة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم تكون النبوة فيكم ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالی ثم تكون خلافة علی منهاج النبوة ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالی ثم تكون ملكا عاضا فتكون ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالی ثم تكون ملكا جبرية فتكون ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالی ثم تكون خلافة علی منهاج نبوة ثم سكت رواه احمد والبيهقی فی دلائل النبوة كذا فی المشكوة فی باب الانذار والتحذير - وعن جاحل الصدفی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم سيكون بعدی خلفاء ومن بعد الخلفاء الامراء ومن بعد الامراء الملوك ومن بعد الملوك الجبابرة ثم يخرج رجل من اهل بيتی يملأ الارض عدلا كما ملئت جورا ثم يؤمر من بعده القحطانی فوالذی بعثنی بالحق ما هو بدونه رواه الطبرانی كذا فی الجامع الصغير للسيوطی

رضی اللہ عنہ میں اور روایت ہے بریدہ رضی اللہ عنہ سے اُس نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اب ہونگی بعد میرے لڑائیاں بہت تو ہو جیو لڑائی میں خراسان کی روایت کیا اسکو ابن عدی نے ایسا ہی ہے جامع صغیر میں سیوطی کے اور روایت ہے نعمان - بشیر کے بیٹے سے اور وہ روایت کرتے ہیں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رہیگی نبوۃ تم میں جبتک اللہ رکھا چاہے پھر اُٹھالیگا اُس کو اللہ تعالیٰ پھر ہوگی خلافت چال پر نبوۃ کے جبتک اللہ رکھا چاہے پھر اُٹھالیگا اُسکو اللہ تعالیٰ پھر ہوگی بادشاہت گزند پہنچانیوالی پھر رہے گی جب تک اللہ رکھا چاہے پھر اُٹھالیگا اُسکو اللہ تعالیٰ پھر ہوگی بادشاہت ظلم کی پھر رہیگی جبتک اللہ رکھا چاہے پھر اُٹھالیگا اُسکو اللہ تعالیٰ پھر ہوگی خلافت چلن پر نبوۃ کے پھر چُپ رہے روایت کیا اس حدیث کو احمد اور بیہقی دلائل النبوۃ میں ایسا ہی ہے مشکوۃ کے باب انذار و التحذیر میں اور روایت ہے جاحل صدفی رضی اللہ عنہ سے - کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اب ہوں گے بعد میرے خلیفے اور بعد خلیفوں کے امیر اور بعد امیر کے بادشاہ اور بعد بادشاہ کے ظالم - پھر نکلیگا ایک مرد گھرانوں سے میرے - بھر دے گا زمین کو عدل سے جیسا - بھر گئی تھی ظلم سے - پھر امارت کرے گا بعد اُس کے قحطانی سو قسم ہے اُس شخص کی جس نے بھیجا مجھکو حق پر نہ آوے گا وہ ظالم بدون اُس عادل کے - روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے ایسا ہی ہے جامع الصغیر میں سیوطی کے ...

رواه الرویانی وعن علی کرم الله وجهه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المهدی منا اهل البیت یصلحه الله فی لیلة رواه احمد کلاهما فی الجامع الصغیر للسیوطی

الفصل الثالث فی الخلفاء بعد المهدی الوسط

وعن علی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یخرج رجل من وراء النهر یقال له الحارث حراث علی مقدمته رجل یقال له منصور یوطن او یمکن لآل محمد کما مکنت قریش لرسول الله صلی الله علیه وسلم وجب علی کل مؤمن نصره او قال اجابته وعن ام سلمة رضی الله عنها عن النبی صلی الله علیه وسلم قال یکون اختلاف عند موت خلیفة فیخرج رجل من اهل المدینة هاربا الی مکة فیاتیه ناس من اهل مکة فیخرجونه وهو کاره فیبایعونه بین الرکن والمقام ویبعث الیه بعث من الشام فیخسف بهم بالبیداء بین مکة والمدینة فاذا رأی الناس ذلک اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فیبایعونه ثم ینشأ رجل من قریش اخواله کلب فیبعث الیهم بعثا فیظهرون علیهم وذلک بعث کلب والخیبة لمن لم یشهد غنیمة الکلب فیقسم المال

روایت کیا اس حدیث کو رویانی نے اور روایت ہے علی کرم اللہ وجہہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مہدی میرے گھر والوں سے اصلاح کریگا اُسکی اللہ ایک رات میں روایت کیا اس حدیث کو احمد نے یہ دونوں حدیثیں جامع صغیر میں سیوطی کے ہیں

فصل تیسری بیان میں اُن خلیفوں کے جو ہونگے بعد مہدی وسط کے

اور روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نکلیگا ایک مرد ملک ماوراء النہر سے کہیں گے اُسکو حارث حراث ہراول اُسکی لشکر کا ایک مرد ہوگا کہیں گے اُس کو منصور وطن دیگا یا جگہ دیگا آل محمد کو جیسا جگہ دیا قریش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو واجب ہے ہر مومن پر نصرت کرنی اُس کی یا کہا قبول کرنا اس کا اور روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور اُنہوں نے روایت کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا ہوگا اختلاف وقت موت خلیفہ کے پھر نکلے گا ایک مرد مدینہ والوں سے بھاگتا ہوا طرف مکے کے پھر آویں گے لوگ اُس پاس مکے کے پھر نکالیں گے اُسکو اور راضی نہوگا امامت سے پھر بیعت کریں گے اُس سے درمیان حجر اسود کے اور مقام ابراہیم کے اور اُٹھیگا طرف اُس کے ایک لشکر شام سے پھر دھنسائے جائیں گے سب کے سب بیداء میں پہنچکر درمیان مکہ اور مدینہ کے پھر جب دیکھینگے یہ لوگ آوینگے اس پاس ابدال شام کے اور جماعت عراق والوں کی پھر بیعت کرینگے اُس سے پھر پیدا ہوگا ایک مرد قوم سے قریش کے کہ ننہال نبی کلب سے ہوگا بھیجیگا اُسکی طرف لشکر پھر غالب ہونگے مسلمان اُن قریش پر سو یہی لڑائی ہے کلب کے یعنی جسکا تمنے ذکر سنا ہوگا اور افسوس ہے واسطے اُس شخص کے جو نہیں حاضر ہوا

رواه الحاکم فی مستدرکه وقال صحیح •
۲۱ وعن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول الله ذلك
الیوم حتی یبعث الله فیه رجلا منی او من اهل
بیتی یواطئ اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی
یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما
وجورا رواه ابو داؤد وکلاهما فی المشکوة
فی باب اشراط الساعة ۲۲ وعن ابی سعید
رضی الله عنه قال خشینا ان یکون بعد نبینا
حدث فسالنا نبی الله صلی الله علیه
وسلم قال ان فی امتی المهدی یخرج
یعیش خمسا او سبعا او تسعا زید الشاك قال قلنا
وما ذاك قال سنین قال فیجیٔ الیه الرجل
فیقول یا مهدی اعطنی اعطنی قال فیحثی
له فی ثوبه ما استطاع ان یحمله رواه
الترمذی ۲۳ وعن ابی سعید رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
المهدی منی اجلی الجبهة اقنی الانف یملأ
الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا
یملك سبع سنین رواه ابو داؤد وهکذا
فی المشکوة فی باب اشراط الساعة
۲۴ وعن حذیفة رضی الله عنه قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم المهدی
رجل من ولدی وجهه کالکوکب الدری

روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے اپنی مستدرک میں اور کہا
یہ حدیث صحیح ہے اور ۲۱ روایت ہے عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
اگر نہ باقی رہے دنیا سے مگر ایک دن البتہ لنبا کریگا اللہ اُس
دن کو اتنا کہ اُٹھاویگا اللہ اُس میں ایک مرد مجھ سے یا اہل بیت سے
میرے برابر ہوگا نام اُسکا میرے نام سے نام باپ کا
اُسکے میرے باپ کے نام سے بھر دیگا زمین کو انصاف سے
اور عدل سے جیسا بھری گئی تھی ظلم اور ستم سے روایت
کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے یہ دونوں حدیثیں ہیں مشکوٰۃ کے
چھوٹی نشانیوں کے باب میں قیامت کے اور ۲۲ روایت
ہے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے کہا ڈرے ہم کہ ہو بعد ہمارے نبی
کے نکلنا نئی باتوں کا پھر پوچھا ہم نے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے فرمایا بیشک میری اُمت میں مہدی نکلیگا اور عیش کریگا
پانچ یا سات یا نو زید شک کرنیوالا ہے راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا اُس کیا مراد ہے
فرمایا برس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر آویگا ایک مرد
اُس پاس پھر کہیگا یا مہدی دے مجھے دے مجھے فرمایا پھر لپ بھر کے
دیگا اسکو کپڑے میں اُسکے جتنا اُٹھا سکے روایت کیا اس حدیث
کو ترمذی نے اور ۲۳ روایت ہے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے
کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مہدی مجھ سے ہے یعنی
میری اولاد سے کشادہ پیشانی والا اونچی ناک والا بھر دیگا زمین کو
انصاف سے اور عدالت سے جیسا بھری گئی تھی ظلم سے اور ستم
سے مالک ہوگا ملک کا سات برس روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد
نے اور ایسا ہی ہے مشکوٰۃ کے باب میں چھوٹی نشانیوں قیامت کے اور
۲۴ روایت ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے مہدی ایک مرد ہے اولاد سے میری مُنھ اُسکا ہے جیسے تارا چمکتا

رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ستصالحون الروم صلحا آمنا فتغزون انتم وهم عدوا من ورائكم فتنصرون وتغنمون وتسلمون ثم ترجعون حتى تنزلوا بمرج ذی تلول فیرفع رجل من اهل النصرانية الصليب فيقول غلب الصليب فيغضب رجل من المسلمين فيدقه فعند ذلك تغدر الروم وتجمع للملحمة وزاد بعضهم فيثور المسلمون الى اسلحتهم فيقتتلون فيكرم الله تلك العصابة بالشهادة رواه ابوداود كلاهما فی المشکوة فی باب الملاحم ط

وعن عثمان بن عفان رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المهدی من ولد العباس عمی اخرجه الدارقطنی فی الافراد کذا فی الجامع الصغیر للسیوطی

وعن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تذهب الدنیا حتی یملك العرب رجل من اهل بیتی یواطئ اسمه اسمی رواه الترمذی وابوداؤد وکذا فی المشکوة فی باب اشراط الساعة **وقال** رسول الله صلی الله علیه وسلم المهدی منا یختم الدین به کما فتح بنا رواه الطبرانی کذا فی کنوز الدقائق لعبد الرؤف للمناوی

الفصل الرابع فی المهدی الآخر وعیسیٰ ع

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے اب کروگے تم روم سے صلح ایک برس کی پھر جنگ کروگے تم اور وہ دشمن سے جو سوا تم سب کے ہیں پھر فتح پاؤگے اور لوٹ لاؤگے اور سلامت رہوگے پھر پھر آؤگے یہانتک کہ نازل ہوگے ایک میدان ٹیلہ والے میں پھر اٹھاویگا ایک مرد قوم نصرانی سے صلیب کو پھر کہیگا غالب آئی صلیب پھر غصہ ہوگا ایک مرد مسلمانوں میں سے پھر ماریگا اسکو پھر اسوقت عہد شکنی کرینگے روم والے اور جمع کرینگے لوگوں کو جنگ کیواسطے اور زیادہ کیا بعضے راویوں نے پھر جلدی جاینگے مسلمان اپنے ہتیاروں کی طرف پھر لڑیں گے پھر بزرگی دیگا اللہ اس جماعت کو شہادت کرکے روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے یہ دونوں حدیثیں مشکوۃ کے باب الملاحم میں ہیں اور **روایت** ہے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مہدی اولاد سے عباس ہمارے چچا کے ہے نکالا اس حدیث کو دارقطنی نے افراد میں ایسا ہی ہے جامع صغیر میں سیوطی کے

اور روایت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نجائیگی دنیا جبتک مالک نہوگا عرب کا ایک مرد اہل بیت سے میرے برابر ہوگا نام اسکا میرے نام سے روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور ابوداؤد نے ایسا ہی ہے مشکوۃ کے باب اشراط الساعت میں **اور فرمایا** رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مہدی ہمارے اولاد سے ہے ختم ہوگا دین اس سے جیسا شروع ہوا ہم سے روایت کیا اس حدیث کو طبرانی نے ایسا ہی ہے کنوز الدقایق میں عبدالرؤف مناوی کے

فصل چوتھی بیان میں مہدی آخر اور عیسے علیہ السلام کے

ويعمل في الناس بسنة نبيهم صلى الله
عليه وسلم ويلقي الاسلام بجرانه في
الارض فيلبث سبع سنين وفي رواية
تسع سنين ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون
رواهما ابو داود كذا في المشكوة في باب
اشراط الساعة ٢٨ وعن عائشة رضي الله
عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم العجب ان ناسا من امتي يؤمون البيت
لرجل من قريش قد لجأ بالبيت حتى اذا
كانوا بالبيداء خسف بهم فقلنا يا رسول الله ان الطريق قد
يجمع الناس قال نعم فيهم المستبصر والمجبور وابن السبيل يهلكون
مهلكا واحدا ويصدرون مصادر شتى يبعثهم الله على نياتهم
رواه مسلم ٢٩ وعن عوف بن مالك
رضي الله عنه قال اتيت النبي صلى الله
عليه وسلم في غزوة تبوك وهو في قبة من
ادم فقال اعدد ستا بين يدي الساعة
موتي ثم فتح بيت المقدس ثم موتان يأخذ
فيكم كقعاص الغنم ثم استفاضة المال
حتى يعطى الرجل مائة دينار فيظل ساخطا
ثم فتنة لا يبقى بيت من العرب الا
دخلته ثم هدنة تكون بينكم وبين
بني الاصفر فيغدرون فيأتونكم تحت ثمانين
راية تحت كل راية اثنا عشر الفا رواه
البخاري ٣٠ وعن ذي مخمر رضي الله عنه
وسأله جبير عن الهدنة قال سمعت -

اور جاری کریگا لوگوں میں سنت نبی کی اُنکے صلے اللہ علیہ
وسلم اور ڈالیگا اسلام گردن اپنی زمین میں پھر رہیگا اس امن
وامان کے ساتھ سات برس اور ایک روایت میں نو برس
پھر مر جائیگا اور نماز پڑھینگے اُسپر مسلمان روایت کیا ان دونوں
حدیثوں کو ابوداؤد نے ایسا ہی ہے مشکوۃ کے باب اشراط
الساعت میں اور روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے
بولی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تعجب کی بات ہے
کہ لوگ دعوی کریں گے میری اُمت ہونیکا قصد کرینگے بیت اللہ کا واسطے
ایک مرد کے قریش سے کہ جگہ پکڑی بیت اللہ میں یعنی کہ میں یہانتک کہ جب کہ بعض جگہ
بیدا مقام میں دھنسائیں گے سب پس کہا ہمنے یا رسول اللہ رستے میں ہیں
سب طرح کے لوگ ہوتے ہیں فرمایا ہاں جنہیں جان بوجھ کے آنیوالے
بھی ہونگے اور مجبور بھی ہونگے اور راہ کے مسافر بھی ہونگے ہلاک
کیے جائیں گے ایکبار اور اُٹھائے جائینگے کئی طرح اُٹھا دیگا انکو اللہ
موافق انکی نیتوں کے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے اور روایت
ہے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا آئے ہم نبی صلی اللہ علیہ
کے پاس غزوہ تبوک میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے خیمہ میں
چمڑے کے پھر فرمایا گن چھ علامتوں کو درمیان قیامت کے ایک تو مرنا
میرا دوسرے فتح بیت المقدس کا تیسرے وبا کہ پکڑے گی تم میں
مثل موت بکریوں کے چوتھے بہت ہونا مال کا یہانتک کہ دیا جائیگا
ایک مرد سو دینار پھر سارے دن ناخوش رہیگا پانچویں پیدا ہونا فتنہ
کا کہ نہ باقی رہیگا کوئی گھر عرب کا مگر داخل ہوگا اسمیں چھٹے صلح کہ ہوگی
درمیان تمہارے اور درمیان بنی اصفر کے پھر عہد شکنی کرینگے پھر
آوینگے تمہارے اوپر نیچے اسی نشان تلے ہر نشان کے بارہ ہزار
لشکر ہوگا روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے اور روایت ہے
ذی مخمر رضی اللہ عنہ سے اور پوچھا اُسکو جبیر نے ہدنہ کہا سنا میں نے

لا ترجع الا غالبة فيقتتلون حتى يحجز بينهم الليل
فيفئ هؤلاء وهؤلاء كل غير غالب وتفنى الشرطة
ثم يتشرط المسلمون شرطة للموت لا ترجع الا
غالبة فيقتتلون حتى يحجز بينهم الليل فيفئ هؤلاء
وهؤلاء كل غير غالب وتفنى الشرطة ثم يتشرط
المسلمون شرطة للموت لا ترجع الا غالبة
فيقتتلون حتى يمسوا فيفئ هؤلاء وهؤلاء
وكل غير غالب وتفنى الشرطة فاذا كان
يوم الرابع نهد اليهم بقية اهل الاسلام فيجعل
الله الدبرة عليهم فيقتتلون مقتلة لم ير مثلها
حتى ان الطائر ليمر بجنباتهم فلا يخلفهم حتى يخر ميتا
فيتعاد بنو الاب كانوا مائة فلا يجدونه
بقي منهم الا الرجل الواحد فباي غنيمة
يفرح اوای ميراث يقسم فبينا هم كذلك
اذ سمعوا ببأس هو اكبر من ذلك فجاء
هم الصريخ ان الدجال قد خلفهم في
ذراريهم فيرفضون ما في ايديهم و
يقبلون فيبعثون عشر فوارس طليعة قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم اني
لاعرف اسماءهم واسماء آباءهم والوان
خيولهم هم خير فوارس على ظهر الارض
يومئذ رواه مسلم ۔

۳۷ وعن ابي هريرة رضي الله عنه ان
النبي صلى الله عليه وسلم قال هل
سمعتم بمدينة

نہ پہریں گے مگر غالب پہر لڑیں گے یہانتک کہ حائل ہوگی درمیان اُنکے رات
پہر لوٹیں گے یہ اپنے ڈیرے پر وہ اپنے ڈیرے پر دونوں میں کوئی
غالب نہوگا دوسرے پر اور فنا ہوجائیگی جماعت پہر چنیں گے مسلمان
لوگ لشکر واسطے موت کے کہ نہ پہریں مگر غالب پہر لڑیں گے یہانتک
کہ حائل ہوگی درمیان اُنکے رات پہر لوٹیں گے یہ اپنے ڈیرے پر
وہ اپنے ڈیرے پر کوئی اُنمیں غالب نہوگا اور فنا ہوجائیگی جماعت پہر
چُنیں گے مسلمان لشکر واسطے موت کے نہ پہریں مگر غالب پہر لڑینگے
یہانتک کہ شام ہوجائیگی پھر پہرینگے یہ اپنے ڈیرے پر اور وہ
اپنے ڈیرے پر اور کوئی اُنمیں غالب نہوگا اور فنا ہوجائیگی جماعت پہر
جب ہوگا چوتھا دن قصد کرینگے اُنکی طرف باقی اہل اسلام پہر
ڈالیگا اللہ شکست اُن دشمنوں پر پہر لڑینگے مسلمان ایسا لڑنا
کہ نہیں دیکھا کوئی مثل اسکے یہاں تک کہ بیشک جانور گذریگا
کنارونپر اُنکے پہر نہیں پیچھے ڈالیگا اُنکو یہاں تک کہ گر پڑیگا مُردہ
ہوکر پہر گنی جائیگی اولاد ایک باپ کی کہ تھے سَو پہر نہ پاوینگے اُسکو
باقی اُنمیں سے مگر ایک مرد پہر بھلا کس لوٹ سے خوش کیے جائیں گے
اور کون میراث بانٹی جاوے کہ یہ لوگ اس حال میں ہونگے ناگہانی
سُنینگے خبر ایک لڑائی کی جو بڑی ہوگی اُس سے پہر آویگی اُنمیں آواز
کہ بیشک دجال مقرر پیچھا اُنکے پہنچا اُنکے بالوں میں پہر چھوڑدینگے
جو ہاتھوں میں اُنکے ہوگا۔ اور منہ کریں گے فرزندوں کیطرف پہر
بھیجیں گے دس سوار خبر لانے کو فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے میں البتہ خوب جانتا ہوں نام اُنکے اور نام اُن کے
باپ کے اور رنگ گھوڑے کے اُنکے وہ بہتر سواروں میں ہونگے
اوپر زمین کے اُسدن روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے روایت
ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیشک نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کیا سُنی تم نے خبر ایک شہر کی۔

وعن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تقوم
الساعة حتی ینزل الروم بالاعماق اوبدابق
فیخرج الیهم جیش من المدینة من خیار اهل
الارض یومئذ فاذا تصافوا قالت الروم خلوا
بیننا وبین الذین سبوا منا نقاتلهم فیقول
المسلمون لا والله لا نخلی بینکم وبین اخواننا
فیقاتلونهم فیهزم ثلث لا یتوب الله علیهم
ابدا ویقتل ثلثهم افضل الشهداء عند
الله ویفتح الثلث لا یفتنون ابدا فیفتحون
قسطنطینیة فبینا هم یقتسمون الغنائم
قد علقوا سیوفهم بالزیتون اذ صاح
فیهم الشیطان ان المسیح قد خلفکم فی
اهلیکم فیخرجون وذلک باطل فاذا جاؤا الشام
خرج فبینا هم یعدون للقتال یسوون
الصفوف اذا اقیمت الصلوة فینزل عیسی
ابن مریم فامهم فاذا راٰه عدو الله
ذاب کما یذوب الملح فی الماء فلو ترکه
لانذاب حتی یهلک ولکن یقتله الله بیده
فیریهم دمه فی حربته رواه مسلم
وعن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه
قال ان الساعة لا تقوم حتی لا یقسم
میراث ولا یفرح بغنیمة ثم قال عدو
یجمعون لاهل الشام ویجمع لهم اهل
الاسلام یعنی الروم فیتشرط المسلمون شرطة للموت

اور روایت ہے ابی ہریرة رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں قائم ہوگی قیامت
جب تک اُترے لشکر روم کا اعماق یا بدابق میں پھر
نکلیگا انکی طرف لشکر مدینے سے نیک لوگوں سے اہل زمین
کے اُسدن ہونگے پھر جب صف باندھیں گے کہیں گے
روم والے خالی کردو جگہ درمیان ہمارے اور درمیان اُن
لوگوں کے جنہوں نے قید کیا ہم میں سے لوگوں کو لڑیں ہم اُنسے
پھر کہیں گے مسلمان نہیں قسم ہے اللہ کی نہیں جگہ خالی
کریں گے ہم درمیان تمہارے اور درمیان اپنے بھائی لوگوں
کے پھر لڑیں گے اُنسے پھر شکست کھاکر بھاگیں گے تہائی مسلمان
نہیں توبہ قبول کریگا اللہ انکی کبھی اور مارے جاینگے تہائی اُنکی
افضل شہید ہونگے نزدیک اللہ کے اور فتح کرینگے تہائی نہیں فتنہ میں
پڑینگے کبھی پھر فتح کرینگے قسطنطنیہ کو پھر جس ہنگام میں بانٹتے ہونگے مال
غنیمت کو اور لٹکی ہونگی تلواریں درختوں میں یکایک آواز دیگا اُنمیں شیطان
کہ بیشک مسیح دجّال پیچھے تمہارے آیا گھر والوں میں تمہارے پھر نکلینگے اور
حال اُسکا جھوٹ ہوگی پھر جب آوینگے شام میں نکلیگا دجّال پھر سوقت
میں کہ یہ لوگ تیاری کرتے ہونگے لڑائی کی برابر کرتے ہونگے صفوں کو
جب اقامت کہی جائیگی نماز کی پھر تب اُترینگے عیسے ابن مریم علیہ السلام
پھر امامت کرینگے انکی پھر جب دیکھیگا اُنکو دشمن اللہ کا گھل جائیگا جیسا
گھلتا ہی نمک پانی میں پھر اگر چھوڑ دیں اُسکو عیسیٰ تو گھلتا چلا جاوے یہان
تک ہلاک ہوجاوے ولیکن ماریگا اُسکو اللہ ہاتھ سے عیسے کے پھر دکھائیگا
عیسے لوگونکو خون اُسکا نیزہ میں اپنے روایت کیا اسکو مسلم نے اور روایت
ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بیشک نہیں قائم ہوگی قیامت
جبتک نہ بانٹی جاوے میراث اور نہ خوش ہوں غنیمت سے پھر کہا دشمن جمع کریں گے
لشکر مقابلہ کو شام والوں کے اور جمع کرینگے لشکر واسطے مقابلہ انکے اہل اسلام یعنی

والله لينزلن ابن مريم عليه السلام حكما
عادلا فليكسرن الصليب وليقتلن الخنزير
وليضعن الجزية وليتركن القلاص فلا يسعى
عليها ولتذهبن الشحناء والتباغض والتحاسد
وليدعون الى المال فلا يقبله احد رواه
مسلم زاد في رواية الشيخين حتى تكون
السجدة الواحدة خيرا من الدنيا وما فيها
ثم يقول ابو هريرة فاقرؤا ان شئتم وَاِنْ
مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ
مَوْتِهٖ الاية كذا في المشكوة في باب نزول
عيسى عليه السلام وفي رواية ابي داؤد
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
ليس بيني وبينه يعني عيسى نبي وانه نازل
فاذا رايتموه فاعرفوه فانه رجل مربوع
الى الحمرة والبياض ينزل بين ممصرتين
كان راسه يقطر وان لم يصبه بلل فيقاتل
الناس على الاسلام فيدق الصليب ويقتل
الخنزير ويضع الجزية ويهلك الله في زمانه
الملل كلها الا الاسلام ويهلك المسيح الدجال
ثم يمكث في الارض اربعين سنة ثم
يتوفى ويصلي عليه المسلمون ٭

وعن النواس بن سمعان رضي الله عنه
بعد ذكر حديث طويل قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم فبينما هو كذلك
اذ بعث الله المسيح ابن مريم عليه السلام

قسم اللہ کی البتہ نازل ہونگے مریم کے بیٹے علیہ السلام حالانکہ حاکم عادل
ہونگے پھر توڑینگے صلیب کو اور مار ڈالینگے سور کو اور موقوف کریں گے
جزیہ کو اور چھوڑ دینگے جوان اونٹنی کو پھر نہیں سواری کریں گے اسپر اور
البتہ چلی جائیگی آدمیوں کے درمیان سے دشمنی اور دشمن رکھنا
ایک دوسرے کو اور البتہ بلائے جائینگے مال لینے کو پھر نہیں قبول
کریگا اسکو کوئی روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے زیادہ کیا
روایت میں بخاری و مسلم کے یہانتک کہ ہوگا ایک سجدہ بہتر تمام
دنیا سے اور جو اسمیں ہی پھر کہا ابو ہریرہ نے پڑھو اگر تم چاہو اور نہیں
کوئی اہل کتاب مگر البتہ ایمان لاویگا اسپر قبل موت اُنکے آخر آیتہ
تک ایسا ہی ہے مشکوۃ کے باب نزول عیسے علیہ السلام میں اور ایک
روایت میں ابو داؤد کے یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا نہیں ہی میرے اور اُنکے درمیان میں یعنی عیسے کے کوئی
نبی اور بیشک وہ نازل ہونے والے ہیں پھر جب دیکھو تم اُنکو تو
پہچانو تو اُنکو بیشک وہ ایک مرد ہیں بانٹے گئے طرف سرخی
یا سفیدی کے اُتریں گے درمیان دو کپڑے رنگ کئے سرخ
مٹی کے معلوم ہوگا کہ سر سے اُنکے قطرہ پسینے کا ٹپکتا ہے اور
اگرچہ نہ پہنچی ہو اسکو تری پھر لڑینگے لوگوں سے اسلام پر پھر توڑیں گے
صلیب کو اور گم نام کریں گے سور کھانیکو اور موقوف کریں گے جزیہ
کو اور ہلاک کریگا اللہ زمانہ میں اُنکے ساری ملتوں کو سوا اسلام کے
اور مارینگے مسیح دجال کو پھر ٹھیریں گے زمین مین چالیس برس پھر
مرجائینگے اور نماز پڑھیں گے اُنکے جنازہ پر مسلمان لوگ ٭

اور روایت ہے نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے بعد
ذکر بڑی حدیث کے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے جس حال میں کہ دجال فتنہ فساد میں ہوگا ناگہاں بھیجیگا
اللہ مسیح مریم کے بیٹے علیہ السلام کو۔

جانب منها في البر وجانب منها في البحر قالوا نعم
يا رسول الله قال لا تقوم الساعة حتى
يغزوها سبعون الفا من بني اسحاق فاذا
جاؤها نزلوا فلم يقاتلوا بسلاح ولم يرموا
بسهم قالوا لا اله الا الله والله اكبر فيسقط
احد جانبيها قال ثور بن يزيد الراوي
لا اعلمه الا قال الذي في البحر ثم يقولون
الثانية لا اله الا الله والله اكبر
فيسقط جانبها الآخر ثم يقولون الثالثة
لا اله الا الله والله اكبر فيفرج لهم
فيدخلونها فيغنمون فبينما هم يقتسمون
المغانم اذ جاءهم الصريخ فقال ان
الدجال قد خرج فيتركون كل شيء و
يرجعون رواه مسلم وهذه الاحاديث
الثلثة في المشكوة في باب الملاحم ٭
وعن جابر رضي الله عنه قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تزال
طائفة من امتي يقاتلون على الحق ظاهرين
الى يوم القيمة قال فينزل عيسى بن مريم
عليه السلام فيقول اميرهم تعال صل
لنا فيقول لا ان بعضكم على بعض امراء
تكرمة الله هذه الامة رواه مسلم
كذا في المشكوة في باب نزول عيسى عليه
السلام وعن ابي هريرة رضي الله عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

جسکا ایک جانب خشکی میں ہے اور ایک جانب دریا میں بولے
ہاں فرمائیے یا رسول اللہ فرمایا نہیں کھڑی ہوگی قیامت جبتک
جہاد نہ کریں اس سے ستر ہزار بنی اسحاق پھر جب آوینگے اُس پر
اُتریں گے پھر نہیں لڑینگے ہتیار سے اور نہ چلاویں گے تیر کہیں
گے نہیں کوئی لایق پوجنے کے مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے پھر
گر پڑیگا ایک جانب دو جانب میں سے کہا ثور بن یزید راوی نے
نہیں جانتا ہوں میں اُسکو مگر فرمایا وہ جانب ان دونوں میں سے جو
دریا کی طرف ہے پھر کہیں گے دوسری بار نہیں ہے کوئی لایق
پوجنے کے مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے پھر گر پڑیگا دوسرا جانب اُسکا
پھر کہیں گے تیسری بار نہیں ہے کوئی لایق پوجنے کے مگر اللہ اور
اللہ سب سے بڑا ہے پھر راہ کشادہ ہوجائیگی واسطے اُنکے پھر داخل ہونگے
اُسمیں پھر لوٹ پاویں گے پھر جس حال میں بانٹتے ہونگے لوٹ کو
ناگہانی آویگی اُنکو آواز پھر کہیگا بیشک دجال نکلا پھر چھوڑ دینگے
ہر چیز کو اور پھریں گے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے اور یہ حدیثیں
تینوں مشکوۃ میں ہیں باب الملاحم میں اور روایت ہے
جابر رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہمیشہ ایک گروہ ہماری اُمت سے لڑا کریں گے حق پر غالب
ہوا کریں گے قیامت کے دن تک فرمایا پھر اُتریگا عیسے
ابن مریم علیہ السلام پھر کہیگا امیر اُنکا آؤ نماز پڑھاؤ ہم لوگوں
کو پھر فرماویں گے نہیں بیشک بعض تمہارا بعضے پر سردار ہے
بزرگی دی اللہ نے اس اُمت کو روایت کیا اس
حدیث کو مسلم نے ایسا ہی ہے مشکوۃ کے باب نزول
عیسے علیہ السلام میں اور روایت ہے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

انه نبي قالوا نعم فدعيت في نفر من قريش فدخلنا على
هرقل فاجلسنا بين يديه فقال ايكم اقرب
نسبا من هذا الرجل الذي يزعم انه نبي قال
ابو سفيان فقلت انا فاجلسوني بين يديه
واجلسوا اصحابي خلفي ثم دعا بترجمانه
فقال قل لهم اني سائل هذا عن هذا الرجل الذي
يزعم انه نبي فان كذبني فكذبوه قال
ابوسفيان وايم الله لولا المخافة ان يوثر على
الكذب لكذبته ثم قال لترجمانه سله كيف
حسبه فيكم قال قلت هو فينا ذو حسب قال
فهل كان من اٰبائه من ملك قلت لا قال
فهل كنتم تتهمونه بالكذب قبل ان يقول
ما قال قال قلت لا قال ومن يتبعه اشراف
الناس ام ضعفاءهم قال قلت بل ضعفاء
هم قال ايزيدون ام ينقصون قال
قلت لا بل يزيدون قال هل يرتد
احد منهم عن دينه بعد ان يدخل فيه
سخطة له قال قلت لا قال فهل قاتلتموه
قلت نعم قال فكيف كان قتالكم اياه
قال قلت يكون الحرب بيننا وبينه
سجالا يصيب منا ونصيب منه قال فهل يغدر
قلت لا ونحن منه في هذه المدة لا ندري ما هو
صانع فيها قال والله ما امكنني من كلمة ادخل
فيها شيئا غير هذه قال فهل قال هذا
القول احد قبله قلت لا ثم قال لترجمانه

کہ وہ نبی ہے بولے ہاں پہر بلایا اگر میں جانتا کہ میں پہنچ سکتا اُسکے پاس
کے پھر آئے ہم سب ہرقل کے پاس تو البتہ دھوتا اُسکے پانو
ہم روبرو اُسکے پہر کہا کون تم میں قریب زیم کے ہی پھر منگوایا
ہیں اُس مرد سے جو دعوے کرتا ہے کہ بیشک وہ نبی ہے کہا
کہا ابو سفیان نے کہا میں نے میں ہوں پھر بٹھلایا مجھکو
رُوبرو اپنے اور بٹھلایا ساتھیوں کو ہمارے پیچھے پھر بلایا
ترجمہ کرنیوالیکو اپنی زبان کے پہر کہا کہہ ان سب کو کہ بیشک
میں پوچھوں گا اس ابوسفیان سے حال اُس مرد کا جو
دعوے کرتا ہے کہ بیشک وہ نبی ہے پہر اگر جھوٹھ کہے
تو تم سب جھٹلا دیجیو اسکو کہا ابو سفیان نے قسم ہے اللہ
کی اگر نہ ہوتا ڈر اس بات کا کہ نقل کیا جائیگا مجھ سے جھوٹ
البتہ جھوٹ کہتا میں ہرقل سے پہر کہا ترجمان کو اپنے پوچھ
اسکو کیسی ہے ذات اُسکی تم میں کہا ابوسفیان نے کہا میں
نے وہ ہم میں ذات والا ہے کہا ہرقل نے پہر کیا ہوا ہے
باپ دادوں میں اُسکے کوئی بادشاہ کہا میں نے نہیں کہا
پہر کیا تم تہمت دیتے تھے اُسکو جھوٹ کی پہلے اس دعویٰ
کرنے نبوت کے کہا کہا میں نے نہیں کہا اور جو لوگ تابع
اُسکے ہیں لوگوں میں اشراف لوگ ہیں یا کم ذات انہیں کہا کہا
میں نے بلکہ ضعیف اُنکے کہا کیا بڑھا کرتے ہیں یا کم ہوتے
ہیں کہا کہا میں نے نہیں بلکہ زیادہ ہوتے ہیں پوچھا کیا پھر جاتا
ہے کوئی اُنمیں سے دین سے اپنے بعد اُسکے کہ پڑے اُسمیں بسبب بُرا جاننے
لوگوں کے دین کو اُسکے کہا کہا میں نے نہیں پوچھا پہر بھلا تم لوگ
لڑتے ہو اُس سے کہا میں نے ہاں پوچھا کسطرح ہوتی ہے لڑائی اُسکی کہا
ہمیں ہوتی ہے لڑائی درمیان میرے اور درمیان اُسکے مانند ڈول کے کہ پاتا ہے
ہمسے وہ تکلیف اور پاتے ہیں ہم اُس سے تکلیف کہا پہر عہد توڑتا ہے

فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين
مهزودتين واضعا كفيه على اجنحة ملكين اذا طأطأ
راسه قطر واذا رفعه تحدر منه مثل جمان
كاللؤلؤ فلا يحل لكافر يجد من ريح نفسه
الا مات ونفسه ينتهي حيث ينتهي طرفه فيطلبه
حتى يدركه بباب لد فيقتله ثم ياتي عيسى
عليه السلام قوم قد عصمهم الله منه فيمسح عن
وجوههم ويحدثهم بدرجاتهم في الجنة رواه
الترمذي كذا في المشكوة في باب علامات
الساعة وذكر الدجال وفيه في باب لا تقوم
الساعة الا على شرار الناس عن عبد الله بن عمر
رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم يخرج الدجال فيمكث اربعين فيبعث الله
عيسى ابن مريم عليه السلام كانه عروة بن
مسعود فيطلبه فيهلكه ثم يمكث في الناس سبع
سنين ليس بين اثنين عداوة رواه مسلم
وعن ابن عباس رضي الله عنه قال حدثني
ابو سفيان بن حرب من فيه الى في قال انطلقت
في المدة التي كانت بيني وبين رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال فبينا انا
بالشام اذ جيئ بكتاب من النبي صلى
الله عليه وسلم الى هرقل قال وكان
دحية الكلبي جاء به فدفعه الى عظيم بصرى
فدفعه عظيم بصرى الى هرقل فقال هرقل
هل ههنا احد من قوم هذا الرجل الذي يزعم

پھر اتریگا پوربی سفید منارہ پر دمشق کے درمیان دو
کپڑے رنگ کئے ہوئے گھاس کے رکھے ہوئے ہاتھ اپنے
بازوؤں پر دو فرشتوں کے جب جھکیں گے گراویگا سر اُنکا قطرہ
اور جب سر کو اٹھاویں گے گریگا اُس سے مثل دانہ چاندی کے جیسے موتی
نہیں حلال ہے کافر کو کہ پاوے ہوا پھونک کی اُن کے
مگر مر جاوے اور پھونک اُنکی پہنچے گی جہاں پہنچے گی نگاہ
اُنکی پھر تلاش کریں گے دجال کو یہاں تک کہ پاویں گے
اُسکو باب لد میں پھر ماریں گے اُسکو پھر آوینگے عیسےٰ علیہ السلام
کے پاس وہ لوگ کہ بچا رکھا اُنکو اللہ نے دجال سے پھر ہاتھ پھیریں
گے چہروں پر اُنکے اور بیان کریں گے اُن سے مرتبہ اُنکے جنت
میں روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے ایسا ہی ہے مشکوۃ کے
باب علامات قیامت اور ذکر دجال میں اور ایسا ہی ہے مشکوۃ
میں بیچ باب بیان نہیں قائم ہوگی قیامت مگر اوپر برے لوگوں
کے روایت ہے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا فرمایا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکلیگا دجال پھر ٹھیریگا چالیس
دن پھر بھیجیگا اللہ عیسےٰ ابن مریم علیہ السلام کو گویا وہ عروہ
ابن مسعود ہیں پھر ڈھونڈیں گے پھر ہلاک کریں گے اُس کو
یہ پھر ٹھیریں گے لوگوں میں سات برس نہ رہے گی دو شخصوں
میں عداوت روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے اور روایت ہے
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہا مجھے ابوسفیان ابن حرب نے روبرو
ہمارے کہا ابوسفیان نے گیا میں اُس مدت میں کہ تھی میرے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں صلح ہم تھے ملک شام
میں ناگہاں آیا خط جانب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرقل کی طرف اور
دحیہ کلبی لایا تھا اُس کو پھر پہنچایا دحیہ نے سردار کو بصریٰ کے پھر بھیجا اُسکو
سردار بصریٰ نے طرف ہرقل کے پھر کہا ہرقل نے کیا یہاں کوئی قوم میں سے اُس مرد

ولم الت اظنه منكم ولو انى اعلم انى اخلص اليه
لاحببت لقاءه ولو كنت عنده لغسلت عن
قدميه وليبلغن ملكه ماتحت قدمى ثم دعا
بكتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقرأه
متفق عليه كذا فى المشكوة فى باب علامات
النبوة * تمت اربعين فى احوال المهديين

اور نہیں گمان تھا مجھکو کہ تم میں نکلیگا اور اگر میں جانتا کہ میں پہنچ سکونگا اُسکے پاس
شوق رکھتا ملاقات کا اُسکی اگر ہوتا میں اُسکے پاس تو دھوتا اُسکے پانون
اور البتہ پہنچیگی حکومت اُسکی اُس ملک پر جو نیچے میرے قدم کے ہے پھر منگوایا
خط رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پھر پڑھا اسکو روایت کیا اسکو بخاری
اور مسلم نے ایسا ہی مشکوۃ کی باب علامات النبوت میں *
تمام ہوا رسالہ اربعین کا جو بیان میں ہے احوال مہدیوں کے

تمت

نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتۡحٌ قَرِيۡبٌ

رسالہ دعوت

از تالیف لطیف جناب مولنا مولوی ولایت علیصاحب مرحوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے اللہ تجھکو سب قدرت ہی تو ایسا کرم کر کہ اس رسالہ کو سُن کر ہمارے جتنے بھائی مسلمان ہیں اُنکے دل کے شُبھے اور وسواس سب جاتے رہیں اور گروہِ محمدی میں داخل ہو جاویں کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیدھی راہ نجات کی اُنکے ہاتھ لگے اور درود ویسے نبی پر اور اُنکی آل واصحاب پر آمین یارب العالمین - جو لوگ ہوشیار ہیں وے جو کام کرتے ہیں پہلے اُسکے اول وآخر ابتدا انتہا کو سوچ لیتے ہیں اور ہر جگہ موافقت و مخالفت لڑنے مارنے میں بے تکلف قدم نہیں رکھتے اُنکی خدمت میں یہ عرض ہے کہ بعضے شخصوں کی عادت ہے کہ صاحب دعوت کی بات کو اُسکے رُوبرو قبول نہیں کرتے اُنکے واسطے یہ رسالہ لکھا گیا - کہ تنہائی میں اسکو خوب انصاف اور تامل کی نظر سے دیکھیں اگر کچھ اپنے کام کا پاویں اور اپنے دین و دُنیا کی منفعت سمجھیں تو اُسپر چلیں ایسا نہ کریں کہ مارے خفگی کے پُورا نہ دیکھیں کیونکہ عاقلوں کا قول ہے کہ بات دشمن کی بھی سُن لینی چاہیئے پھر اگر پسند نہ آوے تو ماننے نہ ماننے کا اختیار اپنے ہاتھ ہے ایسا نہ ہو کہ کسی وقت پچھتاویں کہ فلانے کی بات کیوں نہ سُنی - اور یہ باتیں محض خلق کی خیرخواہی کو لکھی ہیں کہ لوگوں کو فائدہ ہووے اور ہمیں ثواب ملے اور کسی کا دل تنگ نہ ہو کہ اس میں باتیں دعوے اور حکومت کی نہیں سو موقوف سننے والے کی مرضی پر ہے اور بحث و تکرار کے لائق ہی باتیں نہیں دل ہی میں انصاف اور تامل کے لائق ہیں اس رسالے میں تھوڑا سا وہ احوال امام وقت کا ہے کہ جس کی

قل له انى سالتك عن حسبه فيكم فزعمت انه
فيكم ذو حسب وكذلك الرسل تبعث فى
احساب قومها وسالتك هل كان فى اباۓه
ملك فزعمت ان لا فقلت لو كان من اباۓه ملك
قلت رجل يطلب ملك اباۓه وسالتك عن
اتباعه الضعفاء هم ام اشرافهم فقلت بل
ضعفاۓهم وهم اتباع الرسل وسالتك هل
كنتم تتهمونه بالكذب قبل ان يقول ما
قال فزعمت ان لا فعرفت انه لم يكن ليدع الكذب
على الناس ثم يذهب فيكذب على الله وسالتك
هل يرتد احد منهم عن دينه بعد ان يدخل
فيه سخطة له فزعمت ان لا وكذلك الايمان
اذا خالط بشاشة القلوب وسالتك هل يزيدون
ام ينقصون فزعمت انهم يزيدون وكذلك
الايمان حتى يتم وسالتك هل قاتلتموه فزعمت
انكم قاتلتموه فتكون الحرب بينكم وبينه سجالا
ينال منكم وتنالون منه وكذلك الرسل
تبتلى ثم تكون لها العاقبة وسالتك هل يغدر
فزعمت انه لا يغدر وكذلك الرسل لا تغدر
وسالتك هل قال هذا القول احد قبله
فزعمت ان لا فقلت لو كان قال هذا القول
احد قبله قلت رجل ائتم بقول قيل قبله
قال ثم قال بما يامركم قلنا يامرنا بالصلوة و
الزكوة والصلة والعفاف قال ان يك ما
تقول حقا فانه نبى وقد كنت اعلم انه خارج

[illegible]

کہہ سکو کہ میں نے پوچھا تجھ سے ذات اسکی تو تو نے جواب دیا
کہ بیشک وہ تم میں شریف ہے اور ایسے ہی رسول لوگ پیدا کیے جاتے
ہیں اشراف قوم میں اپنے اور پوچھا میں نے تجھ سے کہ کیا باپ
دادوں میں اسکے کوئی بادشاہ ہوا ہے تو جواب دیا تو نے کہ نہیں پھر کہا
میں نے اپنے دل میں اگر ہوتا باپ دادا اسکا بادشاہ کہتا میں اپنے دل میں کہ
یہ شخص چاہتا ہے ملک اپنی باپ دادوں کا اور پوچھا میں نے تجھ سے اُس کے
تابعداروں کا حال کہ کم ذات ہیں قوم کے یا اشراف قوم کے تو کہا تو نے
بلکہ ضعیف قوم کے ہیں اور ایسے ہی ہوتے ہیں تابعدار لوگ رسولوں کے
اور پوچھا میں نے بھلا تم لوگ تہمت دیتے تھے اوسکو جھوٹ کی پہلے اس دعویٰ
کرنیکے تو جواب دیا تو نے کہ نہیں تو سمجھا میں نے کہ ایسا نہوگا کہ چھوڑ دیگا جھوٹ
باندھنا لوگوں پر پھر جائیگا پھر جھوٹ باندھیگا اللہ پر اور پوچھا میں نے
تجھ سے کیا پھر جاتا ہے کوئی اُن سے دین سے اپنے بعد اسکے کہ داخل
ہو دین میں بسبب بُرا جاننے لوگوں کے دین کو اس کے تو جواب دیا
تو نے کہ نہیں اور ایسا ہی ہے ایمان جب ملتی ہے بشاشت اسکی
دلوں کو اور پوچھا میں نے تجھسے کیا زیادہ ہوتے ہیں یا کم تو جواب دیا تو نے
کہ وہ زیادہ ہوتے ہیں اور ایسا ہی ہے ایمان جبتک پورا نہ ہو لے اور
پوچھا میں نے تجھسے تم لوگ لڑتے ہو اُس سے تو جواب سے معلوم ہوا کہ تم لوگ
لڑتے ہو اس سے پھر ہوتی ہے لڑائی درمیان تمہارے اور درمیان اسکے
مانند ڈول کھینچنے کے لیتا ہے وہ تم سے اور لیتے ہو تم اس سے اور ایسا ہی
حال رسولوں کا کہ جانچے جاتے ہیں پھر ہوگا اُسی کا آخر غلبہ اور پوچھا میں نے
تجھسے کیا عہد توڑتا ہے تو جواب دیا تو نے کہ وہ عہد نہیں توڑتا ہے اور ایسا ہی ہے حال
رسولوں کا کہ عہد نہیں توڑتے اور پوچھا میں نے تجھسے کیا کہی ایسی بات کسی نے پہلے
اسکے تو جواب دیا تو نے کہ نہیں تو کہا میں نے اپنے جی میں اگر کہی ہوتی ایسی بات
کسی نے آگے اسکے تو کہتا میں اپنے دل میں یہ شخص تقلید کرتا ہے اس بات کی جسے کہا پہلے
نے اسکے کہا ابو سفیان نے پھر کہا کیا حکم کرتا ہے تمکو کہا ہمنے حکم کرتا ہے نماز اور

اور دعوت حضرت نے خلائق میں اس طرح کی کہ اے مُسلمانوں قرآن اور حدیث تم لوگوں کے پاس موجود ہے
اسمیں اللہ کا حکم اور رسول کی تعلیم اور صحابہ کی وضع خوب صاف صاف لکھی ہوئی ہے اُس پر چلو اور ماسوا اس کے
سب موقوف کرو اور طور اپنے خاندان کا اور رسوم باپ دادوں کی اور وضع پیر اُستاد کی اختیار مت کرو اور فرمایا
کہ سوائے اللہ کے تمھارا کوئی دوسرا مالک نہیں اَوروں کا پُوجنا چھوڑ دو۔ ناحق غفلت میں پڑے ہو مضبوط
دین یہی ہے اسمیں اگر کچھ ہم میں خلاف پاؤ تو تم ہم کو پکڑ لو اور اگر ہم تم میں کچھ خلاف پاویں تو تمکو پکڑ لیں انصاف
شرط ہے کہ جب تک پَرتو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسی پر پُورا نہ ہووے تب تک اتباع سنت کہاں
دل میں جگہ پکڑے جو اُن پر اعتراض کرتے ہیں حقیقت میں وہ اعتراض پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوجاتا ہے
اگرچہ بعضے لوگ نہیں سمجھتے جسوقت آواز دعوت کی ملک ہندوستان میں بلند ہوئی تمام ملک کے لوگ پروانے کی
طرح اس شمع ہدایت پر ہجوم کرنے لگے یہاں تک کہ ایک ایک روز میں دس دس ہزار آدمیوں کی بیعت
ہونے لگی روز بروز اُنکا گروہ بڑھتا گیا اور ہزارہا انسان اپنا دین چھوڑ کر اسلام سے مشرف ہوئے اور ہزارہا
لوگوں نے مذہب باطلہ سے توبہ کی پانچ چھ برس کے عرصے میں ہندوستان میں تیس لاکھ آدمیوں نے حضرت سے بیعت کی اور قریب
لاکھ آدمیوں کے سفر حج میں بیعت سے مشرف ہوئے۔ ان سب لوگوں میں ہزارہا عالم ہیں اور ہزارہا
عاقل اور سینکڑوں حافظ ہیں اور سینکڑوں مُفتی۔ اور بہتیرے جہاں دیدہ ہیں اور بہتیرے کار آزمودہ اس
سے صاف ظاہر ہوا کہ اللہ کے حضور میں اُنکی بڑی مقبولیت اور تائید ہے۔ کہ تمامی خلایق کا دل اُنکی طرف
بے اختیار کھنچا جاتا ہے اور بے قرار ہو کر مُرید ہوتے ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب اللہ کسیکو اپنا
مقبول کرتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السّلام کو حکم ہوتا ہے کہ تمام ملائک و انسان میں پکار دو کہ اس بندہ
کو ہمنے دوست رکھا ہے تم سب اسکو دوست رکھو پھر تمام خلائق مثل پروانہ اُسپر ہجوم کرنے لگتے ہیں بھلا غور
تو کیجئے کہ اُسکے آثار حضرت پر ظاہر ہیں یا نہیں۔ یا اُس حدیث میں کچھ شک ہو تو وہ فرمائیے اور نہیں تو
جان بُوجھ کر انکار کرنا خدا کو غضب میں لانا ہے بلکہ حضرت کا پرتو اُنکے خلفائے مخلصین پر موجود ہے اگر کسی نے
حضرت کو نہ دیکھا ہو تو اُنکو دیکھ لے پھر جب حق دعوت کا ملک ہندوستان میں ادا ہو چکا۔ تب بطریق
اپنے نبی کے تابعین کے ساتھ ارادہ ہجرت کا فرمایا پھر جس مقام پر یہ قافلہ متبرکہ وارد ہوتا تھا۔ وہاں کے تمام
اطراف کے لوگ صورت دیکھنے بے اختیار ہو کر آتے تھے اور نہایت عقیدت سے بیعت کرتے تھے
باوجودیکہ نہ کبھی کی واقفیت نہ آگاہی بلکہ زبان بھی اُنکی نہ سمجھتے تھے اسیطرح اللہ نے تمام ہند و خراسان کے
لوگوں کو مطیع بیعت کر دیا اس طرح سُنت رسول اللہ کے مطابق آجتک کسی کو ہجرت کرتے نہ سُنا تھا۔
سُبحان اللہ حق تعالیٰ نے اپنے رسول کا کیسا پیرو کامل پیدا کیا بعد اُس کے محض اللہ پر توکل کر کے جہاد شروع کیا

تحقیق کے واسطے حضرت کے حضور میں جانا کچھ ضرور نہیں بلکہ اپنے شہر و دیار میں جہاں ہووے اُسکو تحقیق و تامل کرے - یہہ
باتیں موجود پاویگا لیکن انصاف شرط ہے **احوال امیر المؤمنین کا** - حضرت کے پہچاننے کو تھوڑی سی عقل
سیدھی اور تھوڑی سی واقفیت حدیث سے چاہیئے کہ اکثر اولیاء اللہ کو پر تو بعضے انبیاء علیہم السلام کا عنایت ہوتا ہے ہمارے
حضرت کو اللہ نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پر تو عنایت کیا اور گروہ پر حضرت کے صحابہ کا پرتو ڈالا کہ لوگوں کے
دل میں محبت اتباع سنت کی اور غیرت ایمان کی حد سے زیادہ ہوئی - اللہ کا دین زیادہ ہونے کے واسطے دل بیقرار
ہونے لگا جب بیقراری حد سے زیادہ بڑھی تو اللہ تعالے نے اُنکے دل میں الہام صادقہ فرمانا شروع کیا اور بشارتیں
دین کہ ہم نے تجھکو امام صاحب اقبال اور اولوالعزم کیا اور دین کے بتانے میں اور حکم شرع جاری کرنے میں صاحب
تاثیر برکت والا بنایا اب تھوڑی سی تیری التفات و توجہ میں لوگوں کو ہم بڑے بڑے عمدہ مقام پر ولایت کے پہونچاوینگے
اور تھوڑی سی محنت میں ہم تجھ کو سردار بناویں گے - اور اکثر ملکوں پر فتح دیں گے - اور جو کوئی تیرے ہاتھ پر
بیعت کریگا اُس کو مَیں آپ کفایت کرونگا - اور رستہ دین کا بتاؤں گا - اور دنیا سے اُس کا دل بیزار کروں گا
اب انصاف سے تامل کیا چاہیئے کہ آثار اُس سچے وعدے کے کس طرح ظاہر ہوتے جاتے ہیں کہ اللہ نے حضرت کو اپنے
نبی کی پیروی کے موافق ولی مادرزاد پیدا کیا - اور الہام و خرق عادتیں چھٹپن سے صادر ہونے لگیں - کسی سے بطور درویشوں
کے کبھی شغل و توجہ و مُراقبہ نہیں سیکھا - اور کتابیں مولویوں کی طرح کسی عالم سے نہیں پڑھیں تمام ملک ہندوستان
اس مضمون سے واقف ہے ازبسکہ حضرت کے سینے پر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم لدنی کا پرتو ہے کہ
بڑے بڑے عالم جاہل و نادانوں کی طرح حضرت سے مسئلے پوچھتے ہیں - کوئی آیت کے معنے دریافت کرتا ہے کوئی
حدیث کے شبہے صاف کرتا ہے - کوئی فقہہ کے مسئلے سمجھتا ہے - کوئی اپنے عقیدے کو صحیح کرتا ہے پھر جب حضرت
کے ایام طفولیت گذرے اور جوانی شروع ہوئی - شوق جہاد کا زیادہ ہوا - چند روز امراے اہل ایمان و صاحب
فوج و سامان کا ساتھ اختیار کیا - کہ شاید اس وسیلۂ ظاہری سے اپنا مطلب ہاتھ آوے اور اللہ کا دین خوب پھیل جاوے
اور اُس کا مخالف مغلوب ہوجاوے - لیکن چونکہ اللہ کو یہ منظور تھا کہ بے مشارکت کسی امیر کے بطور پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے یہ کام غریبوں کے ہاتھ سے بن آوے اور صرف اللہ ہی کی تائید سے اہل حق ہونا اس گروہ کا لوگوں
پر ظاہر ہووے - کسی امیر یا سامان نے حضرت کی رفاقت نہ کی - تب حضرت نے خود بنفس نفیس دعوت بطریق اپنے
پیغمبر کے کی - اور مژدے فتح کے لوگوں میں ظاہر کرنے شروع کیئے - صاحب انصاف کو خوب معلوم ہوتا ہے کہ
اللہ اُن کے دل میں فتح کا الہام کرتا ہے - اور بھی تو غربا صاحب اقبال ہوئے ہیں کہ فقیر سے امیر اور صاحب
فوج و ملک ہوگئے - مگر یہ نہیں ہوا کہ حالتِ غربت میں کسی شخص نے مژدے فتح کے بیان کیئے ہوں
یہ سب آثار صاف الہام آلہی کے ہیں - اب ان سے مقابلہ کرنے والا خدا سے مقابلہ کرنے والا ہے

گوسالہ پرستی پھیل گئی۔ تو آپ بعد از فراغت چلہ تشریف لائے۔ اور لوگوں سے توبہ کروائی۔ حضرت عیسے علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک مدت مدید سے غائب کیا۔ اور آسمان پر اُٹھایا۔ اور جب چاہے گا ظاہر کریگا۔ اور دین کا کام اُنسے لیگا۔ ہمارے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کئی روز غار میں چھپایا۔ اور جنگ میں شکست دی۔ اور شہادت کی خبر شیطان نے جھوٹی مشہور کی۔ کیوں نہو یہ بھی تو پورے اُن لوگوں کے پیرو ہیں۔ اِن سُنتوں سے کیونکر محروم رہیں خلوت کے دن کچھ اللہ کی طرف سے سب کے واسطے برابر مقرر نہیں۔ جسکو اللہ جب تک چاہتا ہے چھپاتا ہے جب چاہتا ہے ظاہر کرتا ہے ہمارے حضرت کی خلوت کوئی حضرت عیسے علیہ السلام کی سی نہ سمجھے کہ کسی سے ملاقات نہیں ہوتی یا ظہور میں اُنکے عرصہ بعید گذر یگا۔ یہاں تو اکثر لوگ جب چاہتے ہیں تھوڑی سی کوشش میں حضرت کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ عرصہ قریب میں مثل خورشید درخشاں کے ظاہر ہوکر عالم کو اپنے انوار ہدایت سے منوّر فرمائیں گے اب ذرا لوگوں کے حال پر بھی غور کیجئے کہ اُنکے دل نیکی اور عبادت کی طرف خود بخود مائل ہوتے جاتے ہیں۔ اگر کسیکو تھوڑی سی نصیحت کی جائے۔ تو بہت سی مانتا ہے۔ اس سے پہلے زمانے میں اتنا اثر کہاں ہوتا تھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فصل پھرے پر جیسے دوسری ہوا آنے لگتی ہے علاوہ اس کے اللہ نے جو تاثیر اس گروہ متبرکہ کے حلقہ مراقبہ میں رکھی ہے ظاہر و باہر ہے جس نعمت کی آرزو میں ہزارہا شاغل پچاس برس محنت کرتے تھے وہ دولت اس حلقہ میں بیٹھتے ہے ایک لحظہ میں حاصل ہوتی ہے سینکڑوں کو زیارت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی۔ اور کتنوں کو سیر جنت و نار و آسمان و لوح محفوظ کی ہوئی۔ بہتیروں کو کشف قبور و کشف انوار ہوا۔ بعضوں کو مشاہدہ جناب اقدس الٰہی کا میسر آیا یہ سب فائدے اگلے بزرگوں کی خدمت میں بھی ہوتے تھے۔ لیکن اسقدر جلد اور کثرت سے کہاں کتابوں میں سب احوال مذکور ہیں سبب اسکا یہی ہے کہ حضرت کی کرامت اور بزرگی کا یقین زیادہ ہوجائے۔ یہ واردات ایک دو آدمی پر نہیں گذری بلکہ ہزاروں پر سب تو جھوٹے نہیں ہوتے پھر ایسی بات کو جھٹلانا۔ آفتاب کو جھٹلانا ہے ❊

احوال اس گروہ کے بیعت کرنیوالونکا

اثر اس گروہ متبرک کا دریافت کیا چاہیئے۔ کہ جو شخص اعتقاد کے ساتھ اس گروہ میں داخل ہوا اور اُس نے بیعت کی اُسیوقت سے اُسکو دنیا سے نفرت اور عاقبت کا خوف پیدا ہوتا ہے اور دن بدن یہ حالت بڑھتی جاتی ہے اور شرک و بدعت سے محض پاک ہوجاتا ہے اور اللہ کی محبت اور عظمت۔ شرع کی تعظیم و توقیر نماز کا شوق سب اُسکے دل میں جگہ پکڑتے ہیں۔ اللہ کے مخالف اُسکو بُرے لگتے ہیں۔ اگرچہ باپ دادا ہوں یا بیٹا بیٹی یا پیر اُستاد۔ اللہ کا خوف کچھ ایسا دل میں آجاتا ہے کہ اُنکی مروت ہرگز باقی نہیں رہتی اکثر لوگوں نے عمدہ نوکریاں چھوڑدی ہیں۔ حرام پیشہ ترک کردیئے اور کتنے خانمان سے ہاتھ اُٹھا کر محض اللہ کے واسطے نکل پڑے اور اس گروہ کے

پہلے دو سو مجاہدوں سے آٹھ ہزار بیدینیوں پر چھاپہ مارا۔ مال و اسباب بہت لائے ہزارہا بیدین قتل ہو گئے۔
اگر اللہ کی تائید نہ ہوتی تو اتنے ضعیف لوگوں کا ارادہ اتنی بڑی فوج والے پر کیونکر پورا ہوتا اب صاف معلوم ہوا
کہ اللہ انکی طرف ہے اسی طرح کئی لڑائیاں جب فتح ہو چکیں تو مطابق سنت کے اللہ تعالیٰ نے ایک لڑائی شکست
کرا دی کہ بے دینیوں کا دل بڑھے اور یہ بھی رسول ہی کی پیروی ہے کہ ایک سنت میں بھی فرق نہیں پڑتا۔
جس طرح پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ تشریف لیے گئے۔ اور سارے صحابہ بشدت بیمار ہوئے
اسی طرح جب آپ کا ہجرت کا سفر تمام ہوا تو ساتھ کے سارے لوگ ملک یوسف زئی میں بشدت اسی مرض
سے بیمار ہوئے ہر چند صحت و بیماری اپنے اختیار میں نہیں۔ مگر جو شخص تمام اختیاری سنتیں ادا کریگا۔ تو اللہ تعالیٰ بے
اختیاری سنت بھی خود اس سے ادا کروا دیگا ایک خوبی اقبال کی اور تائید اللہ کی یہ دھیان کیجئے کہ اول
تمام ملک یوسف زئی بے حکم طوائف الملوک تھا کفار جس وقت قابو پاتے تھے ظلم کرکے انسے لیجاتے حضرت کے تشریف لیجانے پر انہوں نے
جمعہ اور عیدین کا خطبہ انکے نام مبارک سے پڑھنا شروع کیا۔ پھر چند روز میں وہاں قاضی اور محتسب حضرت
کی طرف سے ہر جگہ مقرر ہوئے۔ حدود قصاص موافق شرع کے جاری ہوا اور لوگوں نے عشر و خراج بھی خوشی سے
دنیا قبول کیا تمام قلمرو یوسف زئی کا حضرت کے اختیار میں آگیا۔ مثل صحابۂ رسول وہاں کی فرمانروائی
کرنے لگے اور داد جہاد کی دیتے۔ پھر چند سردار منافق جنکا نام مسلمانوں کا سا ہے کافروں کے ڈر سے مسلمانی کا
طور چھوڑ کر ان میں ملگئے۔ ہر چند ظاہر میں سامان بہت رکھتے تھے۔ مگر اللہ نے انکو مچھر کی طرح مجاہدوں کے ہاتھوں کے نیچے
ملوا دیا کتنے جہنم کو پہونچے باقی جو بچے وے اپنے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے۔ مال و دولت انکی مجاہدوں کی ہوئی
قلعہ انکے اپنے اختیار میں کرلیئے۔ غرض سارے کفار کے دل میں انکا رعب غالب ہوا۔ اور اپنا ملک تھامنا
انہیں مشکل ہو گیا۔ غور کرو کہ کس طرح اللہ اپنے دوستوں کے الہام کو سچا کرتا ہے اس سے صاف معلوم ہو
کہ اب اسلام کو غلبہ ہوا چاہتا ہے بعد اسکے اللہ رب العالمین نے لشکر اسلام کو شکست دی کہ ایمان والوں کے
دل میں غرور کا میل جمنے نہ پاوے کفاروں کو دھوکہ رہے مسلمانوں کے مرتبوں کی ترقی ہو جاوے قرآن
حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آجتک جتنے انبیا اولوالعزم گذرے ہیں کوئی بغیر شکست کا صدمہ اٹھائے باقی
نرہا ہمارے حضرت کو بھی تو اللہ تعالیٰ نے نیابت انبیاء کی نصیب کی ہے انکے لشکر پہ شکست کیونکر نہ آوے
اسکے اللہ تعالیٰ نے حضرت کو چلہ گذاری و دعا و زاری کے لیئے پہاڑوں میں بلایا اور دشمنوں کی آنکھوں سے
بچایا سچ ہے کہ خلوت بھی اکثر انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام کو اثنار ہدایت میں مچھلی
کے پیٹ میں چھپایا اور کتنے دنوں تک جنگل و بیابان میں رکھا آخر انہیں کی ذات متبرک سے ایک عالم کو ہدایت
ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عین اجراء ہدایت کے وقت کوہ طور پر جانے کے واسطے فرمایا جب یہاں لوگوں

پُورا نہیں نکل آتا۔ لیکن روز بروز کی ترقی سے معلوم ہوجاتا ہے کہ ضرور بالضرور پُورا ابھر لیگا۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ جنکا پرتو ہمارے حضرت پر پڑا ہے اُنکے وقت میں بھی مُنکر یہی کام کیا کرتے تھے قرآن میں سارا مذکور ہے لوگوں کو صحابہ کے پاس جانے سے روکتے۔ اُنکے دینے لینے سے منع کرتے۔ قرآن شریف کا وعظ ہوتے وقت چیخیں مارتے جھوٹ افترا باندھتے۔ بدمذہب لوگوں کو مُنکر صحابی جادوگر مشہور کرتے۔ راستہ میں اشاروں سے بتاتے اُنکے مرنے کی جھوٹی خبریں اُڑاتے اُنکو ٹھٹھوں میں لیتے حجتیں بیجا پیش کرتے۔ کسیکو سکھاتے کہ تم ظاہر میں جاکر اُنکے گروہ میں ملو پھر سب کے سامنے پھر جانا اس میں اُنکا گروہ ٹوٹ جاوے گا۔ اور آپس میں صلاح و مشورہ کرنے کو ایک ایک کے گھروں میں راتوں کو جاتے یہ سب تدبیریں اسیواسطے کرتے کہ انکا گروہ بڑھنے نہ پاوے اللہ نے فرمایا شرک کرنیوالے بڑے احمق لوگ ہیں۔ چاند اللہ کا روشن کیا ہوا ہے ارادہ کرتے ہیں کہ اُسکو شمع وچراغ کی طرح مُنہ سے پھونک کر بجھا دیویں یہ اپنا مُنہ پیٹتے رہیں گے۔ اور وہ پورا ہوجاویگا۔ عقلمندوں کا قول ہے بھاری پتھر کو چُوم کر چھوڑ دیجئے۔ یعنی جس کام کی طاقت نہو تو اُسمیں ہاتھ نہ ڈالیں آدمی کو دیو سے لڑنے کی طاقت نہیں اللہ سے کیونکر مقابلہ کرسکے یہ باتیں قرآن میں مذکور ہیں اعتبار نہ ہو تو دیکھو۔ پھر ذرا انصاف سے غور کرو کہ صحابہ کے احوال میں جسکا حال ملتا ہے وہ حق پر ہے یا منکروں کا سا احوال جسکا ہے وہ حق پر ہے ایک اور غور کیجئے کہ فقط قرآن وحدیث کا ترجمہ اس گروہ کے لوگ بہت پڑھتے ہیں۔ اگر خدا و رسول کے فرمانے پر نہ ہوتے تو اس سے کیا کام رکھتے کچھ اور کتابوں کا چرچہ کرتے اور اللہ اس گروہ کی تائید ایسی کرتا ہے کہ غیب سے بے نشان و گمان اُنکی سرسبزی کا سامان باندھ دیتا ہے خصوصاً جو اہل دعوت ہیں انکے ساتھ تو کھانے پینے سونے بیٹھنے وعظ ونصیحت خوف ڈر میں بلکہ ہر وقت عجب مددگاری اللہ کی معلوم ہوتی ہے کہ جس طرح ایک شہنشاہ زور آور خزانہ اور لشکر کے ساتھ ہمراہ ہے تقریر وتحریر میں تاثیر و دبدبہ کھانے پینے میں برکت لوگوں کے دلوں میں عزت دوست و دشمن سب پر رعب پڑتا ہے اور دل اُنکا اطمینان سے ہمیشہ خوش رہتا ہے سوائے آخرت کے غم کے کوئی غم نہیں۔ سوائے اجرائے طریقہ دین کے کوئی تشویش نہیں سونا جاگنا اُنکا ساری عبادت۔ شب و روز خلق سے بے پروائی اور استغنا رہتا ہے خوشا حال اُنکے یہ احوال جو اس گروہ کی بیعت کرنے والوں کا بیان کیا بہت تھوڑا ہے جو اُن سے ملے اور انصاف کی نظر سے دیکھے حسد سے حق کو نہ چھپاوے تو اُس سے زیادہ اُنکو پاویگا۔ اللہ اس گروہ میں سب کو شامل کرے اور یہ بیعت سب کو عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔ **اس گروہ کے مُخالفوں کا احوال** سُنیئے کہ اول تو اُن لوگوں کو مخالفت حق والوں کی اور تائید شرک و بدعت کی کرنی پڑتی ہے قرآن وحدیث میں تاویل کرتے ہیں۔ حق والوں کی غیبت اور عیب چننے میں رہتے ہیں۔ نماز روزے کا زیادہ چرچہ اُنکو بہت بُرا لگتا ہے۔ افترا کرنا اور

سبب ایک عالم نمازی ہوا - بلکہ اُس گروہ کو دیکھ کر گمراہ کرنیوالے بھی اپنے معتقدوں کو نماز کی تقیید کرنے لگے کہ ہمارے لوگ کہیں ہم سے نہ پھر جاویں - الحمدللہ ہمارا کام اسمیں بھی نکلتا ہے - اور اُنکی بزرگی بغیر اس گروہ میں داخل ہوئے رہنی معلوم - ہر کوئی صاف معلوم کرتا ہے - کہ یہ لوگ دیکھا دیکھی شرما شرمی کہنے لگے اور دل میں اُنکے یہ ہے کہ نہ پڑہیں تو بہتر اسیواسطے نماز کے مشکل مسئلے بے علموں کے سامنے بیان کرتے ہیں کہ گھبرا کر نماز چھوڑ دیں - علاوہ اسکے گلی گلی شرک و بدعت کی تحقیق ہونے لگی - اور رسومات بد پانچ پانچ سو برس کی جہان سے اُٹھنے لگیں - اگر کوئی ادنی مُرید بھی اُس گروہ کا ہے تو اُسکو بھی تین چیزیں لازم ہوتی ہیں - شرک سے بھاگنا - نماز کی قید - شرع کی تعظیم - اللہ نے ایک اور خوبی اسمیں رکھی ہے کہ آدمی شجاع ہو جاتا ہے - سوائے اللہ کے کسی کا خوف نہیں رکھتا - مارنے مرنے پر مستعد رہتا ہے اور جو لوگ اُن سے مقابلہ کرتے ہیں اُنکے دل میں رعب اور ڈر بیٹھ جاتا ہے سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کہ ہم ڈالتے ہیں کفر کرنیوالوں کے دلوں میں رعب - اگر اس گروہ کے دس جوان ہوں تو اُنکے سو کی خبر لیں اور چہرے پر اُنکے ایسا رعب اور دبدبہ برستا ہے کہ منافق دیکھتے ہی پیشاب کر دیتے ہیں اور چوہوں کی طرح بلِ میں چھپتے ہیں اور یہ لوگ اللہ کی رزاقی پر یقین کرتے ہیں اللہ انکو کبھی محتاج نہیں کرتا - روزی بافراغت دیتا ہے اور امیروں کی خوشامد - اور درباروں کی وا وا وی سے بالکل بھاگتے ہیں - مخالف اُنکا کھانا پینا دیکھکر بہت جلتے ہیں - اور جا بجا منع بھی کرتے ہیں کہ انکو کوئی کچھہ نہ دیجیو - لیکن اُنکی روزی تو اللہ کی طرف سے ہے وہ ہرگز موقوف نہیں ہوتی - بلکہ دن بدن دولت کی فراغت اور دنیا کی عزت بڑہتی جاتی ہے اور اپنے حال پر اللہ کی دستگیری ظاہر ظاہر پانے لگتے ہیں - اور تعلیم الٰہی اُنکیطرف مصروف ہوتی ہے سینہ میں وسعت اور علم آنے لگتا ہے - اَن پڑہ قابلوں کا مُنہ بند کرتے ہیں - اور لڑکے بُوڑھوں کو جواب دیتے ہیں کہ پھر اُنسے سوائے خفا ہونے کے دوسرا جواب نہیں بنتا - اور اس گروہ کے لوگوں کی زبان میں اللہ جل شانہ تاثیر عنایت کرتا ہے اور قرآن و حدیث کا مضمون سینے کے اندر کھلجاتا ہی جلد وعظ باتاثیر فرمانے لگتے ہیں کہ ہزارہا انسان انکو سُن کر پاک ہو جاتے ہیں اور تمام علما حیرت کرتے ہیں - کہ جنہوں نے اپنی تمام عمر پڑھنے پڑھانے میں صرف کی اُنکو یہ مضامین نہیں سُوجھتے اور اُنکو طاقت مقابلہ کی تحریر و تقریر میں کسی سے نہیں ہوتی آخر اُنپر جھوٹ افترا باندھتے ہیں پھر تھوڑے دن بعد اُسمیں بھی ذلیل ہو جاتے ہیں - لوگوں پر سچ و جھوٹ کھلجاتا ہے - غور کرو کہ اس گروہ پر اگر کوئی اعتراض ہو سکتا تو یہ افترا کیوں کرتے - اور یہ بھی سمجھو کہ جتنے منافقین ہیں وے ملکر ایک اعتراض نہیں ٹھہراتے اور اُسپر قائم نہیں ہوتے ہر شخص مشرک ایک نئی بات نکالتا ہے مثل مشہور ہے سو سیانے ایک مت اور سو دیوانے سو مت - تقریر میں جلد خفا ہو کر باتیں جہالت کی بکنے لگتے ہیں بھلا حق والا بھی کہیں آجتک تقریر میں غصہ کرتا ہے - اور یہ گروہ دن بدن زیادہ ہوتا جاتا ہے - اور زور پکڑتا ہے ذرا خوب غور کرو کہ پہلے سال میں اور دوسرے میں کتنا فرق ہوا - اور اگلے سال کیا تھا - اور اس سال کیا ہے - چاند یک بیک

آگے نہیں کرتے تھے - وہ بھی حسد کرنے لگتے ہیں اپنا دین آپ ہی بگاڑتے ہیں - جیسے نکٹے کو کوئی نکٹا کہے تو وہ خفا ہوکر اپنا ہاتھ کاٹ کھاوے آگے تو فقط نکٹا تھا - اب حسد کے مارے لُنجا بھی ہوا - اور اُنکو ہنود سے تقریر کی جگہ باقی نہیں رہی - جو شرک کے جواز کی دلیل وہ بیان کرتے ہیں وہی ہندو بھی لاتے ہیں - قائل کیونکر ہوویں بلکہ گروہ محمدی سے مقابلہ کے وقت ہندوؤں کو بھی اپنا شریک کرتے ہیں اور بعضے جو خلقت کو ٹھگ کر کھاتے ہیں یا حرام کی کمائی کماتے ہیں اُنکی روزی کم ہو جاتی ہے - اور اکثروں پر خدا کا غضب دنیا ہی میں ہوا کسی کی تو نوکری گئی - کسیکو بیماری سخت ہوئی - کوئی جان سے گیا - کوئی آفت میں پڑا - لیکن اسکو اکثر لوگ نہیں سمجھتے - یہ تھوڑی آفتیں مخالفوں کی بیان ہوئیں - ورنہ بہت ہیں - اُنہی کے دل سے پوچھا جاوے - اللہ ایسی مخالفت سے سب مسلمانوں کو بچاوے - کہ اس میں دین اور دنیا دونوں کا نقصان ہے - حضرت کے مخالف کئی طرح کے لوگ ہیں ❊

دعوت مولویوں کی

بعضے مولوی کہ جنکو علم پڑھنے سے دنیا کی غرض تھی - اللہ کا حکم چھپاتے تھے اُنکے خیال میں یہ گذرتا ہے کہ اگر حق کو بیان کریں تو لوگ کہیں گے کہ تم آگے کیوں نہیں کہتے تھے - اور اگر بیعت کریں اور تابعدار ہوویں - تو لوگوں میں عزت کم ہووے اور وہ کہیں کہ شاید انکو علم کم تھا جو دوسرے سے سیکھنے گئے - اس واسطے اُن میں سے بھی مخالفت اور اعتراض میں شریک ہوتے ہیں - اُنسے کہیئے کہ آپ تو خود عالم ہیں کہنے کی کیا حاجت آپ جو قباحتیں سمجھتے ہیں یہ ہرگز نہیں - بلکہ نہ جاننے میں قباحت ہے کیونکہ قرآن و حدیث کا چرچہ تمام کمال پھیلگیا - اور شرک و بدعت صاف صاف کھلگیا - اور لوگوں کو یقین ہوگیا کہ اس زمانہ میں اول غفلت بہت تھی - عالم جاہل سبھی اسمیں گرفتار تھے - اب خدا نے وہ پردۂ غفلت اُٹھایا - تو اب جس ظالم کو لوگ یہ باتیں مانتے دیکھتے ہیں - اُسکو حقانی جانتے ہیں - اور آگے سے زیادہ اُسکی عزت کرتے ہیں آپ غور کرکے دیکھئے کہ اِتنے علماء نے حضرت کے گروہ میں بیعت کی اُن میں سے کسی کی بھی عزت کم ہوئی ہرگز نہیں - جو شخص اپنے بھولے ہوئے کا اقرار کرے اُسکی لوگ تعریف کرتے ہیں اور بُرائی پر ہٹ کرے اسکو لوگ بڑا بدباطن بددین جانتے ہیں - بلکہ یوں سمجھتے ہیں کہ اُن ہی لوگوں نے ہمکو گمراہ کر رکھا تھا آخر کو منصف لوگ اس عالم کی عداوت پر کمر باندھتے ہیں - اور اب تو شرک و بدعت و بیعت و امامت کا حال اور دین کی اور باتوں کا سمجھنا بڑے مولوی کے کہنے پر موقوف نہیں رہا - اسواسطے کہ قرآن و حدیث کا ترجمہ ہندی زبان میں ہوگیا - ہر ایک پڑھے اَن پڑھے کو احوال معلوم ہوگیا - اگر قرآن و حدیث پڑھنے کو منع کروگے تو جلد بدنام ہوگے - علاوہ اسکے بُرائی مشرک کی اور حماقت بدعت کرنے والوں کی

جھوٹ بنانا انکا کام ہوتا ہے - اور دل کی تہ میں قرآن و حدیث سے اور اُسکے ترجمہ پڑھنے والوں سے ایک غبار بیٹھتا ہے - معاذ اللہ یہ سب نشانی دوزخ میں پڑنے کی ہے - مرتے ہی وہ شخص جہنم کی آگ دیکھیگا - جسکا شعلہ آسمان سے باتیں کرتا ہے شرارے جیسے بڑے بڑے محل بے تحاشا موج پر موج مارتے چلے آتے ہیں - حق کے منکروں کو جلاتے ہیں رنگ اُسکا سیاہ پانسو برس کی راہ سے آدمیوں کے گوشت کو کھینچ گی - جیسے مقناطیس نہ کوئی یار کہ دکھ سُننے نہ کوئی مددگار کہ وہاں سے نکالے جو دوزخ میں دیکھنے آئیگا - اور ملامت کر جائیگا کہ دین کے مخالفوں کو یہی سزا چاہیئے - اور دنیا میں بھی انکو اسقدر تکلیف ہوتی ہے کہ شب و روز بیفائدہ تشویش اور اندیشہ میں گذرتی ہے کہ عجب لاعلاج لوگوں سے مقابلہ پڑا ہے کہ پہاڑ کی طرح اپنے کام سے نہیں ٹلتے - اسی اندیشہ میں گھبرا گھبرا کر اپنے شیاطین کے پاس راتوں کو دوڑتے ہیں - اور دنیا میں اہلِ حق کے دشمن مشہور ہوتے ہیں اگرچہ آگے بہت عزت و وجاہت رکھتے تھے - لیکن اس گروہ کے مقابلہ میں آتے ہی دینداروں کے سامنے بے عزت ہوگئے - پھر دین کی بات اُنکی کوئی اعتبار نہیں کرتا - اور بسبب افترا کے جھوٹے اور مُفتری مشہور ہوتے ہیں - اور منصفوں کے آگے اُنکے علم اور تقویٰ اور مشیخت کی قلعی کھلجاتی ہے اور اکثر خدا کے اچھے بندے اُن سے دل میں دشمنی رکھتے ہیں - کہ یہی لوگ ہمکو گمراہی بتاتے تھے - اور اب تک اُسی گمراہی پر ہٹ کرتے ہیں اور جو بہت مخالفت میں نامی ہیں - اُنکو یہ بھی تشویش رہتی ہے کہ کوئی مُسلمان گروہِ محمدی کا ہمکو کُتّے کی طرح مار نہ ڈالے اور ہمیشہ اُنکا دل حسد سے جلتا ہے اور یہ جلن دن بدن بڑھتی جائے گی اور کبھی کم نہ ہوگی کہ گروہِ محمدی ہمیشہ بڑھتا ہے - بلکہ تنہائی میں اپنا گوشت اپنے دانت سے کاٹتے ہیں اور لوگوں میں سرخرو ہوکر آتے ہیں - اور جھگڑے کرنے لگتے ہیں اور بدعت اور شرک میں صاف صاف گفتگو نہیں کرتے کہ لوگوں میں مشرک مشہور ہوجاویں گے - اور نہ صاف حق کا پایہ اختیار کرتے ہیں کہ اُس سے تو دل میں عداوت رکھتے ہیں - عجب اضطراب اور بیتابی اُنپر مقابلہ کے وقت ظاہر ہوتی ہے - چور چبوترے سے چڑھا لگا گھبرا کر بولنے - نہ تو اقرار کرتے اور نہ انکار کرتے - مُنہ سے کچھ نکلتا ہے اور دل میں کچھ ہوتا ہے لوگ دیکھ کر ہنسنے لگتے ہیں لاچاری کو جھوٹے خط جھوٹے کاغذ بناتے ہیں جب وہ جھوٹ بھی پکڑا گیا تو اور بھی عزت کم ہوجاتی ہے اور بعضے مارے خوف کے رُوبرو تو اس گروہ کے دوست بنتے ہیں - اور باطن میں دشمن - تنہائی میں کچھ اَور بولتے ہیں - رُوبرو کچھ اَور - جانتے ہیں کہ ہمیں کوئی پہچانتا نہیں - یہ اُنکا گمان ہی گمان ہے ورنہ بات کے لب و لہجے اور چوری کی آنکھوں سے تاڑے جاتے ہیں اور اُنکے ساتھ اُنکے سے منافق جمع رہتے ہیں سو بھی چار دن پھر تھوڑے دنوں میں اپنا ناحق پر ہونا اُنکو صاف کھل جاتا ہے اور دنیا ہی میں اپنے تئیں دوزخی جاننے لگتے ہیں اللہ بچاوے ایسی آفت سے اور بعضے مقابلہ میں آکر جو شرک و بدعت

لوگوں کو پکارنا شروع کرو تمام خلقت تمپر مور و ملخ کی طرح رجوع ہوگی - اور حقیقت میں اللہ رزاق ہے وہ دشمنوں کو دیتا ہے کیا اپنی راہ والوں کو نہ دیگا - جو اس گروہ کے اہل دعوت ہیں اُنکے احوال میں غور کرو کہ باوجودیکہ طمع کسی سے نہیں رکھتے پھر بھی اُنکی ایسی گذرتی ہے کہ تمہاری نہیں - اپنے مریدوں کو اسی بہانے سے بیعت جدید کروالو کہ ہمنے کچھہ اور نعمت حاصل کی ہے - اُس میں بھی تمہیں شریک کریں ان شاءاللہ تعالیٰ سب تمہارے شریک ہوجاویں گے - اور جو مخالفت کروگے تو شرک میں ڈالنا تمہارا جلد لوگوں پر کھُل جاویگا - کہ اب چرچہ شرک و بدعت کی تحقیقات کا بہت پھیلا ہے - اور رسالے اِسکے بیان میں ہزارہا لکھے گئے ہیں - اور تمہارا شرک کرنا بھی ظاہر ہے - کچھہ چھپا نہیں - کہ کسیکو تامل کرنا پڑے - سجدے کرواتے ہو - پاؤں پڑواتے ہو - معبود کہلاتے ہو - مُریدوں کی ڈاڑہی چڑہواتے ہو - شرع والوں کے خلاف کوئی دوسرا مذہب اپنا بتاتے ہو - مٹھائی روپیہ کے بغیر مُرید نہیں کرتے معمول لئے بغیر شجرہ نہیں دیتے - نماز کی تاکید نہیں کرتے - نشہ کی چیزوں کی اجازت دیتے ہو - کنچنیوں سے کچھہ لینے میں مضایقہ نہیں کرتے - ناچ گانا سُننے کو عبادت سمجھتے ہو - مرتے وقت اپنی صورت کا تصور اور مشکلوں میں اپنی یاد بتلاتے ہو جب تک لوگ غفلت میں پڑے تھے - بھلے تھے تو تم تھے - اور بُرے تھے تو تم تھے - لوگ تمہارے پاس آتے تھے - اب تو غفلت کا پردہ اُٹھنے لگا - لوگوں کو شوق تحصیل کا ہوا اور گروہ محمدی سچی راہ بتانے والا پیدا ہوا - اور گلی کوچوں میں اسکا چرچہ پھیلا - اب کس طرح تمہاری بزرگی باقی رہے گی - دھیان تو کیجئے اب کتنے مرید آپ کے پھر گئے - اور گروہ محمدی میں داخل ہوئے - اور یہ چرچہ دن بدن بڑھتا جاتا ہے - ہمکو ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ تھوڑے دنوں میں سارے آپ کے مرید آپ سے پھر جاوینگے اور تم اکیلے رہجاوگے پھر جب سب مرید پھر جاویں گے - تو آپ کو ہم بہت یاد آویں گے - پھر جس روزی کے جانے کا آپ اندیشہ کرتے ہو وہ اندیشہ تو اُسیطرح باقی رہا - اور غور تو فرماؤ آگے تمہارے کتنے مرید تھے - اب کچھہ کم ہوئے ہیں - یا نہیں - لوگ پیسہ خرچ کرکے محنت اُٹھاکر فقط ایمان سیکھنے تمہارے پاس آتے تھے - جب گمراہ کرنے کی تمہاری خبر لوگوں میں مشہور ہوگئی - تو اب بغیر تحقیق کے کوئی کیونکر قدم رکھیگا - مگر چند روز وہ دو چار گانجے کش بدطریق بھیک مانگنے کے ارادے سے تمہارے پاس فقیر ہونے آویں گے - لیکن بے چارے آپ فقیر ہوئے اُن سے تمکو کیا ملتا ہے اور اندیشہ یہ ہے کہ کوئی تمہارا مُرید تم سے بحث کرنے لگ جاویگا - تو تمہیں لاجواب کرکے شجرہ پھینک چلا جاوے گا - اور اگر اس خیر خواہ کی بات پسند آوے تو جلد اس گروہ میں داخل ہوجایئے تاکہ دل میں خلش باقی نہ رہے مثل اُس سپاہی کے جو لکڑی کی تلوار میان میں کر اور لوگوں کو دھوکہ دیکر نوکری کر کھائے لیکن کب تک ہر وقت وہ خطرہ اور اندیشہ کی حالت میں ہے جسدن یہ بات کھلجائیگی نوکری چھوٹ جائیگی اور بےعزت ہوگا سو الگ پس ایسی خطرناک راہ اختیار کرنا اور لوہے کے ہتیار ہوتے ساتے لکڑی کے لگانا - عقلمندی سے نہایت بعید ہے اگر

عقل سے بہی صاف معلوم ہوتی ہے۔ اگر کوئی مولوی اسپر ترغیب دیگا تو عاقل کاہے کو قبول کریگا۔ اور سنیئے
کہ فقط آپ ہی تو مولوی نہیں ہیں۔ ماشاءاللہ اس گروہ میں بھی تو بہت سے مولوی ہیں اور اُنکے ساتھ قرآن
و حدیث اور دلیل عقلی بہی موجود ہے اور آپ کی طرف فقط کچھہ مولوی اور سند باپ دادوں کی اور بہتان آپ
عقلمند اگرچہ اَن پڑھہ ہو بھلا آپ کی مانیگا یا ہماری۔ ایک اور قباحت سنیئے۔ کہ آپ تو حدیث میں دیکھہ چکے
ہیں۔ کہ جو شخص علم کو چُھپاوے گا۔ اُس کو نبی کے قاتل کے برابر عذاب ہوگا۔ بھلا جو علم کو
چُھپاوے اور لوگوں کو بہکاوے اُسکو کیسا عذاب ہوویگا وہ تو خاصا شیطان کا نائب ہوا۔ اور اللہ کے
دربار کا چور بنا۔ ہاں آپ کو اگر علم کا شوق ہے تو اس گروہ میں ملیئے اور غور سے دیکھیئے کہ اَن پڑہے لوگوں کا
اس گروہ میں بیعت کرنے سے کیسا سینہ کُھلگیا ہے۔ اور کس قدر علمی مضامین بھر گئے ہیں آپ تو عالم
ہیں جسوقت آپ اس گروہ میں اعتقاد سے بیعت کرینگے تو سینے میں کیا کچھہ نہیں بھر جاویگا۔ جن قباحتوں کا
آپ کو اس گروہ کے داخل ہونے میں شبہ ہے وہ محض خیال شیطانی ہے اللہ آپ کو اس سے زیادہ
عزت دیویگا۔ اور مخالفت میں دین اور دنیا دونوں برباد ہیں۔ ہمارے نزدیک تو یہی صلاح ہے اور آگے
آپ کی جیسی خوشی۔ اور دو چار منافق جو آپ کے پاس آکر بیٹھے ہیں۔ اور آپ کی باتوں میں شریک ہیں
انکو اپنا دوست نہ جانو۔ حق کو وے بھی پہچان گئے ہیں۔ کچھہ تمہاری باتوں میں وے نہیں بھولے لیکن
خلاف عادت اُنکے نفس پر ناگوار ہے ایکدن ایکدن تمہارے پاس سے بھاگ جائیں گے اور تمکو بُرا کہنے لگیں گے

دعوت مشائخوں کی

بعضے مخالف اس گروہ کے مشائخ ہیں وے اس حال میں ہیں کہ ہماری بزرگی اور روزی فقط پیری و
مریدی پر ہے اور اس کام کا مدار سارا اپنے اور اپنے باپ داداکے پُجوانے پر ہے اگر یہ باتیں چھوڑینگے
تو بے عزت ہو جاویں گے اور آگے کہاں سے کماویں گے۔ وہ دو قسم کے ہیں بعضے وہ ہیں کہ اُنکی معاش
زمین و جاگیر پر ہے شجرہ کی لکھوائی پر موقوف نہیں۔ اُنسے کہا چاہیئے کہ آپ عبث اپنے دین کو تباہ کرتے ہیں
تمہاری روزی تو جاگیر پر ہے وہ تو کوئی چھینے نہیں لیتا۔ اور عزت جو پیرزادگی کی ہے وہ اور زیادہ ہو جاویگی
حقانی پیرزادے مشہور ہوگے۔ اور تمہاری عزت جو بہ نسبت معاش کے ہے۔ جب آپ کسی کے سامنے
کرّوفر کے ساتھ جاتینگا۔ ضرور عزت پائیگا۔ اور عاقبت کی رسوائی اُٹھانے میں اور پھر گروہ محمدی کو چھوڑنے
میں کیا فائدہ۔ اور بعضے وہ مشائخ ہیں جنکی معاش فقط اسپر ہے کہ سارے دن شرک و بدعت بتابتے۔ تو
شام کو کچھہ گھر میں لاتیے اُنسے یہ کہو کہ دہیان تو کرو کہ مرید لوگ اس گروہ میں زیادہ ہوتے ہیں یا اور گروہ
میں اگر راستہ بتانے کا شوق ہے تو اس گروہ میں بیعت کرو اور خلافت لو پھر پورا راستہ اللہ کا سیکھہ کر

چلے جاؤ گے تو آگ سے دوزخ کی کیونکر بچو گے - اسکی مثال یہ ہے کہ ایک مسافر ایک راہبر کے پیچھے چلا جاتا تھا دُور جاکر معلوم ہوا کہ یہ راہبر نہیں ٹھگ ہے یا احمق ہے کہ خود ہی نہیں راستہ جانتا - اَور لوگ راستے جاننے والے پیچھے سے پکارنے لگے - پس اگر اُس راہبر کو چھوڑ اُنکے پیچھے نجاویگا - تو آگے بڑھ کر ہلاک ہو ویگا - اَور دھیان تو کرو کہ وہ ملاّ پیر جو اپنے مُریدوں کو گروہِ محمّدی میں داخل ہونے سے روکتا ہے اسکا سبب یہی ہے نا کہ نیاز و نذر کم ہو جاویگی - اور مرید جب چلے گئے تو پھر عزت کہاں رہی - اِس سے صاف معلوم ہوا کہ وہ مرد نفسانی ہے کہ اپنی دنیا کے لئے دوسروں کو خدا کی راہ سے روکتا ہے - تم کیوں اُسکے کہے سے جنّت کو چھوڑتے ہو - اور خرابی میں رہتے ہو - اَور بڑا خوف ہے کہ مردُود ہو جاؤ گے - تو خوب تامّل کرو کہ پیر اُستاد جو نفسانی ہیں وے خود اللہ کی درگاہ سے مردود ہیں - مردود کسیکو کیا مردود کریگا - اور اُستاد سے کتاب پڑھنے کا مضایقہ نہیں مگر دین رسولِ خدا کا اختیار کیجیے - دین میں اُسکی ہرگز نہ مانیئے - اکثر لوگ کاتہوں سے پڑھنے کو جاتے ہیں مگر کاتہہ نہیں ہو جاتے - اور ماں باپ جسکی محبت پر بہت دہیان رکھتے ہو یہ دنیا تک ہیں - قیامت کو کچھہ کام نہ آئیں گے - قرآن میں فرمایا ہے کہ جو لوگ باپ دادا کے سبب سے یا پیر اُستادوں کے سبب سے حق راہ سے بہکے ہیں - روزِ حشر کو جب یہ غریب پکڑے جاویں گے تو ماں باپ پیر اُستاد سب دُور سے دیکھ کر بھاگ جاویں گے - اور کوئی پاس نہ آویگا - یہ عرض کرینگے کہ اے ہمارے اللہ انہوں نے ہم کو یہ رستہ بتایا تھا ہمنے اُنکے کہنے سے تیرے خاص بندوں کو چھوڑا - اور اُنکے ساتھ بہکے رہے ہمارا ہی عذاب اُنپر کر اور اُنکو دُونا عذاب دے کہ آپ بھی خراب ہوئے - اور دوسروں کو بھی دین سے کھویا - حکم ہوگا کہ ہمارے پاس مت لڑو - تم دونوں دوزخ کے لائق ہو - ہمنے تو دنیا میں تمکو ڈرا دیا تھا - پھر کیوں تم پیروں کے پیچھے چلے اور ہمارے خاص بندوں کا گروہ چھوڑا - آخر باپ دادا پیر اُستاد کچھہ کام نہ آویں گے اور اُنسے ایک دن جھگڑا پڑے گا - لیکن کچھہ فائدہ نہیں - اگر آج اُنسے پھر جاؤ گے - اور اللہ کے رستہ پر آؤ گے - تو ایمان کا فائدہ ہے - اگر وہ پیر اُستاد کچھہ حقّانی ہوئینگے تو خوش ہوئینگے - اگر نفسانی ہیں تو اپنا سر کھاویں گے - تم جنّت کو چلے جاؤ - اور قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے - کہ اول تم ہمارے خاص بندوں میں ملجاؤ اُسکے بعد ہمارے جنّت میں جانا - اور جب تک ہمارے خاص بندوں کے گروہ سے بھاگتے رہو گے جنّت سے دور رہو گے

دعوت دوبارہ بیعت میں مضایقہ کرنیوالوں کی

بعضے بیعت اسواسطے نہیں کرتے کہ ہم ایک جگہ بیعت کرچکے ہیں دوسری جگہ کیوں کریں اسکو سُنو کہ یہ بھی ایک رسم ہندوستان کی ہے کچھہ شرع میں عیب نہیں انصاف کرو کہ سارے اصحابؓ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھہ پر بیعت کی تھی پھر حضرت نے انتقال کیا تو دیکھا کہ حضرت صدیقؓ سے کوئی بہتر نہیں - پھر اُنکے ہاتھ پر بیعت کی - بعد اسکے اسیطرح حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر - پھر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر - پھر حضرت مرتضےٰ علیؓ کے ہاتھ پر

سچا اور سیدھا راستہ بتلاؤ گے۔ تو دین و دنیا دونوں میں اجر پاؤ گے۔ لوگ بھی زیادہ مرید ہونگے اور آخرت میں پیشواؤں کے ساتھ حشر ہوگا۔ اور نہیں تو دھیان کرو دوزخ کی مار کو۔ کہ جسکے فرشتے میں رحم نہیں دل انکے سخت۔ جہاں مارنے کا حکم ہوا بے تحاشا مارنے لگ جاتے ہیں۔ ہرچند پکارو اور التجا و زاری کرو۔ مگر عذاب میں کچھ تخفیف نہیں کرتے

دعوت مخالف کے دوستوں کی

بعضے شخص بعضے مخالفوں کی دوستی کے سبب آپ بھی مخالف بن جاتے ہیں۔ انکو ذرا احوال حشر کا سمجھنا چاہیئے۔ کہ جو لوگ اس گروہ حقانی کی مخالفت کرتے ہیں۔ انکو تو صرف اپنے پیٹ کی فکر ہے دنیا کی عزت کے لیئے عداوت اہل حق کی اور مار عاقبت کی گوارا کرتے ہیں۔ تمکو کیا پڑی ہے کہ دوزخ کی باتوں میں شراکت کرتے ہو یہ لوگ کیا عاقبت میں تمہارے کام آویں گے۔ اگر تم امتحان کرو تو دنیا میں بھی مصیبت کے وقت نہیں کھڑے رہتے وہاں تو کیا کریں گے۔ اور دوست آشنا کی بات کھانے پینے سیر تماشے میں سننی چاہیئے۔ دین و ایمان کو بگاڑنا۔ اللہ والوں سے عداوت بڑھانی۔ قرآن و حدیث میں تقریر کرنا۔ شرک و بدعت پر اصرار کرنا۔ گروہ محمدی میں اپنے کو داخل نہ کرنا۔ بھلا کیا مناسب ہے دنیا کا ہرج تو یاروں کی خاطر سے گوارا کرو۔ دین کا نقصان کرنا کسی عاقل کا کام نہیں۔ اور آشناؤں نے تمہارا کیا کام ایسا کیا ہے۔ کہ جسکی مروت کے سبب اللہ اور رسول کے ساتھ بے مروتی کرتے ہو۔ اب تم خاطر جمع رکھو۔ تھوڑے دنوں میں تم سے اور تمہارے آشناؤں سے پھر دوستی محبت ہو جائے گی۔ صحابہ کا طور یہی تھا۔ کہ ایمان جو لائے سارے آشنا پھر گئے۔ اللہ نے آیت بھیجی کہ گھبرانا نہیں تم سے اور تمہارے لوگوں سے جو اب دشمن ہو گئے ہیں۔ جلد دوستی ہو جاویگی۔ استقامت کرو اپنے دین پر اور صبر سے رہو۔ دوست و آشنا پھر ملیں گے۔ اور فضیلت اس گروہ کی پھر کہاں۔ تم بات مانو اور اپنی سعادت سمجھ کر اس گروہ میں داخل ہو جاؤ۔ اور اگر واقعی تمکو کچھ شبہ کسی نے ڈالا ہے تو معتبر کتاب اور رسالے اس گروہ کے دیکھو۔ اور اللہ کو حاضر ناظر جان کر اس گروہ کے خلفا سے اسکو تحقیق کرو۔ انصاف کی نظر سے دیکھو ان شاء اللہ تعالیٰ شبہ رفع ہو جاویگا۔ مخالفوں کے کہنے کا ہرگز اعتبار نہ کرو۔ کہ اسمیں دغا ہے۔ آخر تم کو یہ لوگ عاقبت سے کھو دیویں گے ◆

دعوت مخالفوں کے مرید اور شاگردوں کی

بعضے لوگ اس واسطے مخالفت کرتے ہیں۔ کہ ان کا پیر یا استاد یا ماں باپ چچا اس گروہ کا مخالف ہے۔ سمجھتے ہیں کہ اگر انکے گروہ میں داخل ہوئے تو پیر سے مردود ہوئے۔ ماں باپ سے زرو رو ہوئے۔ غور کرو کہ پیر تمہارے حقیقت میں محمد رسول اللہ صلعم ہیں۔ جس طرح تم انکا چلن دیکھو ادھر بے تکلف چلے جاؤ۔ عاقبت تمہاری اس میں بخیر گذریگی۔ اور جب تمکو ثابت ہوا۔ کہ پیروں کا چلن تمہارے رسول میں نہیں ملتا پھر ان ہی کے طور

اللہ کے سامنے سب ضعیف ہیں - بھلا تم پہاڑ سے لڑکر دیکھو تو تمھارا ہاتھ ٹوٹتا ہے - یا وہ پھٹتا ہے - اللہ کا حکم ماننے میں کچھ درنگ نہ کرو - اور اگر سچے سپاہی ہو تو نفس شیطان کو مار کر اللہ کے مقبول گروہ میں داخل ہو جاؤ پھر اللہ کے سامنے کافروں سے مقابلہ کرکے داد سپہ گری کی دینا ٭

دعوت حاسدونکی

بعضے بسبب حسد کے اختلاف کرتے ہیں کہ اُن لوگوں کو اس طرح کی نعمت دین و دنیا کی کیوں نصیب ہوئی - اور ہمیں یہ دولت کیوں نہ ملی - مناسب ہے کہ وہ بھی اخلاص سے گروہِ محمدی قبول کریں کہ اللہ تعالےٰ اُنکو نصیب اس سے زیادہ دولت کرے - مثلاً ایک غریب کسی پیشہ والے سے حسد کرے تو کیا فائدہ مناسب ہے کہ وہ بھی کمانے لگے - کہ کچھ اُسکے بھی ہاتھ آوے اور حسد میں زیادہ تر دین و دنیا برباد ہو ویگی ٭

دعوت جاہل غیرت والوں کی

بعضے بہ سبب غیرت جاہلیت کے اس گروہ میں نہیں آتے کہ ہم اُنسے مقابلہ کرتے تھے اور اُنکی مخالفت میں تھے اب کیا اُنکا گروہ قبول کریں تو اُنسے کہو کہ یہ غیرت بہتر نہیں - ابوجہل اور وحشی دونوں دشمنی دین کی کرتے تھے - ابوجہل نے مارے غیرت کے دوزخ اختیار کی - اور وحشی جنے اول حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا تھا اُسنے توبہ کی - اور گروہ محمدی اختیار کیا - اُسکے حق میں آیت قبولیت توبہ کی اُتری - کہ کچھ شرم نہ کرو اللہ کا دروازۂ رحمت کھلا ہے - سو دین کی بات میں کچھ غیرت نہ چاہیئے - جسوقت اتفاق ہو اُسیوقت قبول کریں ٭

دعوت شیعہ کی

بعضے شخص شیعہ مذہب ہیں وہ اسواسطے اس گروہ سے انکار رکھتے ہیں کہ یہ لوگ سنی مذہب ہیں اُنسے کہو سنی اور شیعہ کا اختلاف خلافت اور امامت میں ہے - توحید اور رسالت میں اتفاق ہے - اس گروہ کی دعوت تو شرک چھوڑنے کی طرف ہے اُسکو چھوڑ دیجئے کہ وہ دونوں مذہب میں بد ہے پھر آگے گفتگو فرصت سے کریں گے اور شرک تمھارے مذہب میں بھی جائز نہیں - جیسے بعضے سنی احمق پنے سے گرفتار ہو گئے ہیں - اسیطرح بعضے شیعہ گرفتار ہوئے ہیں اور ہم لوگ حضرت کو فقط خاندان اہل بیت سے سمجھ کر معتقد ہوئے ہیں اور یہ فیض جسکا حضرت دعوے کرتے ہیں وہ بھی اہل بیت کی وساطت سے ہے - صراط المستقیم میں لکھا ہے - ملاحظہ فرمائیے - او حضرت کی خصلت اور عادت ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اُنپر سایہ اہل بیت کا ڈالا ہے - اب جو کوئی روحِ حضرت بتول کو خوش کیا چاہے اور حضرت مرتضےٰ علی کو راضی رکھا چاہے - تو حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرے انشاء اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں اُسکو زیارت سارے ائمہ کی ہو جائیگی - اور شیوہ یزید کا یعنے مخالفت سادات کرام کی اور دشمنی اہل بیت ذوی الاحترام کی ہرگز اختیار نہ کرے وگرنہ اُسکے بھی گلے میں حشر تک طوق لعنت رہے گا - اور بیعت

حضرت پیران پیر کے چالیس پیر ہیں کتابوں میں دیکھو اور اکثر اولیاء اللہ نے بہتوں کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پایا اگر تمہارے اگلے پیر نے تمکو راستہ ہدایت کا بتایا تھا تو وہ بیعت بھی موجود ہے۔ اور اس بیعت کی نعمت اُسپر زیادہ ہوئی اور اگر شرک اور کفر بتایا تھا تو وہ بیعت گئی۔ اچھا ہوا اب اچھی دولت ملی نیک راستہ ہاتھ آیا علاوہ اسکے وہ اگلی بیعت جو آپنے کی تھی۔ وہ بیعت توبہ تھی جو سنّت ہے یہ بیعت امامت ہے جو فرض ہے +

دعوت فاسقوں اور فاجرونکی

بعضے لوگ فسق اور فجور ظلم و بدعت شراب زنا ناچ تماشے میں گرفتار ہیں اُنسے یہ باتیں چھوٹنی اُنکے نفس پر بہت شاق ہیں۔ اور اس گروہ کی بات مخالف نفس کے معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اسمیں تو نفس ٹوٹتا ہے اور حرص اور طمع جاتی رہتی ہے۔ اللہ کا خاصا محکوم بندہ ہو جاتا ہے۔ اِسواسطے مخالفت کرتے ہیں اُن سے یہ کہو کہ ہم ایک تدبیر تبلاویں۔ کہ تم دل سے اور زبان سے اپنے گناہوں کے قائل رہو اور راہ بتانے والوں سے مقابلہ نہ کرو۔ اور اللہ سے دعا کرتے رہو آہستہ آہستہ جتنی بُری باتیں تم میں ہیں۔ فریب۔ دغا بازی۔ ظلم۔ بدعت۔ سرکشی۔ مُنہ زوری۔ مفسدی وغیرہ وغیرہ یہ سب جاتی رہیں گی۔ ظاہر صاف اور باطن تمام عیبوں سے پاک ہو جاویگا۔ اور گناہ پر ہٹ کرنے سے تو آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ قرآن میں اگلے کفّار کا حال دیکھا ہے یا نہیں کہ اوّل وہ ایک گناہ کرتے تھے۔ پہر اُسکو بہت ساحد سے بڑھاتے تھے۔ اور ہٹ کرتے تھے پھر جو کوئی آیتیں سناتا تو اُنکو جھٹلاتے اور جو نبی تبلانے جاتے۔ اُنکو ناحق مار ڈالتے۔ پہر اللہ اُنپر دنیا میں عذاب بھیجتا۔ اور عاقبت کو دوزخ میں پڑتے۔ اور تم خوب تحقیق کرو کہ اِس گروہِ محمدی میں یہ اثر ہے۔ کہ جو اُس میں داخل ہوا اُنکا دل گناہوں سے خود بخود پھر جاتا ہے۔ تم بھی بسم اللہ کرکے آجاؤ۔ اللہ تمہارا بھی دل پھیریگا +

دعوت امیروں کی

بعضے بہ سبب غرور امارت کے یہ باتیں نہیں مانتے کہ ہم امیر ہیں۔ غریبوں کا کہنا اگر مان لیں تو حقارت ہے وہ غلط سمجھتے ہیں۔ اِس واسطے کہ اگر غریبوں کا کہنا ہووے تو تم نہ مانو۔ اگر ان کو اپنے شاہنشاہ کا حکم سمجھو تو بے تکلف مانو۔ کہ خدا کے سامنے سب فقیر ہیں۔ اور وہ غنی ہے۔ اور تمکو مناسب ہے کہ اگر کسی غریب سے خدا کا رستہ سُنو۔ تو اُسکو بہت خلعت اور انعام دو کہ اُسنے مجھکو بڑی ہلاکت سے آگاہ کیا ہے۔ مثلاً کوئی غریب تمہارے دشمن کی خبر لاتا ہے۔ کہ فلانے مقام میں آپہونچے بے سوچے سمجھے نہ جانا۔ تو کیا خوش ہوتے ہو اور اُس کو خلعت دیتے ہو کہ اُسنے ہماری جان بچائی اور یہ نہیں کہتے کہ ہم امیر ہوکر غریب کی بات کیا مانیں

دعوت سپاہیوں کی

بعضے سپہ گری سے نہیں مانتے۔ اُنسے کہو کہ سپہ گری تمہاری۔ ہمارے سامنے مقرر اور بلاشک ہے۔ مگر

رسالہ

تیسیر الصلوۃ

از تصانیف انفف علوم عقلی و نقلی حضرت مولٰنا ولایت علیصاحب مرحوم عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کا بہت ہی بڑا رحم نبی آدم پر ہوا کہ اُسکی ہدایت کیواسطے ایسا رسول مقبول بھیجا کہ جب وہ معراج سے مشرف ہوئے تو نماز پنجگانہ کہ پرتو معراج کا رکہتی ہے ہمارے واسطے بھی حصّہ لیتے آئے - اور درود و سلام ایسے نبی پر اور اُنکے آل و اصحاب پر **فصل نماز کی تاکید کے بیان میں** سُننا چاہیئے کہ نماز دین کے ارکانوں میں سے رُکن عالی ہے قیامت میں اوّل سوال شرک کا ہووے گا - بعد اُسکے نماز کا تارک الصلوٰۃ قریب ہے کہ مشرک ہوجاوے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ؕ ترجمہ - سیدہی کرو نماز اور نہ ہوجاؤ تم مشرکوں میں سے - اگلی اُمّت میں شرک اور کفر اسیطرح پھیلا - کہ اوّل نماز چھوڑ دی فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّھَوَاتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا - ترجمہ پھر پیچھے آئے بعد اُنکے ناخلف کہ تباہ کی نماز اور پیچھے لگے خواہشوں کے سو جلد پڑیں گے گمراہی میں یعنے اگلی اُمت میں لوگ اول اچھے ہوئے بعد اُسکے جو پیچھے ہوئے تو اُنہوں نے پہلا قدم ترکِ صلوۃ میں رکھا - بعد اُسکے اور گمراہیاں شرک وکفر کی پیدا ہوئیں - حدیث میں آیا ہے اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ مَنْ اَقَامَھَا اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ ھَدَمَھَا ھَدَمَ الدِّیْنَ ترجمہ - نماز ستون ہے دین کا جسنے کہڑا کیا اُسکو کہڑا کیا دین کو اور جسنے گرایا اُسکو گرا دیا دین کو - مکان بغیر دیوار و ستون کے کبھی قائم نہیں رہتا - ایمان بغیر نماز کے کہاں رہیگا - تمام صحابہؓ اور گناہ کرنیوالوں کو بے ایمان نہیں جانتے تھے - مگر تارک الصلوۃ کو - عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرَوْنَ شَیْئًا مِنَ الْاَعْمَالِ تَرْکُہٗ کُفْرٌ غَیْرَ الصَّلٰوۃِ - ترجمہ - عبداللہ بن شقیق نے فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لوگ کسی نیکی کا چھوڑنا کفر نہیں جانتے تھے - سواے نماز کے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اَلْعَھْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمُ الصَّلٰوۃُ فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ کَفَرَ - ترجمہ - فرق درمیان ہمارے اور درمیان اُن کفاروں کے نماز ہے سو جسنے چھوڑ دیا اُسکو وہ کافر ہوا - اور کوئی عالم - بے نمازی کا قتل کرنا تجویز کرتا ہے اور کوئی فرماتا ہے کہ دائم الحبس کرو یہانتک کہ مرجاوے کوئی اُسکے ساتھ کھانے کو کوئی اُس کے جنازے کی نماز کو منع کرتا ہے - اِس سے صاف معلوم ہوا کہ ترک صلوۃ کا مرتبہ شرک اور کفر سے لگا ہوا ہے

ائمہ کے وقت میں بھی ہوتی تھی۔ آپ حضرت کو انہیں کا قائمقام سمجھکر بیعت کیجئے۔ اللہ آپ کو ائمہ سے بیعت کرنیکا اجر دیویگا۔ اور ائمہ کے مریدوں میں حشر کو اُٹھاویگا*

دعوت خلفاء کے ہاتھ پر بیعت نہ کرنے والوں کی

بعضے مسلمانوں کا دل بیعت کرنے کو رغبت کرتا ہے مگر اُنکو یہ خیال ہوتا ہے کہ حضرت دور تشریف رکھتے ہیں اور کسی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے میں دل شرماتا ہے۔ حقیقت کو سمجھا چاہیئے کہ جو شخص بیعت محض اللہ کی خوشی کیواسطے کرتا ہے۔ اور دوسری غرض کوئی نہیں متعلق ہوتی۔ تو وہ بیعت حقیقت میں اللہ سے ہوئی ہے اور اللہ کا ہاتھ اُسکے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ قرآن میں یہ خبر مذکور ہے۔ جسوقت سردار ایک ہوا تو اُسکا تمام دنیا کے پاس جانا بھی متعذر اور ساری خلقت کو بُلانا بھی متعذر۔ اسواسطے ضرور پڑا کہ اپنی طرف سے خلفاء جابجا مقرر کرے یا غائب لوگوں کو خطوں میں اجازت لکھ بھیجے۔ جیساکہ صحابہ کے وقت میں بلکہ حضرت کے وقت میں ہوتا تھا۔ پھر غائب مسلمانوں کو بھی ضرور ہوا کہ جب کوئی شخص قابل ہو یا جاہل غریب ہو یا امیر۔ اس سلسلہ کا ہاتھ لگ جاوے تو بے تکلف اُس سے بیعت کرلیں۔ اللہ اُنکو پورا فائدہ گروہِ محمدی کا دیویگا۔ اور جو اس گروہ میں بیعت نکریگا۔ تو کسی مشرک کا مُرید ہونا پڑیگا۔ یا بے پیر مریگا۔ اسواسطے کہ سوائے اس گروہ والیکے اچھا شرک و بدعت سے پاک پیر ملنا بہت دشوار ہے کوئی مشرک آکر ایمان چھین لیجاویگا۔ لیکن۔ یہ فائدے بیعت کے جو سابق مذکور ہوئے۔ جون جون اسلام کا زور اور حضرت کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اُسیطرح کم ہوتے جاتے ہیں۔ ہمنے خوب دیکھا ہے کہ جو فائدے حضرت کے ابتداء نشو و نما میں بیعت کرنیوالے لیگئے وہ ابکے لوگوں کی قسمت میں نہیں۔ لیکن جسقدر اب بھی فائدہ ہے۔ جب اسلام پھیل جاویگا اور یہ دینِ حق رونق پاویگا تو اسقدر بھی لطف باقی نہ رہیگا۔ اللہ سب کو توفیق دیوے کہ جلد اس گروہ مقبول میں داخل ہوکر دین کے سرسبز ہونے اور اللہ و رسول کی رضامندی کی باتیں حاصل کرنے میں شریک ہوویں۔ آمین یارب العالمین*

تمت

یہ رسالہ دعوت کا تصنیف کیا ہوا مولٰنا مولوی ولایت علی صاحب عظیم آبادی رحمۃ اللہ کا ہے۔ جو کوئی اسکو پڑھے گا اور غور کرکے اُس پر عمل کریگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دین و دنیا میں سُرخرو ہوگا اور اُس مالکِ دو جہان کا تابعدار پیارا بندہ کہلاویگا*

سبب اسکا جہالت ہے بعضے معذور عورت کے پاس نہیں جاتے اِس خوف سے کہ غسل ضرر کرتا ہے۔ اور تیمم سے دل کو تسکین نہیں ہوتی یہ محض اُنکا وسواس ہے۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ طہارت اللہ کے حکم سے ہوتی ہے پانی مٹی تو فقط نام کو ہی **مسئلہ** نماز جنازہ اگر تیار ہو تو جلدی کیواسطے تیمم بھی درست ہی اگرچہ پانی موجود ہو **مسئلہ** جہاں نجاست آنکھ سے نہ دیکھے خواہ زمین خواہ گھانس خواہ بوریا رات دن کے بیٹھنے کا ہو یا کپڑا وہاں نماز درست ہی **مسئلہ** جہاں نجاست دیکھے وہاں سجدہ کراہت کر پڑھے اور یہ جو بعضے شخصوں کی عادت ہی کہ ہمیشہ نماز کا بوریا اور وضو کا لوٹا الگ اور نماز پڑھنے کا کرتہ پاجامہ جوتی الگ رکھتے ہیں یہ بدعت ہی اور نماز چہر ایسی ترکیب رسول خدا صلی اللہ علیہ سلم اور اُنکے اصحاب نے باوجودیکہ اُن کو اسباب میسر تھے مگر یہ خرافات نہیں کی کیونکہ کام ایسا کیجئے جو ہر وقت نبھے **مسئلہ** لڑکا جب تک دودھ پر رہے اُس کے پیشاب کو دھونا ضرور نہیں اگر لڑکی ہو تو ضرور ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ سلم نے اِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْأُنْثَى وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ ترجمہ۔ دھویا جاوے پیشاب لڑکی کا اور پانی چھڑکا جائے پیشاب پر لڑکے کے یعنے ایک چلّو اُٹھا کر اُسپر مارا جاوے **مسئلہ** ایک روپے برابر سے کم گوہ پیشاب سب کا معاف ہے کپڑے میں لگا ہو یا تازے میں **مسئلہ** جس جانور کا گوشت کھاتے ہیں اُسکا پیشاب چوتھائی کپڑے تک معاف ہے **مسئلہ** بیٹ میں جس جانور کی بُو نہ ہو پاک ہے جیسے باز جُرا **مسئلہ** جاضرور اور پیشاب کے بعد پانی سے مٹی سے یا کپڑے سے استنجا کرے اور پانی اور مٹی دونوں سے استنجا کرنا سُنّت ہے کچھ ضرور نہیں **مسئلہ** اگر قطرہ آنے کا ڈر ہو۔ تو پیشاب کے بعد ایک چلّو پانی میانی پر چھڑک دے اور جب تری معلوم ہو تو کہے یہ وہی پانی کی تری ہے۔ اور موطا میں مذکور ہے عَنِ الصَّلْتِ بْنِ زُبَيْدٍ اَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْبَلَلِ اَجِدُهُ فَقَالَ اَنْضِحْ مَا تَحْتَ ثَوْبِكَ وَالْهَ صلت بن زبید نے کہا میں نے پوچھا سلیمان بن یسار کو تری سے جو پاتا ہوں کہا پانی چھڑک ازار پر اور چھوڑ دے

فصل نماز فرض کے بیان میں

مسئلہ۔ اگر نماز کا وقت تنگ ہو یا کام بہت ضروری ہو کہ بدون اُسکے گذران نہ ہو سکے یا نمازی بوڑھا یا بے وقوف ہو کہ بہت سے الفاظ یاد نہیں کر سکتا۔ تو نماز کو مختصر کرے۔ مگر چھوڑ نہ دے اور طرح اختصار کی یہ ہے کہ ایک سورۃ الحمد لله کی پڑھ کر رکوع وسجود میں اللہ کا نام لے۔ اور بیٹھنے میں تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے **مسئلہ** اگر نمازی نو مسلم ہے یا بدزبان تو کسی جماعت کے پیچھے چپکا کھڑا ہو رہے پھر رکوع وسجود میں شریک ہو اور جماعت نہ ملے تو جس طرح اللہ کا نام ادا ہو اُسیطرح ادا کرے مگر چھوڑ نہ دے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَتَوَضَّأْ كَمَا اَمَرَكَ اللّٰهُ ثُمَّ تَشَهَّدْ فَاَقِمْ فَاِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْاٰنٌ فَاقْرَأْ وَاِلَّا فَاحْمِدِ اللّٰهَ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ ثُمَّ ارْكَعْ۔ ترجمہ۔ جب تو کھڑا ہو نماز کو

بے نمازی کا ایمان کاغذ کی ناؤ - آج نہ ڈوبی - کل ڈوبی - خلقت بہت بے نمازی ہوگئی - سو اس میں دو قسم کے لوگ پکڑے جاویں گے - ایک تو وہ لوگ جو دنیا کے سارے کام کریں - لیکن نمازیں اُنکی کمر توڑتی ہے - دوسرے اس میں بعضے مُلّا بھی پکڑے جاویں گے - جنہوں نے نمازیں سینکڑوں طرح کی مشکلیں ایجاد کرکے اَن پڑھے کام کاجی لوگو نپر نماز بھاری کردی - اسواسطے ضرور ہوا کہ نماز کی آسانی کے مسئلے لکھدیجئے - کہ کسی وقت تنگی میں کسی سے نماز نہ چھوٹے - اور ایمان نہ جاوے نام اس کتاب کا **تیسیر الصلوۃ** رکھاگیا -

فصل پانی کے بیان میں

یہ رسالہ نماز کی آسانی کے بیان میں ہے اسواسطے مناسب ہے کہ پانی کا بھی آسان مسئلہ اسمیں لکھدیجئے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو حنفی مذہب کے پیشوا تھے - اُنہوں نے جواب میں سوالات عشرہ کے لکھا اور وہ جواب اور سوال ہندوستان میں مشہور ہیں - کہ اس دیار میں پانی کے مسائل مشہورہ پر چلنے میں خلقت کو تنگی بہت ہوتی ہے اسواسطے جائز ہے کہ اَور علماء نے آسان مسئلے جو حدیث کے موافق لکھے ہوں انپر چلیں اور ہرگز دل میں شک نلاویں **مسئلہ** یہ ہے کہ پانی اگر دو بچھال سے کم ہو - اور اُس میں تھوڑی نجاست جا پڑے تو ناپاک ہووے گا - اور جو دو بچھال ہو یا زیادہ اور اُس میں نجاست پڑے تو ناپاک نہیں ہوتا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اَلْمَاءُ اِذَا كَانَ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ ترجمہ - پانی جب ہووے دو بچھال تو نہ اُٹھاوے نجاست کو مگر جب نجاست کی بو یا رنگ یا مزا پانی میں پیدا ہو پھر کتنا ہی پانی زیادہ ہو ناپاک ہے اُس پانی کو نکالا چاہیئے یہانتک کہ نجاست کا رنگ و بو و مزا جاتا رہے ✦

فصل طہارت کے بیان میں

مسئلہ غسل میں تین دفع بدن پر سے پانی بہانا سُنت ہے اور جو پانی کم ہو - یا زیادہ بھیگنے میں بدن کے تکلیف یا ضرر ہو تو ایک ہی دفع بدن کو اتنا ترکرے کہ دو چار قطرے ٹپک کر نیچے گریں اور ایک دفع کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے - تو فرض اَدا ہو جاویگا - اور اُسی ضمن میں وضو بھی ادا ہو جاویگا **مسئلہ** وضو میں ایک دفع مُنھ اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھونا کہ ایک دو قطرے ٹپکیں اور سر کا مسح ضرور ہے اور تین تین دفع سنت ہے **مسئلہ** غسل اور وضو کی نیّت بدعت ہے مُلّاؤں نے بنائی - غضب تو یہ کیا کہ ہاتھ دھونے کی جدا اور پاؤں کی جدا اور مُنہ کی جدا - لوگ اِتنا نہیں سمجھتے کہ نیت دل سے علاقہ رکھتی ہے - نہ مُنھ سے - وضو میں اول بسم اللہ کہنے کی بڑی تاکید حدیث میں وارد ہوئی ہے حاجت غسل کی ہو یا وضو کی اور پانی موجود نہ ہو - یا ضرر کرتا ہو تو بے تکلف غسل یا وضو کے بدلے تیمم کرے کہ اللہ کا حکم ہے **بعضے وسواسی** نماز جو ایمان کا ستون ہے کھوتے ہیں مگر غسل کا تیمم نہیں کرتے

پڑھا لیتے اُس کو **مسئلہ** اگر دشمن کا خوف ہو تو گھوڑے کی سواری میں یا آپ چلتے میں پڑھے اگرچہ رُخ قبلہ کی طرف نہ ہو یہ آسان مسئلے نماز کے اس واسطے بیان ہوئے کہ تنگی کے وقت نماز کسی کی کبھی نہ چھوٹے اور جب خاطر جمع ہووے تو نماز میں دیر کرے اور دعا میں معمولی اور سورتیں بڑی بڑی پڑھا کرے کہ بغیر ضرورت کے عبادت سرسری مقبول نہیں ہوتی فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَا اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۔ ترجمہ۔ سو اگر ڈر و تم تو نماز پڑھو چلتے یا سواری پر پھر جب امن میں آؤ۔ تو یاد کرو اللہ کو جیسا تم کو سکھایا جو نہ تھے تم جانتے۔ اور یہ جو نماز کے کئی ہزار فرض اور مکروہ ٹھہرا رکھے ہیں یہ سب نادانوں کے ڈرانے اور نماز چھڑوانے کی ترکیب ہے بعضے کہتے ہیں کہ اللہ اکبر کا جہاں پہلا الف یا بے پڑھے تو نمازی کافر ہو جاویگا۔ عوام سمجھے کہ پہلے تو ہم فاسق مسلمان تھے نماز پڑھنے سے تو صاف کافر ہونیکا ڈر ہے۔ اور فقط اللہ اکبر میں دو بار احتمال کافر ہونیکا ہے۔ سلام پھیرتے تک دیکھیئے کئے دفع کافر ہوتے ہیں۔ اس کافر ہونے سے تو بے نمازی مسلمان ہو کر جینا بہتر ہے۔ بہتوں نے اسی خوف سے نماز چھوڑ دی۔ حقیقت یوں ہے کہ بیفائدہ مضمون اللہ و رسول نے اور صحابہ نے نہیں فرمایا۔ اور کوئی کافر نہیں ہونے کا۔ جب تک وہ اللہ کی بڑائی کا دل سے انکار نہ کرے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ اللہ کے الف کے ساتھ ہاتھ کا انگوٹھا کانوں کی لو تک پہونچے اور اکبر کی رے کے ساتھ دونوں ہاتھ بندھیں یہ حرفوں کی قید بیفائدہ بغیر فرمائے اللہ و رسول کے نکال کر لوگوں پر نماز بھاری کر دی۔ نماز حضور دل سے کامل ہوتی ہے۔ اور خرافاتوں سے تو اور بھی نقصان ہے۔ جو شخص نماز میں اللہ کے سامنے بہت دعا اور زاری کریگا۔ اور ڈریگا اور التجا کرے گا۔ اُسکی نماز زیادہ مقبول ہوگی خواہ زبان صاف ہو یا نہ ہو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ترجمہ بھلے حال ہوئے اُن مؤمنوں کے جو نماز میں جھکے رہتے ہیں۔

فصل نماز نفل کے بیان میں

جانو تم کہ مرتبہ قبولیت کا بعد نماز فرض کے نماز تہجد کو زیادہ ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْمَفْرُوْضَةِ صَلٰوةٌ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ ۔ ترجمہ۔ ابو ہریرہ نے کہا میں نے سُنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتے تھے افضل نماز بعد فرض کے وہ نماز ہے جو درمیان شب کے ہے وقت اُسکا دو پہر رات سے صبح تک وہ وقت تنہائی اور خاطر جمعی کا ہے۔ سوا اللہ کے کوئی نہیں جاگتا دعا و التجا جو تمام عبادت کا مغز ہے۔ اُسوقت نہایت خوبی سے ادا ہوتی ہے۔ اور نفس کو اُسوقت کے اُٹھنے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ اور جس کام میں نفس کو زیادہ تکلیف ہو وہ مقبول بھی زیادہ ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے هِيَ اَشَدُّ وَطْاً الخ ۔ اس نماز میں سخت تکلیف اور پوری نکلتی ہے بات یہ نماز بھی مقرر فرض ہوتی لیکن

تو وضو کر جیسا تجھکو اللہ نے حکم کیا پھر اذان کہہ پھر اقامت کہہ پھر اگر تجھکو یاد ہو قرآن تو پڑھ اور نہیں تو تعریف کر اللہ کی اور بڑائی کر اُسکی اور کلمہ پڑھ پھر رکوع کر **مسئلہ** فقط عورتوں کی جماعت مکروہ ہے مگر جس عورت کو نماز نہیں آتی ہے وہ ایک نمازی واقف کار عورت کے ساتھ ہو کر نماز پڑھے۔ اور جب نماز آجاوے تو پھر الگ جدا جدا پڑھو **مسئلہ**۔ بیمار کو اگر کھڑے ہونیکی طاقت نہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹے ہی لیٹے اشارے سے ادا کرے مگر چھوڑ نہ دے **مسئلہ**[1] نماز مسافر کی یہ ہے کہ ظہر اور عصر اور عشار کی دو دو رکعت فرض پڑھے اور مغرب کی تین اور فجر کی دو رکعت **مسئلہ**[2] مسافر موزے پر تین تین دن کے لئے مسح کرے **مسئلہ** شیخ عمر جو گئے ہیں حنفی مذہب کے مفتی اور پیشوا تھے۔ اُنہوں نے سفر میں جمع کا فتوے بھی دیا ہے اور وہ فتوے ہندوستان میں وارد اور مشہور ہوا اور حدیث میں وارد ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَاِنِ ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى يَنْزِلَ لِلْعَصْرِ وَفِي الْمَغْرِبِ مِثْلَ ذٰلِكَ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَاِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَنْزِلَ لِلْعِشَاءِ ثُمَّ جَمَعَ بَيْنَهُمَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ[3] ترجمہ۔ تھے نبی صلعم تبوک کی لڑائی میں جب ڈھلتا آفتاب پہلے کوچ کے جمع تقدیم کرتے نماز ظہر اور عصر میں اور اگر کوچ کرتے پہلے آفتاب ڈھلنے کے دیر کرتے نماز ظہر میں یہاں تک کہ اُترتے نماز عصر کو اور مغرب میں ایسا ہی جب ڈوب جاتا آفتاب پہلے کوچ کرنے کے جمع تقدیم کرتے مغرب اور عشار میں اور اگر کوچ کرتے پہلے آفتاب ڈوبنے کے دیر کرتے مغرب میں یہانتک کہ اُترتے عشار کو پھر جمع تاخیر کرتے دونوں میں **مسئلہ**[4] طور جمع کا یہ ہے کہ ظہر کیوقت اول دو رکعت ظہر کی فرض پڑھے پھر عصر کی دو رکعت فرض پڑھے بعد اُسکے نماز مغرب کے وقت اول تین رکعتیں مغرب کی پڑھے پھر دو رکعتیں عشا کی پڑھے اسکو شرع میں جمع تقدیم کہتے ہیں **مسئلہ**۔ دوسری صورت یہ ہے کہ عصر کیوقت اول دو رکعتیں ظہر کی پڑھ کر دو رکعتیں عصر کی پڑھے اور عشا کے وقت پہلے تین رکعتیں مغرب کی پڑھ کر پھر دو رکعتیں عشا کی پڑھے اسکو جمع تاخیر کہتے ہیں۔ پہلی صورت اولیٰ ہے اور دوسری بھی جائز اور اسکی دلیل دُر مختار وغیرہ حنفی کتابوں سے شیخ نے فتوے میں لکھی ہے **مسئلہ** جسکا لڑکا گود سے نہ اُترے اُسکو لڑکا لئے نماز پڑھنی درست ہے۔ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ النَّاسَ وَاُمَامَةُ بِنْتُ اَبِي الْعَاصِ عَلٰى عَاتِقِهٖ فَاِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ اَعَادَهَا۔ ترجمہ۔ ابو قتادہ نے کہا کہ دیکھا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو امامت کرتے لوگوں کی اور امامہ ابو العاص کی بیٹی حضرت کے مونڈھے پر تھیں سو جب رکوع کرتے اُتار دیتے اُسکو اور جب اُٹھتے سجدے سے پھر

[1] در شرح وقایہ و ہدایہ وغیرہ ۱۲
[2] در شرح وقایہ و ہدایہ وغیرہ ۱۲
[3] در شرح وقایہ و ہدایہ وغیرہ ۱۲

وہ نادان یوں سمجھا کہ بغیر کباب کے کھانے کے شاید بھوک نہ جاوے گی۔ یا اُسکے دل میں آیا کہ ہمیشہ ایسا کھانا کھاتے تھے آج روکھا کس مُنہ سے کھاویں۔ مارے شیخی اور نادانی کے جان دے دینا اور بھوک سے مرجانا ہی قبول کیا سب بعضے شخصوں نے پیری میں نماز یاد کرنی شروع کی اور بعضے گنوار محنتی لوگ کہ فرصت زیادہ نماز پڑھنے کی نہیں رکھتے اور نہ زبان کو لیاقت زیادہ عبارت یاد کرنے کی۔ مارے شوق کے سو سو دفعہ نماز شروع کرتے ہیں پھر مشکل ہونے کے سبب چھوڑ دیتے ہیں وہ لوگ اگر فقط فرض پر کفایت کریں اور عبارت ضروری یاد کرتے رہیں۔ تو فرض نچھوٹے دوزخ سے خلاصی پاکر جنت کو چلے جاویں۔ ان لوگوں نے شاید یہ دو حدیثیں نہیں سُنیں وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَتٰی اَعْرَابِیٌّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰہَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّی الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا شَیْئًا وَّلَا اَنْقُصُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا **ترجمہ**۔ کہا ابو ہریرہؓ نے کہ آیا ایک اعرابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر کہا کہ بتاؤ مجھے ایسا کام کہ جب مَیں کروں اُسے چلا جاؤں جنت میں فرمایا کہ پوج تو اللہ کو اور نہ کر شریک اُسکا کسی کو۔ اور کھڑی کر نماز فرض اور دے زکوۃ فرض اور روزہ رکھہ رمضان کا کہا اعرابی نے قسم ہے اُسکی کہ جسکے ہاتھ میں میری جان ہے نہ زیادہ کروں گا اُس سے کچھہ اور نہ کم۔ جب پھر چلا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جسکو خوش آوے کہ دیکھے کسی جنتی کو تو چاہیئے کہ دیکھے اُسکو عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِیَّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا یَقُوْلُ حَتّٰی دَنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوٰتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهُنَّ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصِیَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهٗ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ فَقَالَ هَلْ عَلَیَّ غَیْرُهَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم اَفْلَحَ الرَّجُلُ اِنْ صَدَقَ **ترجمہ** طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آیا ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس نجد والوں میں سے جسکے سر پر چھتری بال سُنتے تھے ہم بھنک اسکے آواز کی اور سمجھتے نہ تھے ہم کہ کیا کہتا ہے وہ یہاں تک کہ پہونچا نزدیک رسول اللہ صلعم کے پھر پوچھنے لگا۔ اسلام کی باتیں پھر فرمایا رسول اللہ صلعم نے پانچ نمازیں ہیں دن اور رات میں پھر کہا کیا مجھپر ہے سوا اِنکے فرمایا نہیں مگر یہ کہ نفل پڑھے تو فرمایا رسول خدا صلعم نے اور رمضان کے مہینے کا روزہ۔ پھر کہا کیا ہے مجھپر سوا اسکے فرمایا نہیں مگر یہ کہ نفل رکھے

سب لوگوں میں بسبب عذر کے طاقت اُسکے ہر روز ادا کرنے کی نہیں ہے اس واسطے خدا نے معاف کردی
فرمایا اللہ تعالیٰ نے عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ
اللّٰہِ وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْہُ ۔ ترجمہ۔ معلوم کیا کہ اب ہو جائیں گے تم
میں سے بعضے بیمار اور بعضے چلتے ہیں زمین پر چاہتے ہیں اللہ کا فضل اور بعضے لڑتے ہیں راہ میں اللہ کے سو پڑھو
تم جسقدر آسان ہو اُس سے یعنے قرآن سے لوگوں میں جو اُسکی ترکیب مشہور ہے کچھ ضرور نہیں بطور ساری نفلوں
کے ادا کرے **مسئلہ** وتر نماز تہجد کے ساتھ پڑھنا بہتر ہے اور جنکے بخت اُسوقت سو جایا کریں وہ اگر اول
وقت میں پڑھ لیں تو بھی جائز ہے **مسئلہ** شب روز میں بارہ رکعتیں سُنّت کی جو مشہور ہیں وہ تو ابہت
کھی ہیں حدیث میں وارد ہے مَنْ صَلّٰی فِیْ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ ثِنْتَیْ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً بُنِیَ لَہٗ بَیْتٌ فِی الْجَنَّۃِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّہْرِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَہَا
وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ ترجمہ جسنے پڑھیں رات دن میں بارہ رکعتیں بنایا جاویگا
اُسکے لیئے گھر جنت میں چار قبل ظہر کے اور دو بعد اُسکے۔ اور دو بعد مغرب کے۔ اور دو بعد عشا کے۔ اور دو قبل
فجر کے بُرا جاننے والا اسکا بلکہ ہر سُنت کا بے ایمان ہے۔ لیکن رتبہ ہر عبادت کا معلوم کرنا ضرور ہے سب بعضے
ناواقف رواج کے مقید اُس میں ایسا اہتمام اور سختی کرتے ہیں۔ کہ محنت برباد گناہ لازم پیش آتا ہے۔ اور جو
کوئی ٹوکے تو اُسکو کہتے ہیں کہ یہ سُنتوں کو چھڑاتے ہیں۔ چنانچہ بعضے یوں کہتے ہیں کہ فرض خدا کا سُنت
رسول کی اس صورت میں وہ شرک میں پڑ جاتے ہیں۔ یوں نہیں سمجھتے کہ نمازیں سب خدا کی ہیں۔ دوسرا کوئی
اُس میں شریک نہیں۔ بعضے سفر میں بھی سُنتیں پڑھتے ہیں اور اتنا نہیں سمجھتے کہ سفر میں جب فرض نماز
آدھی ہوگئی تو سُنت نماز پڑھنی کیا ضرور ہے۔ کہ چاہے وقت ہو یا نہو فرض میں تاخیر ہو جاے۔ مگر سنت نچھوٹے
گویا وہ سنت کو فرض سے زیادہ سمجھتے ہیں کتاب درمختار میں مضمرات سے یوں نقل کیا ہے۔ لَا قَصْرَ فِی
السُّنَنِ لِاَنَّ الْقَصْرَ اِنَّمَا یَکُوْنُ فِیْمَا عَلَیْہِ لَا فِیْمَا ھُوَ مُخَیَّرٌ فِیْہِ ۔ ترجمہ۔ سُنتوں میں قصر نہیں کیونکہ اُس نماز
میں قصر ہے کہ سفر میں جسکا پڑھنا ضرور ہو۔ اور جس میں اختیار ہے سفر میں اُسے چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے
اور جب وقت تنگ ہے کہ خوف نماز فرض کے فوت یا مکروہ ہو جانے کا ہے۔ تو اُسوقت ہرگز نماز سنت پڑھنی
نہ چاہیئے۔ اور بعضے شخصوں کو کوئی ایسا کام ضروری پیش آتا ہے۔ کہ اُسوقت سترہ رکعتیں معمولی نہیں ادا کر سکتے
تو اُسوقت فرض بھی کہ جس سے ایمان باقی رہے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پڑھیں گے تو سب چھوڑینگے
تو سب وہ لوگ حقیقت میں یوں سمجھتے ہیں کہ فرض نماز بے سُنت کے تمام نہیں ہوتی۔ اُسکی مثال یہ ہے
کہ ایک شخص نے عادت کی کہ ہمیشہ بریانی کباب فرنی کھایا کرتا تھا۔ اتفاقاً ایسا وقت آیا کہ یہ چیزیں نہ ملیں ہر چند
لوگوں نے اُس سے کہا کہ اب روکھی روٹی پر قناعت کرو جس سے جان بچے۔ جیوگے تو پھر گوشت پلاؤ کھانا

آل اور اصحاب پر درود بھیجے پھر اللہ اکبر کہے پھر یہ دعا پڑھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنازے پر یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ اے اللہ بخش ہمارے جیتوں کو اور مردوں کو اور حاضر کو اور غائب کو چھوٹے کو اور بڑے کو مرد کو اور عورت کو۔ اے اللہ تو جس کو جلائے ہم لوگوں میں سے اسکو جلا اسلام پر اور جس کو مارے ہم لوگوں میں سے تو مار اُسکو ایمان پر اے اللہ مت محروم رکھہ ہمکو اُسکی مزدوری سے اور نہ فتنے میں ڈال ہمکو بعد اُس کے ۔ ہرچند بعض دعائیں حدیثوں میں جدا بھی وارد ہوئی ہیں۔ لیکن یہ دعا مرد عورت لڑکے جوان سب کو کفایت کرتی ہے ۔ اور جو یہ بھی یاد نہ ہووے۔ تو اسکے معنے یا اس ڈھب سے دوسرے لفظ دعا کے اپنی بولی میں ادا کریں۔ اور التجا وزاری اُس مُردے کی بخشش کے واسطے اللہ کی جناب میں بہت ہی کریں۔ کہ خداوندا آج اسکو اُمید اپنے اعمالوں کی اور تدبیر کی بالکل جاتی رہی۔ محض بے اختیار ہے تو جیسا چاہے۔ ویسا کرے ۔ ہم تجھ کو سپرد کرتے ہیں۔ تو محض اپنے کرم سے اس کو بخش دے بعد دعا کے اللہ اکبر کہہ کے سلام پھیرے۔ اور جب جنازے کے سامنے کھڑا ہووے۔ تو بے اختیار اللہ کی قدرت کو دیکھ کر ڈرے اللہ کی بڑائی کرے۔ کہ یہ شخص ابھی کیسی حکومت کی باتیں کرتا تھا۔ اور کیا کیا خیال باندھتا تھا۔ کیسے ہنر ظاہر کرتا تھا موت سے کیسا ڈرتا تھا ۔ تکلیف سے کیسا چھپتا تھا۔ اس کو بات کی برداشت نہ تھی۔ مال و اسباب کو بہت عزیز رکھتا تھا کچھ دیر نہیں لگی کہ لاچار محض ہوگیا۔ آرزوئیں دل کی سب جاتی رہیں اپنے بیگانے سب سے ناتا ٹوٹا۔ ہمارا بھی ایک دن ایسا ہی حال ہوگا۔ بس اللہ ہی قدرت والا ہے اور ہم سب عاجز اور کمتر ہیں۔ وہی بڑا ہے اور بلند مرتبہ والا۔ برتر ہے۔ اور جو مردہ دفن ہو چکا ہے تو نماز اُسکی قبر پر جاکر پڑھے اور جو کوئی ایک بھی مسلمان قبر پر کسی طرح حاضر نہو سکے۔ تو نماز اُسکی دور ہی سے پڑھ لے۔ حدیثیں اس رسالہ کی مشکوٰۃ شریف میں موجود ہیں ✦

تمت

تو کہا راوی نے کہ ذکر کیا اُسکے سامنے رسول اللہ صلعم نے زکوٰۃ کا پھر پوچھا اُس نے کہ کیا ہے مجھ پر سوا اس کے فرمایا نہیں مگر یہ کہ زیادہ دے تو کہا راوی نے پھر چلا وہ مرد کہتا ہوا۔ کہ اللہ کی قسم نہ بڑھاؤں گا میں اس پر کچھ اور نہ گھٹاؤں گا اس سے پھر فرمایا رسول اللہ صلعم نے مراد کو پہونچا وہ مرد اگر سچا ہے **مسئلہ** اور بعضے شخص ایسی جگہ سُنت پڑھتے ہیں کہ لوگ اُنکے سامنے آتے جاتے ہیں سو وہ آپ بھی گنہگار ہوتے ہیں۔ اور دوسرے کو بھی گنہگار کرتے ہیں یہ تو کہو کہ حضرت نے مسجد میں سنت کب پڑھی۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى مَسْجِدَ بَنِيْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ فَصَلّٰى فِيْهِ الْمَغْرِبَ فَلَمَّا قَضَوْا صَلٰوتَهُمْ رَاٰهُمْ يَتَنَفَّلُوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ فِي الْبُيُوْتِ **ترجمہ** کعب بن عجرہ نے کہا نبی صلعم آئے مسجد میں بنی عبد الاشہل کے پھر پڑھی اُس میں نماز مغرب کی پھر جب پڑھ چکے نماز لوگ کھڑے ہوئے نفل پڑھنے کو تب فرمایا نبی صلعم نے تمھیں چاہیئے کہ پڑھو اس نماز کو گھروں میں **مسئلہ** جب تکبیر اقامت فرض نماز کی ہوتی ہے تو بعضے اُسوقت سنت پڑھنے لگتے ہیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ **ترجمہ** جب تکبیر کہی جاوے نماز فرض کی تب کوئی نماز درست نہیں۔ مگر فرض اور جتنی فضیلت حدیث میں ان سنتوں کی وارد ہے ایسی فضیلت اور بھی سنتوں کی وارد ہے۔ لیکن بہ سبب رواج کے لوگ اِنکو فرض کے برابر جانتے ہیں اور اُنکو نہیں۔ چنانچہ حدیث وقرآن میں تہجد کی فضیلت اِن سنتوں سے زیادہ آئی ہے۔ اور فضیلت تکبیر اولیٰ اور سنت فجر کی حدیث میں برابر ہے یعنی وہ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا **ترجمہ** بہتر ہے دنیا سے اور جو کچھ اُس میں ہے اور سنت نماز کی سی فضیلت سُنت روزوں میں بھی وارد ہے۔ لیکن لوگوں کو اُسکی طرف اتنا التفات نہیں۔ اس واسطے ضرور ہے کہ ہر عبادت کا رتبہ حدیث وقرآن سے معلوم کریں۔ بعد اُس کے عمل میں لاویں کہ اللہ تعالےٰ ثواب پورا عنایت کرے فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے هَلْ يُقْبَلُ الْعَمَلُ بِغَيْرِ الْعِلْمِ **ترجمہ** کیا قبول کیا جاتا ہے عمل بغیر علم کے ؟

فصل جنازہ کی نماز کے بیان میں

عربی نیت اس نماز کی جو مشہور ہے لوگوں کی نکالی ہوئی ہے اُسے پڑھنا نہ چاہیئے۔ جنازے کو آگے رکھ کر منہ کعبے کی طرف کرکے کھڑا ہووے بعد اُس کے اللہ اکبر کہہ کے تحریمہ باندھے پھر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ آخر تک پڑھے۔ جو یہ یاد نہ ہووے تو اپنی زبان سے اللہ کی تعریف اور بڑائی کرے بعد اسکے الحمد کی سورۃ پڑھے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ ترجمہ ابن عباس نے کہا کہ نبی صلعم پڑھتے جنازہ پر سورہ فاتحۃ الکتاب بعد اسکے اللہ اکبر کہے پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر اور اُن کے

سونگھے۔ اور منہ نہیں جو مٹھائی کھاوے۔ خوشبو لگانا اور مٹھائی لیجانا بے فائدہ اپنے کو گناہ اور بدعت میں ڈالنا ہے
تلاوت ہر روز قرآن کی چاہیئے۔ شجرہ پڑھنے سے کیا حاصل اور گلے میں باندھنے والوں کی صورت ہندوؤں کی
سی ہوتی ہے۔ بعضے ہندو بھی مہادیو کا لنگ ہر وقت گلے میں باندھے رہتے ہیں اور شب برات کی رات
دعا اور نماز کے لیئے بہتر ہے۔ نہ ناچنے کودنے کے لیئے جو حرام ہے۔ اور قبر میں کاغذ لیجانے سے اگر کوئی بخشا
جاتا تو لوگ سارا قرآن اپنے کفن پر لکھواتے۔ بلکہ ایسی بدعتوں میں یہ قباحت ہے کہ جب آدمی کا بدن قبر میں سڑا
تو نام متبرک نجاست میں بھرا۔ غرض ایسے لوگوں کے حق میں یہ آیت ٹھیک ہوئی۔ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ
اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ۔ تم پوجنے لگے اللہ کو چھوڑ کر۔
فقط ناموں کو جو ٹھہرائے ہیں تمنے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اُتاری اللہ نے اُسکی کچھہ سند۔ یہ
سب باتیں شرک و بدعت کی ہیں۔ مسلمان کو اس سے بچنا ضرور ہے۔ یوں سمجھیے کہ کوئی کسیکا عذاب
بلکہ کسی کے سر کا درد بھی اپنے سر میں لے نہیں سکتا۔ کوئی کسیکے بدلے نہیں پوچھا جاتا۔ ایک دن باپ دادے
پیر اُستاد سب سامنے سے آنکھیں چُراویں گے۔ آخر جسکا خون اُسکی گردن ہو جاوے گی۔ اور ہر مرید کو
شجرہ اپنے پاس رکھنا کچھہ ضرور نہیں۔ پیرزادے جو ہر سال شجرہ پڑھوانے کی تاکید کرتے ہیں۔ اُنکی غرض ہر
سال کچھہ کہانے کمانے کی ہے انکا قول مشہور ہے کہ بُرا کھیت مولی کلا ایک دفعہ اکھاڑنے سے میدان ہو جاوے
بھلا کھیت ساگ کا جوں جوں کاٹو توں توں بڑھے۔ مسلمان کو چاہیئے کہ یہ بدعتیں موقوف کرکے شجرے کے
بزرگوں کو اپنا پیشوا اور مقبول اللہ کا جانے۔ اور اپنے کو اُنکے سلسلہ میں مرید سمجھے۔ اور قصد اُنکی پیروی
کا رکھے۔ اور جان و دل سے اُنکی نیک باتیں سُنے۔ اور ذکر و شغل جو اُنسے ہاتھ لگے اپنے عمل میں لاوے اور ہمیشہ
اللہ سے اُنکی نجات کے واسطے دعا مانگتا رہے۔ اول انسان کو ایمان کی تحقیق ضرور ہے۔ ایمان کی اصل بات یہ ہے
کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنے معلوم کرکے اُسپر اعتقاد لاوے۔ معنے یہ ہیں کہ نہیں کوئی پوجنے کے لائق اللہ کے
سوا۔ پس اپنا نفع و نقصان فقط اللہ ہی کی ذات سے سمجھے۔ جسنے آسمان کو بے ستون کھڑا کیا۔ چاند سورج کو
ہمارے واسطے اپنا تابعدار بنایا۔ کہ وے بندھی چال چلتے ہیں۔ اور اللہ کی پاکی بولتے ہیں۔ آسمان سے مینھہ
اُتارا۔ کہ اُس سے درخت اور گھاس و گل و بوٹے اُگنے لگے۔ اور ہزاروں زبان سے اللہ کی تعریف اور خوبیوں
کے دفتر کھولے۔ جو فقیروں غریبوں کو بادشاہ ملک و مال اور فوج و سامان والا کرتا ہے۔ اور بڑے بڑے لشکر
والوں کو تھوڑے عرصے میں بے نام و نشان کر دیتا ہے۔ سچ ہے کہ وہ بلند مرتبہ اور بڑی عظمت و شان رکھتا ہے
لوگوں کے دلوں کو وہی پھیرتا ہے۔ بیماری کو کھوتا ہے بیٹا بیٹی و روزی رزق دیتا ہے۔ پتا پتا بوٹا بوٹا یہاں کا جانتا ہے
دلوں کی خبر رکھتا ہے۔ پس اُسی کا ڈر اور اُسی سے طمع رکھو۔ اُسیکی خوشامد کرو۔ اور جب یہ حال دل کا اللہ تعالیٰ

رسالہ شجرہ باثمرہ

مؤلفہ

جناب حضرت مولنا مولوی ولایت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صادقپوری عظیم آبادی خلیفہ

امیر المؤمنین امام اوحد حضرت سید احمد مجدد مائۃ ثالثۃ عشر مازالت برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم و علی رسولہ و علی الہ و اصحابہ الصلوۃ و التسلیم اللہ کے طالب کو معلوم ہو کہ لوگ گروہ میں حضرت امیر المؤمنین سید احمد صاحب کے بہت داخل ہوئے اکثر بسبب رواج کے شجرہ مانگتے ہیں۔ مگر بعضے ناواقفوں نے اسکی تعظیم میں افراط کردی۔ کہ نوبت شرک و بدعت کی پہونچی اب ضرور ہوا کہ اولاً لوگوں کو اسکے احوال سے آگاہ کیجئے۔ اور جو انکے کام آوے وہ بات بتائیے۔ پھر شجرہ مع ثمرہ اور ذکر اور شغل طریقہ نقشبندیہ بھی مختصراً لکھدیجے۔ کہ انکو مطلب تک پہونچاوے۔ پہلی بات یہ سنیئے کہ نادانوں کے خیال میں یہ بات جمی ہے۔ کہ جب تک مرید نہیں ہونگے۔ ہمارے گناہوں کی پوچھ ہم سے ہووے گی۔ بعد اسکے اگلے پچھلے سارے گناہ پیر بخشوالیں گے۔ اور قیامت میں انکے جھنڈے تلے جانے سے کوئی ہمارے گناہ ہم سے نہ پوچھیگا۔ بلکہ ہمارے پیر سے پوچھیں گے۔ وے جو کچھ جانیں گے بتاویں گے۔ ہمکو اتنا ہی چاہیئے کہ پیروں کی جناب میں اپنا اعتقاد مضبوط رکھیں۔ غرض پیر کو عاقبت کا گدھا۔ گناہوں کا بوجھ اٹھانے والا ٹھہرایا ہے۔ اس خیال سے شجرے کو اپنا ایمان جانتے ہیں۔ اور اسکی تعظیم حد سے زیادہ کرتے ہیں بعضے اس کو بجائے قرآن ہر روز پڑھتے ہیں۔ بعضے جاہل سال بھر میں ایک دفعہ نکال کر اسکے آگے مٹھائی فاتحہ کروا کر اپنے پیر زادے کو یا کسی ملا کو پیسے دے کر پڑھواتے ہیں۔ آپ اعتقاد سے سنتے ہیں۔ بنگالے میں بعضی نادان عورتیں اسکو جگاتی ہیں۔ اس طرح کہ شب برات کی رات کو تھوڑی جگہ لیپ کر مٹھائی پھول دہر کر اسکے آگے تمام رات ڈھول بجا کر ناچتی کودتی ہیں۔ بعضے نادان ملک دکھن کے اسکو ہر وقت گلے میں باندھے پھرتے ہیں۔ بعضے اس کاغذ میں ہر جمعہ کو خوشبو لگاتے ہیں۔ بعضے اسکو قبر میں مردے کے سینے پر رکھتے ہیں۔ اس خیال سے کہ جب فرشتے عذاب کے اس قدر نام بزرگوں کے دیکھیں گے۔ تو ڈر کر چھوڑ جاویں گے۔ نہیں تو یہ سب بزرگوار تشریف لاکر انکے ہاتھ سے چھڑا دیں گے۔ یہ اپنی دانست میں گناہوں کی معافی کا پروانہ یا فرشتوں سے مقابلہ کو پیروں کی فوج قبر میں لیجاتے ہیں۔ پڑھنا یا سننا قرآن و حدیث کے معنے کا شجرے کی جگہ کسی عالم سے مناسب ہے۔ اور حاضر ہونا مجلس میں وعظ کے چاہئیے۔ شجرہ پڑھنے سے یا سننے سے کیا حاصل۔ کاغذ کے ناک نہیں کہ خوشبو

پیشانی پر عین سجدہ کی جگہ - چھٹا لطیفہ اخفیٰ سر کے اوپر دماغ کی چوٹی پر - طریق اُسکے ذکر کا یہ ہے کہ آنکھ بند کرکے لطیفے کے مقام پر بطور نشانی کے وہاں سے دھیان نہ اُٹھاوے - اور خوب خیال کرے کہ اِس مقام سے لفظ اللہ کا نکلتا ہے - اور دل تو ذکر کرتا ہے - اور اللہ کی جناب میں دعا کرتا جاوے - کہ خداوندا اس غافل کے دلکو اپنی طرف متوجہ کر - اور نرم کر - اور اپنی یاد میں خوش رکھہ - اور غفلت دور کر - اللہ کے فضل سے تھوڑے تامل میں اسکا اثر ظاہر ہووے گا - یا آواز اللہ کی دل سے آنے لگیگی - یا حرکت دل کی معلوم ہوگی - جیسے آہستہ بولنے والے کی زبان ذکر کے وقت ہلتی ہے مگر آواز نہیں آتی - یا نور ذکر کا نمود ہووے گا - کہ اللہ نے ہر عبادت کے ساتھ ایک نور رکھا ہے - غرض یہ سب آثار دل کے ذاکر ہونے کے ہیں - جب ایسا اثر پاوے تو اللہ کا شکر بجالاوے دوسرے لطیفہ کی طرف متوجہ ہووے - وہاں بھی اللہ کے محض فضل سے ایسا ہی اثر پاوے گا - اسیطرح چھئوں لطیفے ذاکر کرے - کبھی ایسا بھی ہوتا ہے - کہ لطیفے جاری ہوتے - مگر ذاکر کو اثر معلوم نہیں ہوتا - تو اُسکی تدبیر یہ ہے کہ جب ایک لطیفے پر محنت زیادہ کرے - اور کچھہ نہ معلوم ہو تو دوسرا لطیفہ شروع کرے بند نہ رہے دوسرے وقت اُسکا بھی اثر معلوم ہوجائیگا - **دوسرا شغل سلطان الذکر ہے** - طریق اُسکے ذکر کا یہ ہے کہ جیسا ہر لطیفہ پر خیال کیا ویسا ہی ایک دفعہ گوشت - پوست - رگ و ریشہ بال بال بلکہ تمام بدنپر خوب دھیان کرے کہ یہ سب ایکبارگی اللہ کے ذکر میں جاری ہوویں - اثر یہ معلوم ہووے گا کہ بدن سے ہزاروں آوازیں ذکر کی چلی آتی ہیں - جیسے مکتب خانے میں سینکڑوں لڑکے پڑھتے ہیں - یا تمام بدن میں لرزہ اور ہر بال کو جدا حرکت جاری کی سی معلوم ہوگی - یا سینکڑوں نور جیسے چراغوں کا جھاڑ تمام بدن میں نمود کرے گا - جب یہ اثر تمام بدن میں نمود ہووے اللہ کا شکر بجالاوے - اور **شغل نفی** شروع کرے - شغل نفی یہ ہے کہ تمام بدن کو اپنے خیال سے گم کرے اور اللہ کے حضور کی طلب میں متوجہ ہووے - اِس طرح کہ بدن کو اپنے سُست اور سُبک چھوڑ دوے - جیسے پانی میں شکر گم ہوجاتی ہے - یا دریا میں حباب کہ خالی ہلکا ہوتے ہوتے آخر گم ہوجاتا ہے - بعد اُس کے اللہ کے فضل سے اُسکا اثر نمود کرتا ہے - بعضوں کو اول ایک سیاہی چمکتی ہوئی چاروں طرف سے کہ نور نفی کا وہی رنگ ہے نمود کرتی ہے - اُسکو خیال سے چاک کیا چاہیئے - بعد اُسکے کسی شخص کو توحید صفاتی نمود ہوتی ہے - جیسے زیارت بزرگوں کی اور سیر دوزخ کی جنت کی یا آسمان کی یا لوح محفوظ کی یا مکان متبرک اور عجیب چیزیں نمود کرتی ہیں - بعضوں کو توحید ذاتی کا نور ظاہر ہوتا ہے - اُس کو اپنے خیال سے بڑھاوے کہ تمام زمین و آسمان میں جہاں تک نگاہ کام کرے - سوائے اُس نور کے کچھہ معلوم نہو بعد اُس کے اُس میں ایک طرف کو غور کرے - کوئیں کی صورت نمود ہووے گی کہ دیواریں اُسکی اینٹیں رنگارنگ ہیں - اور اندر پانی کی جگہ ایک نور نہایت چمکتا ہوا ہے - پھر وہ نور آگے بڑھنے نہ دیگا - تدبیر یہ ہے کہ اللہ سے

کے ساتھ ہو جاوے تو اُسکی صفت اور قدرت جو مذکور ہوئی رات دن اُسی میں غور رکھو۔ چند روز میں جلد حال بدل جائیگا۔ اُسکے سوا کسی نبی۔ ولی۔ غوث۔ قطب سے بیٹا بیٹی روزی رزق نہ مانگو۔ اُنکی قبر پر پھول۔ ہار۔ مٹھائی پکوان نذر نیاز نہ لیجاؤ۔ نہ اُن سے کچھ چاھو۔ نہ اُنکی منت مانو۔ یہ باتیں شرک و کفر کی ہیں۔ دوسرا ٹکڑا کلمہ کا محمد رسول اللہ ہے۔ معنی اُسکے یہ ہیں کہ محمد اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ نجات کا رستہ اور جو طور آپ نے نماز۔ روزے۔ حج۔ زکوٰۃ۔ کھانے۔ پینے۔ شادی۔ غمی۔ لڑنے ملنے کا ہمیں تبلایا وہی حق ہے۔ اِنہیں باتوں کے کرنے سے اللہ کی رضامندی ملیگی۔ اور ہماری نجات ہووے گی۔ اور حضرت کے خلاف رستہ نکالکر جو لوگ اپنے کیئے پر خوش ہیں وہ دھوکے میں ہیں۔ انجام کار دوزخ میں جاویں گے۔ کبھی اللہ کو نہ پاویں گے۔ اول نماز پانچ وقت کی لازم کرے۔ بغیر اسکے ہرگز نجات نہ سمجھے۔ رات دن اُسکے کامل کرنے کی فکر میں مشغول رہے یعنے حضوری دل اور خوف اور دعا و زاری جس میں ترقی پکڑے وہ اختیار کرے۔ روزے رمضان مبارک کے ادا کرے۔ نیت اُسکے کمال کی یہ ہے کہ روزے کو اللہ کے ذکر اور قرآن کی تلاوت سے بھروے۔ افطار کرواوے زکوٰۃ دے۔ بھوک کی شدت میں سخت گوئی نہ کرے۔ اور غیبت کسی کی زبان پر نہ لاوے۔ زکوٰۃ جب فرض ہو فوراً ادا کرے۔ صاحب حق کو التجا کے ساتھ پھونچاوے۔ بغیر مال دیئے دل پاک نہیں ہوتا۔ اور غفلت نہیں دور ہوتی۔ دل میں ایمان جگہ نہیں پکڑتا۔ حج۔ جسوقت فرض ہو اُسوقت سے تدبیر چلنے کی کرے۔ کہ جسنے تمام دنیا دیکھی۔ مگر اپنے خاوند کا در نہ دیکھا۔ اُسنے کچھ نہ دیکھا۔ مالک کے در پر جانے سے کسی طرحکا گنہگار تقصیروار ہو اُمید قوی ہے کہ صاف پاک سونا سا نکل آوے۔ نہیں تو یقین ہے کہ ایک دن سُنار اُس کو آگ میں گلاوے اپنے ہتھوڑے کے نیچے لاوے۔ پھر زیور بناکر گلے لگاوے۔ جب کوئی کام جیسے شادی۔ غمی۔ یا عید۔ شب برات محرم۔ عرس۔ فاتحہ وغیرہ کرنا ہو تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق کو کتاب سے دریافت کرے اور جو ان پڑھا ہو تو کسی دیندار عالم کے پاس جاکر پوچھے کہ حضرت کے وقت میں یہ کام کیونکر کرتے تھے۔ جب یہ احوال کھلجاوے تو بے تکلف ویسا ہی کرے۔ ہر چند کوئی کہے کہ تمہیں یہ بات نہ کرنی چاہیئے۔ مگر کسی کی نہ مانے اور کہے کہ ہم نے کلمہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پڑھا ہے۔ دوسرے طریق پر چلنے سے ہلاک ہو جاویں گے۔ جو بات حضرت کے وقت میں تھی اُسیکو بہتر جانے۔ بیوہ ہو تو نکاح کی فکر رکھے۔ اسلام کی فتح کی آرزو سچی اور اُمید قوی اپنے دل میں رکھے۔ ہمیشہ اُسکے لیئے دعا اور زاری اور سعی کرتا رہے۔ اور یہ اشغال واذکار پیروں کے طریق پر عمل میں لاوے **پہلا شغل طریقہ نقشبندیہ کا** چھ لطیفے ہیں۔ پہلے لطیفہ کا نام لطیفہ **قلب** ہے۔ مقام اُسکا بائیں پستان کے دو اُنگل نیچے۔ دوسرے کا نام لطیفہ **روح** ہے۔ مقام اُس کا داھنی پستان کے دو اُنگل نیچے۔ تیسرے کا نام لطیفہ **سِر** درمیان سینہ کے۔ چوتھا لطیفہ **نفس** عین ناف پر۔ پانچواں لطیفہ خفی

آپ شیخ علاء الحق رح کے
آپ شیخ اخی سراج رح کے
آپ سلطان الاولیا نظام الدین کے
آپ امام الزاہدین حضرت شیخ
فرید الدین شکر گنج رح کے
آپ خواجہ قطب الاقطاب
قطب الدین بختیار کاکی رح کے
آپ شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ
معین الدین چشتی رح کے -
آپ خواجہ عثمان ہارونی رح کے
آپ حاجی شریف زندنی رح کے
آپ خواجہ مودود چشتی رح کے
آپ خواجہ یوسف چشتی رح کے
آپ خواجہ محمد چشتی رح کے -
آپ خواجہ ابو احمد چشتی رح کے
آپ خواجہ ابو اسحق چشتی رح کے
آپ خواجہ شیخ علو دینوری رح کے
آپ خواجہ ابو ہبیرہ بصری رح کے
آپ خواجہ حذیفہ مرعشی رح کے
آپ سلطان التارکین ابراہیم
ادہم رح کے - آپ فضیل بن
عیاض رح کے - آپ عبد الواحد بن زید رح
کے - آپ خیر التابعین حسن بصری رح
کے - آپ امام الاولیاء قدوۃ الاصفیا
حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کے

آپ سید گدا رحمن بن ابی الحسن رح کے
آپ شیخ شمس الدین صحرائی رح کے
آپ سید عقیل رح کے - آپ
سید بہاؤ الدین رح کے
آپ سید عبد الوہاب رح کے
آپ سید شرف الدین قتال رح کے
آپ سید عبد الرزاق رح کے
آپ سید غوث الاعظم حضرت
محی الدین عبد القادر رض کے
آپ شیخ ابو سعید مخزومی رح کے
آپ شیخ ابو الحسن قرشی رح کے
آپ شیخ ابو الفرح طرطوسی رح کے
آپ شیخ ابو الفضل عبدالوصلیؒ کے
آپ شیخ عبد العزیز یمنے رح کے
آپ شیخ ابو بکر شبلی رح کے
آپ سید الطائفہ جنید بغدادی رح کے
آپ شیخ ابو الحسن سری سقطی رح کے
آپ شیخ معروف کرخی رح کے
آپ امام علی رضا رح کے
آپ امام موسے کاظم رح کے
آپ امام جعفر صادق رح کے
آپ امام محمد باقر رح کے
آپ امام زین العابدین رح کے
آپ سید الشہداء امام حسین رض کے
آپ سید الاولیا و خاتم الخلفا

آپ مولنا یعقوب چرخی رح کے
آپ امام الشریعۃ والطریقۃ خواجہ
بہاؤ الدین نقشبند رح کے
آپ خواجہ محمد بابا سماسی رح کے
آپ خواجہ علی رامیتنی رح کے - آپ
خواجہ محمود الخیر فغنوی رح کے
آپ خواجہ عارف ریوگری رح کے
آپ خواجہ خواجگان خواجہ
عبد الخالق غجدوانی رح کے -
آپ خواجہ یوسف ہمدانی رح کے
آپ خواجہ ابو علی فارمدی رح کے
آپ امام ابو القاسم قشیری رح کے
آپ شیخ ابو علی دقاق رح کے
آپ شیخ ابو القاسم نصیر آبادی رح کے
آپ شیخ ابو بکر شبلی رح کے
آپ سید الطائفہ جنید بغدادی رح کے
آپ شیخ ابو الحسن سری سقطی رح کے
آپ شیخ معروف کرخی رح کے
آپ امام علی رضا رح کے
آپ امام موسے کاظم رح کے
آپ امام جعفر صادق رح کے
آپ رئیس الفقہاء والتابعین
قاسم بن محمد رح کے -
آپ حضرت سلمان فارسی رض کے
آپ امیر المومنین سید المسلمین

کمال التجا کرکے کوئیں کی دیواروں کو خیال سے گم کرے۔ اور اُس نور کو تمام عالم میں پھیلادے۔ بعد اُس کے ایک طرف اُس نور میں غور کرے۔ دوسرا کنواں پھر نکلیگا۔ اسی طرح وہاں بھی کرے۔ جب سب پردے مٹ ہوجاویں گے۔ تو جناب اقدس آلہی کی حضوری سے مشرف ہوویگا۔ ان شاء اللہ المستعان جسکو توحید صفاتی کھلے اُسکو چاہیئے کہ اُسکے تماشے میں نہ مشغول ہو۔ بلکہ بزرگوں سے سلام علیک کرکے اسم مبارک پوچھے۔ دعا چاہے۔ اور مکان متبرک مثل کعبہ یا بیت المقدس کے نظر پڑے تو جلد زیارت کرے۔ بعد اُسکے اُن سب چیزوں کو بھی بطور سارے عالم کے نفی کرے یہاں تک کہ پردۂ انوار ظاہر ہوویں *

شجرۂ طیبۂ طریقۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ محمدیہ وطریقۂ عالیہ قادریہ وچشتیہ رضی اللہ عنہم

المفتقر الی اللہ الکریم۔ عارف رموز خفی وجلی حضرت مولنا ولایت علی و مولنا عنایت علی و مولنا فرحت حسین و مولنا شاہ محمد حسین قدس اللہ اسرارہم۔ خلیفہ امیر المؤمنین امام اوحد حضرت سید احمد مجدد مائۃ ثالثہ عشر مازالت برکاتہم۔ خلیفہ سند المحدثین خاتم المفسرین حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ۔ خلیفہ حجۃ اللہ علے العالمین قطب الملۃ والدین شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔ خلیفہ حضرت والد بزرگوار خود حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم قدس سرہٗ *

طریقۂ عالیہ چشتیہ	طریقۂ عالیہ قادریہ	طریقۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ
آپ شیخ رفیع الدین احمدؒ کے	آپ سید عبد اللہ اکبر آبادیؒ کے	آپ سید عبد اللہ اکبر آبادیؒ کے
آپ شیخ قطب عالم رحؒ کے	آپ سید آدم بنوریؒ کے آپ	آپ سید آدم بنوریؒ کے۔
آپ شیخ نجم الحق رحؒ چائیں لدہ کے	جناب امام ربانی مجدد الف ثانی	آپ قیوم زمانی امام ربانی مجدد
آپ شیخ عبد العزیز رحؒ کے	حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے	الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے
آپ قاضی یوسف خان ناصحیؒ کے	آپ والد ماجد شیخ عبد الاحدؒ کے	آپ خواجہ باقی باللہ رحؒ کے
آپ شیخ حسن طاہر رحؒ کے	آپ شاہ کمال رحؒ کے	آپ خواجہ امکنگی رحؒ کے
آپ سید راجہ حامد شاہؒ کے	آپ شاہ فضیلی رحؒ کے	آپ مولانا درویش محمدؒ کے
آپ شیخ حسام الدین مانکپوریؒ کے	آپ شاہ گدا رحمن رحؒ کے	آپ مولانا زاھدؒ کے
آپ خواجہ نور قطب عالم کے	آپ سید شمس الدین عارفؒ کے	آپ خواجہ عبید اللہ احرارؒ کے

سائے کے تلے ہے یعنی جو شخص شہید ہوتا ہے فوراً وہ جنت میں جا پہنچتا ہے۔ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْنَا عَبْدَ اللّٰہِ
بْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝ قَالَ
اِنَّا قَدْ سَاَلْنَا عَنْ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرْوَاحُھُمْ فِیْ اَجْوَافِ طَیْرٍ خُضْرٍ لَھَا قَنَادِیْلُ
مُعَلَّقَۃٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ تَشَآءُ ثُمَّ تَاْوِیْ اِلٰی تِلْکَ الْقَنَادِیْلِ فَاطَّلَعَ اِلَیْھِمْ رَبُّھُمْ اِطِّلَاعَۃً فَقَالَ ھَلْ
تَشْتَھُوْنَ شَیْئًا قَالُوْا اَیَّ شَیْءٍ نَشْتَھِیْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ نَشَآءُ فَفَعَلَ ذٰلِکَ بِھِمْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا
رَاَوْا اَنَّھُمْ لَنْ یُّتْرَکُوْا مِنْ اَنْ یُّسْئَلُوْا قَالُوْا یَا رَبِّ نُرِیْدُ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِیْ اَجْسَادِنَا حَتّٰی نُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِکَ مَرَّۃً اُخْرٰی
فَلَمَّا رَاٰی اَنْ لَیْسَ لَھُمْ حَاجَۃٌ تُرِکُوْا ۔ مسروقؓ نے کہا ہمنے پوچھا عبداللہ بن مسعودؓ سے اس آیت کے معنے (نہ جان
اُن کو جو مارے گئے راہ میں اللہ کی مُردے بلکہ جیتے ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں) بولا وہ ہمنے بھی
پُوچھا اسکو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا ارواح اُنکی سبز جانوروں کے پیٹ میں اُنکے رہنے کی جگہ
قندیلیں ہیں لٹکی عرش میں میوہ کھاتے ہیں جنت میں سے جہاں چاہتے ہیں۔ پھر آتے ہیں اُسی قندیل میں پھر
جھانکتا ہے اُنکی طرف رب اُنکا پھر پُوچھتا ہے کیا چاہتے ہو کچھ۔ کہتے ہیں کیا چاہیں گے ہم۔ اور ہم تو میوہ کھاتے
ہیں جنت میں جہاں چاہتے ہیں۔ سو کرتا ہے اُنکے ساتھ اِسی طرح تین دفعہ۔ سو جب دیکھتے ہیں کہ نہیں چھوڑے
جاویں گے وے پُوچھنے سے۔ عرض کرتے ہیں اے رب ہمارے چاہتے ہیں ہم کہ ڈالدے ہماری ارواح جسموں
میں ہمارے۔ کہ قتل ہوویں تیری راہ میں۔ دوسری دفعہ سو جب جانتا ہے اللہ کہ نہیں ہے انکو کچھ حاجت۔ چھوڑ دیئے
جاتے ہیں۔ اس سے ہم کو یقین ہے کہ ہمارے امام کا بھی یہی حال ہوا ہے۔ وہ بہشت کی نعمتوں میں عیش کرتے
ہیں اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لِلشَّھِیْدِ عِنْدَ اللّٰہِ سِتَّۃُ خِصَالٍ
یُغْفَرُ لَہٗ فِیْ اَوَّلِ دَفْعَۃٍ وَیُرٰی مَقْعَدُہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ وَیُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَیَاْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْاَکْبَرِ وَیُوْضَعُ عَلٰی
رَاْسِہٖ تَاجُ الْوَقَارِ اَلْیَاقُوْتَۃُ مِنْھَا خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا وَیُزَوَّجُ سَبْعِیْنَ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ وَیَشْفَعُ فِیْ سَبْعِیْنَ
مِنْ اَقْرِبَآئِہٖ ۔ شہید کو اللہ تعالیٰ کے حضور سے چھ خوبیاں عنایت ہوتی ہیں۔ بخشا جاتا ہے۔ پہلے وار میں اور دکھلایا
جاتا ہے اُسکا ٹھکانا جنت میں۔ اور بچتا ہے قبر کی مار سے اور محفوظ رہتا ہے بڑی گھبراہٹ سے یعنے قیامت کے
ہول سے اور رکھی جاتی ہے اُسکے سر پر ٹوپی عزت والی۔ ایک یاقوت جس کا بہتر ہے دنیا و مافیہا سے۔ اور جوڑا
لگایا جاتا ہے ستر حور عین سے۔ اور شفاعت کریگا ستر اپنے قرابت کے لوگوں کی۔ کہو یہ رتبہ پانے میں امام کے
تم کو کچھ شک ہے۔ اور یزید مردود ایڑیاں رگڑ رگڑ کر دست وقے میں سڑ کر مرا۔ ہمارے امام نے جان کندنی کا بھی
دکھ نہ اٹھایا۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلشَّھِیْدُ لَا یَجِدُ اَلَمَ الْقَتْلِ اِلَّا کَمَا
یَجِدُ اَحَدُکُمْ اَلَمَ الْقَرْصَۃِ ۔ شہید نہیں درد پاتا مارے جانے کا مگر جیسا پاوے کوئی تم میں سے درد چیونٹی کے

آپ سید الانبیاء و المرسلین محبوب رب العالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم کے ◆	حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کے۔ آپ حضرت سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ و سلم کے ◆	افضل الخلفاء الراشدین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ سید المرسلین امام المتقین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ◆

تمت

رسالہ بت شکن

جسمیں تعزیہ کی بُرائی اور اُسکے بنانے اور پُوجنے والوں کی بیوقوفی اور نادانی کا بیان ہے مُصنفہٌ
جناب مولانا مولوی عنایت علی صاحب مرحوم عُرف بھلے صاحب عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہاں تک حمد و شکر اُس رب العالمین کا اِس قلم چوبین سے ادا ہوسکے کہ جس کے لکھنے میں لوح و قلم عاجز ہے اور تحفہ درود کا اُس خاتم النبیین اور رحمتِ موجودات پر کیونکر بھیج سکوں جسپر بھیجنے میں دلائل الخیرات قاصر ہے۔ اے پروردگار تو آپ اُس پر اور اُس کے آل و اصحاب پر اور اُسکے نائبوں پر لاکھہ لاکھہ درود اور سلام بھیج۔ اور مجھکو اُسکے پس رووں میں دنیا سے اُٹھا۔ آمین۔ ثم آمین۔ بعد اسکے سُنا چاہیئے کہ چرچا وعظ اور نصیحت کا قدم کی برکت سے حضرتِ امیر المؤمنین سید احمد صاحب دامت برکاتہ کے جہان میں پھیل گیا۔ اکثر لوگ وعظ و نصیحت سُن سُن کر مضامین حقہ کو سمجھنے لگے۔ اور لاکھوں اپنے خدا سے لگ گئے۔ اور گمراہیاں چھوڑ دیں۔ لیکن جن کو مجلسِ وعظ میں حاضر ہونے کی فرصت دنیا نہیں دیتی۔ اُنکے واسطے بعضے لوگوں نے فقیر سے درخواست کی کہ اگرچہ بہت لوگوں نے خدا کے فضل سے ہدایت پائی پر ابھی لاکھوں شرک میں گرفتار ہیں خصوصاً تعزیہ پرستی جو کھُلی بُت پرستی ہے اور اچھے اچھے لوگ پڑھے لکھے اُس میں پڑے ہیں۔ اور ہر کسی کے سمجھانے پر کان نہیں دھرتے ہمیشہ نئی طرح کے وعظ کے محتاج ہیں۔ اگر تو قرآن اور حدیث اور عقل اور نقل سے اُسکی بُرائی لکھ دیوے تو اللہ سے اُمید ہے کہ لوگوں کو بہت فائدہ دے گا۔ اِس لیئے کہتا ہوں کہ اول تعزیہ پُوجنے والوں سے اتنا پُوچھنا چاہیئے۔ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاؤ۔ کہ اسوقت وے کہاں ہیں اگرچہ ظاہر میں زبان سے تم کہوگے کہ جنت میں ہیں۔ لیکن تمھارے کام اور سلوک سے جو اُنکے نام عمل میں لاتے ہو برخلاف پایا جاتا ہے اور ہم تو جانتے ہیں کہ بے شک امام جنت میں ہیں کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے اِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوفِ سقر بہشت تلواروں کے

وہ روزہ رکھتا تھا - اب لاکھوں روزہ دار ہوئے - اُس کا ثواب بند نہیں - بلکہ جوں جوں دین ترقی کرتا جاتا ہے -
اُس کے ثواب کو ترقی ہے - جیسے لڑکا دنوں دنوں بڑھتا ہے - اور اس حساب سے شہید پر کیا موقوف ہے - اگر
اولیاء اللہ جو دین جاری کر گئے - اُنکو بھی زندہ کہئیے تو درست ہے - بعضے کہتے ہیں کہ ہم اُن سے بیٹا بیٹی نہیں مانگتی
مگر اُنسے کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے مقرب ہیں - اللہ کے حضور میں دُعا کیجئے - کہ اللہ میری مراد پوری کرے اس میں
کیا قباحت ہے اِن سے کہو کہ اس کہنے میں کچھہ قباحت نہیں لیکن اگر وہ تمہارے پاس آویں تو کہو تب کہتے
ہیں - ہم پیروں کے مزار شریف پر جا کر پکار کر کہیں گے - اِن سے کہو کہ کوئی کسی کے دروازے پر جا کے اپنے مطلب
کو نہیں کہنے لگتا - جب تک اُس کو اپنی نظر کے سامنے بُلا نہ لے - اور بُلانے میں کچھہ اُسکی بزرگی نہیں جاتی - پر
بے بُلائے دروازے سے باتیں کرنی نشان ہے جنون کا - یا تم خدا کا سا سُننے میں اُنکو شریک کرتے ہو - تو تم
میں اور جو پیروں سے بیٹا بیٹی مانگتے ہیں - اُن میں اتنا فرق ہوا کہ وے شرک فی التصرف میں گرفتار ہیں اور
تم شرک فی السماعت میں - غرض شرک فی الصفات میں تم دونوں پڑے ہو - پر تم سمجھتے ہو کہ ہم اپنے ذہن
کی تیزی سے نکل گئے - کیونکہ شرک فی الصفات اُسی کو کہتے ہیں کہ جیسی جیسی صفت اللہ میں ہے کمال کے ساتھ
اُس کے برابر وہ صفت دوسرے میں ٹھہرانا مثلاً اللہ سمیع ہے - ہر چند انسان بھی ہے لیکن اللہ دُور - اور
نزدیک سب جگہ سے برابر سُنتا ہے اور اللہ نے یہ نہیں کہدیا کہ نبی و ولی بھی دور اور نزدیک سے برابر سُنتے ہیں بلکہ جا بجا
قرآن میں فرمایا ہے کہ یہ مجھی میں طاقت ہے - دوسرے میں نہیں اب کوئی کہے کہ وہ بھی ایسا ہی سُنتے ہیں اُسکا دعوے
بے دلیل ہے اور وہ مشرک - اور اگر پیر اور اللہ دونوں برابر سُنتے ہیں تو اللہ اور پیر میں فرق کیا ہوا - تم بتاؤ؟ اسی طرح
اللہ کے واسطے کوئی پردہ نہیں - انسان کے سامنے پردہ ہو تو کچھہ دیکھ نہ سکے - پردہ نہوگا تو جہاں تک نگاہ کی حد بندی
ہے وہیں تک دوڑیگی - آگے نہیں - اگر انسان میں کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ فلانا چھپے کُھلے دور و نزدیک سے برابر دیکھتا ہے
وہ بھی مشرک ہے اسی طرح اب سمجھو وہ جنت جسکی چوڑائی ساتوں آسمان و زمین کے برابر ہے اور تمام آباد کہیں جنگل
اور ویران نہیں - ایک بالشت زمین اُسکی - قیمت میں ساری روئے زمین سے زیادہ - ایک ادنیٰ مکان وہاں
کا تمام دنیا کے محل سے بہتر - یہ نعمتیں اللہ نے امام کو بخشیں - بیشک وہ ایسے عیش میں اسوقت ہیں اور اُن
کا دشمن جو یزید تھا - وہ دوزخ میں جلتا ہوگا - جس کے شعلے آسمان سے بات کرتے ہیں - چنگاریاں اُس کی جیسے
اُونٹوں کی قطار - ساٹھہ برس کی راہ سے آدمی کو کھینچتی ہے - جیسے بھُو کا اژدہا - مچھر وہاں کے اُونٹوں کے برابر
مکھیاں جیسے ہاتھی - کھٹمل جیسے گینڈے - جوئیں جیسے بھینسیں - یہ سب ہزار ہا اُس بدن میں لپٹ رہے ہیں -
اور سانپ بچھو بیشمار ایسے زہر دار کہ اگر دنیا میں آکے دم پھونکیں گھانس سارے جہان کی جل جاوے - اور
درخت خشک ہو جاویں - وہاں کی بیڑیوں کی زنجیر کی ایک ایک کڑی ستر ستر ہزار گز کی - سینگ کا پھل جیسے شہداء

کاٹنے کا اور دوسری حدیث میں یوں آیا ہے کہ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِہٖ اِنَّہٗ لَمَّا اُصِیْبَ اِخْوَانُکُمْ یَوْمَ اُحُدٍ جَعَلَ اللّٰہُ اَرْوَاحَھُمْ فِیْ جَوْفِ طَیْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ اَنْھَارَ الْجَنَّۃِ تَاْکُلُ مِنْ اَثْمَارِھَا وَتَاْوِیْ اِلٰی قَنَادِیْلَ مِنْ ذَھَبٍ مُعَلَّقَۃٍ فِیْ ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوْا اَطْیَبَ مَاْکَلِھِمْ وَمَشْرَبِھِمْ وَمَقِیْلِھِمْ قَالُوْا مَنْ یُّبَلِّغُ اِخْوَانَنَا اَنَّنَا اَحْیَاءٌ فِی الْجَنَّۃِ لِئَلَّا یَزْھَدُوْا فِی الْجَنَّۃِ فَلَا یَنْکُلُوْا عِنْدَ الْحَرْبِ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اُبَلِّغُھُمْ عَنْکُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے یاروں کو کہ جب پہنچے تمہارے بھائی شہادت کو احد کی لڑائی کے دن۔ کیا اللہ تعالیٰ نے روحوں کو اُن کی سبز جانوروں کے پیٹ میں۔ جاتے ہیں نہروں پر جنت کی۔ کھاتے ہیں اُس کے میوے اور آتے ہیں قندیلوں میں سونے کی جو لٹکتی ہیں عرش کے سایہ میں۔ سو جب پاتے ہیں اچھے کھانے پینے۔ اور سونے کی جگہ کہتے ہیں کون پہنچاوے ہماری خبر ہمارے بھائیوں کو۔ کہ ہم لوگ جیتے ہیں جنت میں کہ کوشش کریں وے بہشت کی۔ پھر نہ سست ہوویں جہاد میں۔ سو فرمایا اللہ تعالےٰ نے میں پہنچاتا ہوں تمہاری خبر۔ پھر اُتاری اللہ نے یہ آیت کہ (نہ جان اُن کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مُردے بلکہ جیتے ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے ہیں ستھری) اور بے سمجھ لوگ جو بات امام کے ساتھ عمل میں لاتے ہیں وہ یہ ہے کہ دُکھ مصیبت میں اُنکو پکارتے ہیں اور بیٹا بیٹی مانگتے ہیں۔ اِس آیت کی دلیل سے کہ اللہ نے شہیدوں کو زندہ فرمایا ہماری پکار کو سُنتے ہیں۔ اُن کا حال ویسا ہی ہے۔ کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کو تو دیکھتے ہیں اور وَاَنْتُمْ سُکَارٰی اُن کی نظر سے سُوجھتا نہیں آگے اُسکے اللہ نے فرمایا ہے وَلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ یعنے شہید جیتے ہیں اُس کے یہ معنی نہیں کہ جیسے تم جیتے ہو ویسے وہ بھی جیتے ہیں۔ بلکہ اُنکی زندگی کو تم نہیں سمجھ سکتے کہ کیسی زندگی ہے اور اگر یہی مراد ہوتی تو شہید کا ترکہ شرع میں کیوں بٹتا۔ اُس کی جورو سے کسی کو نکاح درست نہ ہوتا۔ ہر چند حقیقتِ حال اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ لیکن تھوڑا سا جو اللہ نے ہمکو سمجھا دیا ہے۔ اُس کو بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مُردہ پڑا ہے اور دوسرا زندہ کھڑا ہے۔ تو دونوں صورت و شکل میں برابر ہیں۔ پر فرق دو بات کا ہے۔ ایک تو زندہ کو آرام و راحت۔ جماع کا مزہ۔ کھانا پینا۔ اچھے لوگوں میں بیٹھنا۔ اولاد ہونی حاصل ہے دوسرے نماز و روزہ حج و زکوٰۃ خیر خیرات۔ تلاوتِ قرآن جاری ہے۔ اور جو مُردہ ہے اُس سے یہ دونوں کام منقطع ہو گئے۔ لیکن شہید سے نہیں۔ اس واسطے شہید کو مُردہ کہنا منع ہوا۔ کیونکہ اُس کو جنت میں اچھا محل اچھی عورتیں اچھے اچھے میوے اچھا کھانا۔ ہزاروں حصہ دنیا سے بہتر ملتا ہے۔ دوسرے نماز روزہ حج زکوٰۃ۔ خیر خیرات کا ثواب شہید کا بند نہیں ہوتا۔ کیونکہ آگے اکیلا وہ نماز پڑھتا تھا۔ اب اُس کے سبب ہزاروں نمازی ہوئے۔ آگے اکیلا وہ حج کرتا تھا۔ اب اُس کے سبب ہزاروں حاجی ہو گئے۔ آگے اکیلا

پڑا کروٹیں لیتا تھا - ایک دم چین نہ تھا - اُس کی ماں سرہانے بیٹھی رات دن رُومال ہلاتی - اور دردِ فرزند سے بیقرار مُونہ ڈھانپے ڈاڑھیں مار کر روتی تھی - کھانا سونا خواب و خیال ہو گیا - بعد کئی دن کے اللہ نے فضل کیا - پھوڑا پھُوٹا - لہو پیپ خوب نکا - مرہم پٹی ہوتے ہوتے زخم چنگا ہوا - اُس بڑھیا نے وہ دن اور تاریخ یاد رکھا - جب اُس دن کے بعد وہ تاریخ آتی تو اُسی چارپائی پر نہالچہ بچھا تکیہ رکھ سرہانے بیٹھ ہاتھ میں رومال لیے مُونہ ڈھانپ خوب روتی - اور اُس پھوڑے کا بیان کرتی - اور تمام دن رات کھانا نہ کھاتی - آخر اُس کو چند روز کے بعد وہ لڑکا جوان ہوا - اُس کی شادی رچی اور تیاری شروع ہوئی - آخر شادی کا دن آیا - بی بیاں جمع ہوئیں - باہر ناچ تماشا ہونے لگا - مجلس جمع ہوئی - برات دُھوم دھام سے نکلی - نکاح ہوا - خوبصورت دُلہن کو بہت دان دہیز سے گھر میں لایا - دُلھن کے گھر میں آنے کی خوشی ہو رہی ہے - دُولھا باھر سلامتی سے مجلس میں بیٹھا سہرا باندھے ناچ دیکھ رہا ہے - گھر میں دُلھن کو بی بیاں آراستہ کر تی ہیں - اور ڈومنیاں تبلے پر تھاپ مارتی ہیں - کہ اِتنے میں دُولھا کی ماں کو یاد آ گیا کہ آج ہمارے لڑکے کی تاریخ ہے - جلدی سے چارپائی بچھا اُس پر نہالچہ ڈال تکیہ اُسی طرح رکھ مُونہ ڈھانپ کر زار زار رونے لگی - گھر سے باہر تک تمام شور پڑ گیا - کہ دولھا کی ماں مُونہ ڈھانپ کر کیا جانے کیوں روتی ہے - ساری بی بیاں گرد ہوئیں پُوچھتی ہیں کہ کسی کے مرنے کی خبر آئی ؟ جو تم روتی ہو - کوئی کہتا اِسکو اپنا خاوند یاد آیا - کوئی کہتا کہ ماں یاد آئی - اُس نے کہا اری بی بیو! یہ سب کچھ نہیں - میرے رونے کی کیا پُوچھتی ہو بارہ برس ہوئے کہ آج ہی کے دن ہمارے صاحبزادے کے پھوڑا نکلا تھا - اِسی چارپائی پر یہی نہالچہ بچھا تھا - اور تکیہ سر کے تلے دیئے درد کے مارے لوٹتا تھا - اور مَیں اپنے دل کو تھپکیئے سرہانے رومال لیئے مکھی ہلاتی تھی - تین دن تک بچے نے مُونہ پر دانہ نہ رکھا اور میں بے قرار بچے کے درد سے مُنہہ ڈھانپے روتی تھی - بہن آج وہی تاریخ ہے - مَیں ہر سال بچہ کی تاریخ پر روتی ہوں - آج مَیں کم بخت بھول گئی تھی - بی بیوں نے کہا - اے بی بی تم دیوانی ہو گئی ہو - ؟ مَیں جانتی تھی کہ کیا جانے تم پر کیا مُصیبت پڑی - کہ اس طرح پھُوٹ پھوٹ کر روتی ہو - چلو مُونہ دھو - کھانا کھاؤ - یہ کیا تمنے شادی کے گھر میں بُری فال نکالی ہے - کب کی بات کب گذری - اللہ نے فضل کیا - وہ دُکھ دور ہوا - آج تمہارے بچہ کی شادی رچی ہے - وہ مزے سے مجلس میں مسند لگائے سلامتی سے ناچ دیکھ رہا ہے اُس کی دُلھن گھر میں آئی - آج تخت کی رات تم نے کہاں کی بات کو یاد کر کے رونا مچایا ہے - تو یہ جواب دیتی ہے جس کے پاؤں نہ پھٹے بوائی وہ کیا جانے درد پرائی بی بیو جس کے جی کو لگتی ہے - وہی جانے - تم اُس دن ہوتیں تو دیکھتیں کہ کیسی میرے بچے پر مُصیبت گذری تھی - بی بیوں نے کہا چلو کنارے بیٹھو - بڑی انوکھی درد والی تمہیں کو دیکھا - ایک تم ہی کو - لڑکا تمام دنیا سے زیادہ پیارا ہے - اور ہم میں کسی کو نہیں - ماری بی بیاں ہوتیں

کا سر اُسکا ایک قطرہ عرق زمین پر گر پڑیں - تو تمام زمین کے دُوم چار خاک رو ب تک اُس کی بُو سے تاب نہ لا کر مرجاویں - وہ کھانے کو ملیگا - اور تانبا پگھلا اور لہو پیپ گرم پانی پینے کو - بھلا ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ اگر تم کو خبر آوے کہ تمہارے بیٹے اور فلانے میں جو اتنی مدت سے لڑائی تھی سو تمہارا بیٹا جیتا - اور دلی کا بادشاہ ہوا - اور اُس کا دشمن مارا اور خراب ہوگیا - مال اموال اُس کا سب لُٹ گیا - اور ہاتھ پاوں سے کوڑھی ہو کر قید شدید میں خون کی علت سے گرفتار ہے - روز سوا سیر نمک کھانے کو ملتا ہے - پھر کیسا خوش ہوتے ہو - اب دو حالت سے خالی نہیں یا تو تم یزید کے کھلے دوست اور امام کے صاف دشمن ہو جو خوش خبری پر امام کی اور یزید کے دُکھ پر روتے ہو - یا تم کو امام کے جنتی اور یزید کے دوزخی ہونے میں شبہہ ہے - ہم کو اگر ہمارے بیٹے کے ہاتھ کا مہری خط لکھ کر آوے - کہ ہم دلی کے بادشاہ ہوئے تو ویسا یقین نہیں ہوگا - جیسے اپنے امام کے جنت میں جانے اور عیش کرنے کا یقین ہے کیونکہ اللہ اور رسول کا خط سب سے سچا عَنِ الرُّبَیِّعِ بِنْتِ الْبَرَاءِ وَھِیَ اُمُّ حَارِثَۃَ بْنِ سُرَاقَۃَ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَلَا تُحَدِّثُنِیْ عَنْ حَارِثَۃَ وَکَانَ قُتِلَ یَوْمَ بَدْرٍ اَصَابَہٗ سَہْمٌ غَرْبٌ فَاِنْ کَانَ فِی الْجَنَّۃِ صَبَرْتُ وَاِنْ کَانَ غَیْرَ ذٰلِکَ اجْتَہَدْتُ عَلَیْہِ فِی الْبُکَاءِ فَقَالَ یَا اُمَّ حَارِثَۃَ اِنَّہَا دَرَجَاتٌ فِی الْجَنَّۃِ وَاِنَّ ابْنَکِ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰی ربیع کہ وہ بیٹی براء کی اور ماں حارثہ بن سراقہ کی تھی - آئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سو بولی اے نبی اللہ کے کیا مجھ سے نہیں کہتے حارثہ کا حال؟ اور وہ مارا گیا بدر کے دن لگا اُسکو ایک تیر غیبی - سو اگر ہووے وہ جنت میں صبر کروں اور اگر ہووے کچھہ اور کوشش کروں اُوپر اُس کے رونے میں - سو فرمایا اے حارثہ کی ماں جنت میں کتنے درجے ہیں اور وہ تیرا بیٹا پہنچا فردوس اعلےٰ کو - اب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان والی عورتوں کا یہ حال تھا کہ اپنے عزیز کے مرنے سے نہیں روتیں - اور جینے سے نہیں ہنستیں تھیں - بلکہ تحقیق کرتیں کہ جنتی ہوا یا دوزخی - اگر معلوم ہوتا کہ جنتی ہوا تو کچھہ غم نہیں لیکن دوزخی ہونے کا البتہ غم ہے - اِن باتوں کو سُن کر کہتے ہیں - کہ صاحب یہ توسچ ہے کہ امام کو اللہ نے عیش دیا اور یزید کا منہ کالا ہوا - دوزخ میں گیا - اس میں کون مسلمان شبہہ رکھتا ہے - لیکن جسدن ہمارے امام صاحب کا دریا کے کنارے پیاسا گلا کٹا - اور تمام بدن سر سے پاؤں تک زخموں سے ٹکڑے ہوا اور اُن پر اور اُن کے جورو بچوں پر مصیبت گذری - بھلا کیونکر اُسکو یاد کر کے غم نہ کریں - جس کا ایسا ہی دل پتھر ہو تو نہ پسیجے - اور نہیں تو امام کا غم وہ ہے کہ پہاڑ کے پتھر کو بھی رُلادے - اُن کو یوں سمجھانا چاہیئے کہ ہم تم سے ایک مثل کہتے ہیں کان دھر کے سُنو - کہ ایک بڑھیا تھی اُس کے بیٹے کے پھوڑا نکلا - اُس نے جب شدت کی - تمام رات اُسے چین لینے نہ دیا - کراہتے گزری - ایسی چیخیں مارتا کہ ہمسایہ سے سُنا نہ جاتا - درد کی صست سے آب و دانہ حرام ہو گیا - اتنا رویا کہ منہ سرخ ہو گیا - ہونٹھ خشک ہو گئے - ایک نہالچہ پر تکیہ رکھے

بیان یہ تھا کہ یزید بہادر کے سپاہیوں نے امام رض کو مارا اور امام کی بی بیوں کو باندھ لائے اور [illegible]
وہ یوں لوٹ گئیں۔ یوں پانی نہ دیا۔ یوں سر نیزے پر چڑھایا۔ اور منادی کر دی کہ ہر شخص [illegible] کا سامان درست
کرے۔ اپنے اپنے دروازے پر ڈھول دہراوے۔ اور گھر لیپے نئے باسن لاوے نئے [illegible]
کرے۔ دوستوں کو جمع کرے۔ فتحنامہ سُناوے لکڑی پھینکے۔ اپنی اپنی کثرت دکھاوے۔ جب ہی سے محرم
شروع ہوا اب وہی محرم امام کے غم کے نام سے لوگ کرتے ہیں۔ اور تب خوشی کے نام سے کرتے تھے
اس کی دلیل یہ غور کرو کہ اس میں غم کا کون سا سامان ہے۔ سوائے خوشی کے جو امام کے سچے دوست تھے
اُنہوں نے یزید کا ظلم سہا۔ پر محرم نہ تب کیا تھا نہ اب کرتے ہیں۔ اور تمہارا ظلم اسی لیئے برابر سے سہتے
چلے آتے ہیں۔ اب ذرا غور کرو اوّل امام صاحب سے اور یزید سے بگاڑ کی جڑ نماز ہے۔ اور آخر اسی نماز میں امام
صاحب نے سر کٹایا پر نماز نہ چھوڑی۔ نماز ایسی چیز ہے کہ جس کے لیئے امام نے اپنے سارے خاندان کا پیاسا گلا کٹایا۔
اور آپ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر سجدہ میں شہید ہوئے اللہ رے نماز کی محبت امام رضی اللہ عنہ نماز کے ایسے عاشق تھے اور اُن
کی محبت کا یہ لوگ دعوے کرتے ہیں پر کبھی اعتقاد سے پچھم کیطرف مُونہ کر کے سوئے بھی نہیں۔ اور نمازیوں سے
عداوت اور اُن پر ٹھٹے کرتے ہیں۔ بھلا غور تو کرو اگر کوئی تمہارے دلی دوست سے محبت کرے۔ تو کتنا اُس
کے شکر گذار ہوتے ہو۔ اور جو تمہارے دلی دوست پر طعن اور ٹھٹے کرے۔ کیسے جان سے بیزار ہوتے ہو
اب انصاف کرو کہ جس کو نماز کی قید نہیں۔ اور امام کی مصیبت کے دن میں ڈھول دہراوے اچھے کپڑے
پہنے۔ روشنی کرے۔ دوستوں کو جمع کر کے یزید کا فتحنامہ گاوے۔ کھانا پانی بانٹے۔ وہ یزید کا لشکر
ہے۔ یا وہ جو نماز کا مقید ہو۔ سر جائے پر نماز نہ جائے۔ امام رضی اللہ عنہ کی مصیبت کے دن میں گھر سے
باہر نہ نکلے۔ بیٹھا امام کے نام پر درود اور صلوٰۃ بھیجا کرے۔ اگر تم کہو کہ ہم خوشی نہیں کرتے۔ بلکہ امام کے
غم کے سبب سے ڈھول دھراتے ہیں۔ بھلا ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ باپ کے مرنے میں تم نے ڈھول
نہیں دھرایا۔ ماں مری تب نہیں دھرایا۔ بھائی مرا تب بھی نہیں۔ بلکہ برس دن تک بیٹے کی شادی
موقوف رہی۔ کہتے ہو کہ بے ڈھول شادی حرام ہے۔ اور باپ مرگیا ڈھول کیوں کر دھراویں
اگر کوئی میراثی کلانوت یا بجنیا بھول کر عید بقرعید کا دن دیکھ گانے بجانے کو آپ سے تمہارے
کنے آگیا۔ لوگوں سے کہتے ہو کہ اس کو کہہ دو کہ ہمارے باپ کی برسی ابھی نہیں ہوئی۔ یہ غمی کا
گھر ہے۔ یہاں نہ بجاؤ۔ اور امام کا غم بے ڈھول بجائے درست ہی نہیں ہوتا۔ اب صاف معلوم ہوتا
ہے کہ تم یزید کے دوست اور امام کے دشمن ہو۔ سچا غم ہوتا تو باپ کے غم میں ضرور ڈھول
دھراتے۔ اور اُلٹے خفا کیوں ہوتے۔ اگر کوئی کہے کہ تم تو پہلے کہہ چکے ہو۔ کہ امام کا دوست

پاگل کہتی ہیں۔ اور وہ سب کو۔ اور کہتی ہے کہ بارہ برس سے مَیں کرتی چلی آتی ہوں۔ اب آج تم لوگوں کے کہنے سے چھوڑ دوں گی۔ آپ انصاف کی نظر سے غور کرکے دیکھو تو کون پاگل ہے؟ وہ بڑھیا یا سارے جہان کی عورتیں۔ پس اسی طرح۔ سمجھو کہ اگر وہ بڑھیا دیوانی ہے تو محرم میں امام کا نام لے کر غم کرنیوالوں کو تو حصہ اُس سے زیادہ خبط ہے۔ کیونکہ اُس کے بیٹے کی مصیبت کو بارہ برس گذرے تھے۔ اور امام پر مصیبت گذرے ہوئے بارہ سو برس اور آج بیشک وہ جنت میں عیش کرتے ہیں۔

اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ یہ محرم کس طرح جاری ہوا۔؟ اُنسے کہو کہ اِس کا سبب ہر شخص کو معلوم نہیں۔ اس کا سبب جب معلوم ہو کہ اصل بنا امام صاحب اور یزید کی لڑائی کی سُنو۔ اصل بنا امام صاحب اور یزید سے لڑائی کی نماز ہے اِس طرح سے کہ امام صاحب کو یزید نے کہلا بھیجا۔ کہ تم ہمارے ہاتھ پر بیعت کرو۔ امام صاحب نے جواب لکھا کہ ہم کو بیعت کرنے میں کسی کے ہاتھ پر انکار نہیں۔ مگر ایک شخص کہ جس کو نماز کی قید نہیں۔ اور ہم نے سنا ہے کہ تجکو نماز کی قید نہیں ہے۔ یہی جڑ ہوئی بگاڑ کی۔ پھر اور بگاڑ بڑھتا گیا۔ آخر امام صاحب کو کوفے کے لوگوں نے بُلایا۔ کہ ہم لوگ آپ کا ساتھ دیں گے۔ آپ یہاں آئیے۔ امام صاحب اپنے جو رونچے لڑکے بالے سب ستر دو بہتر تن لے کر کوفہ کی طرف کو یزید کے ظلم سے نکل چلے۔ یزید نے سُنا کہ اگر امام کوفے کو جائیں گے تو بڑا فساد ہوگا۔ ہمکو مار کے ملک سے نکال دیں گے۔ اُس نے رستے میں فوج کو بھیجا کہ کوفے نہ پہنچنے پاویں فوج نے آکے کربلا کے میدان میں گھیر لیا۔ نو دن تک بھوکا پیاسا رکھا۔ دسویں دن امام نے لاچار ہوکر فجر لڑائی شروع کی۔ دوپہر کے بیچ میں ہزاروں بے دین مارے گئے۔ اور سارے لوگ امام کے شہید ہوئے جب امام اکیلے رہے تب آپ نے تلوار پکڑی۔ اور لہو کی ندی بہائی۔ ہزاروں کے سر بات کہتے کاٹ کر پھینکدیئے۔ کوئی ڈر سے امام پاس نہ آتا تھا۔ آپ ہزاروں زخموں سے چُور نماز ظہر کے اِنتظار میں کھڑے ہوئے کہ ذرا بھی دن ڈھلے تو فقط فرض ادا کرلیں۔ جس سے مرتے وقت ایمان سلامت جاوے۔ جیسے کوئی معشوق کے انتظار میں آخری دیدار کا منتظر رہتا ہے۔ اُسی طرح کھڑے تھے۔ پر مارے رعب کے کوئی پاس نہیں پھٹک سکتا تھا۔ جب ذری سی دوپہر ڈھلی جلدی سے تیمم کر نماز کو کھڑے ہوگئے۔ اُن شقی لوگوں نے دیکھا کہ شیر نماز کے پنجرے میں آپ سے بند ہوا ہے۔ اگر پنجرے سے نکلے گا تو بہتوں کو مارے گا۔ اور کسی کے ہاتھ نہ لگے گا پس ایک دفعہ سو پچاس آکر جھک پڑے پہلے شمر ملعون نے حضرت کی گردن پر خنجر چلایا۔ سر آپ کا سجدے میں رہگیا۔ جب امام شہید ہوئے تب اکثر لوگ جو دیندار تھے اُن کو یہ ماجرا سُن کر نہایت غم ہوا۔ یزید کو یہ خبر معلوم ہوئی۔ کہ اکثر لوگوں کو ہماری فتح کی خوشی نہیں۔ یزید نے پہلے اپنے دروازے پر ڈھول دھرایا۔ اور خوب روشنی کی۔ اور شادیانہ بجایا۔ اور جشن کیا۔ اور تمام مُلک میں اپنا فتح نامہ لکھواکر بھیجا۔ اُس میں سارا

امام صاحب تخت پر نہیں بیٹھے - آخرش خدا خدا کر کے کسی طرح امام صاحب پگڑی پہن سہرا باندھ بن ٹھن کے
تخت پر آ بیٹھے - تب لوگ شیرینی - مالیدا - تل چاولی لیکر دوڑے اور تین تین سلام ادب سے بجا لا کر سجدہ کیا
ہاتھ باندھ کر دور کھڑے ہوئے شربت - مالیدہ - حلوا نذر چڑھایا - حاجت چھوٹی بڑی عرض کی - دل کا جتنا مقصد
زبان سے بیان کرنے کا تھا - وہ زبان سے بیان کیا - باقی عرضی میں لکھ کر دستخط کے واسطے تخت کے پایہ
میں باندھ دیا - یہ سب کچھ ہو ہوا کر اب ذرا ہم کو بتاؤ کہ اب کون یزید آ کر امام صاحب کو شہید کر گیا جو تم چلے قبر کو
دفن کرنے کو ؟ ابھی تو اچھی طرح سے امام صاحب نے نہ سجدہ سلام لیا نہ عرضی پہ دستخط کیئے نہ حلوہ مالیدہ
کھایا نہ کچھ درد دُکھ لوگوں کا سنا - نہ بیماروں کی بیماری کی دوا بتائی - سو قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس
گھر والے ہی نے مارا جسکے گھر رات کو رہے - دیکھا کہ اُس میں کوڑی - پیسا - شیرینی - مٹھائی بہت چڑھی ہے
مار ڈالیں گے تو سب میرے ہی ہاتھ لگے گی - زر کی ایسی طمع ہے کہ آدمی امام کا بھی دشمن ہو جاتا ہے اور
دوسرے ذرا انصاف کرو بھائیو ! کہ ذلیل سے ذلیل مسلمان کا اگر ذرا سا چھو کرا بھی مر جاوے تو بے نماز
کے کوئی گاڑتا نہیں امام کی لاش بے نماز گاڑتے ہو - اور عجب امام کا ماننا ہے - کبھی تو امام کہتے - سجدہ
کرتے - روزی مانگتے ہو - اور کبھی اُس پر جوتی پیزار کرتے ہو - جیسا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے - کہ دو تعزیے کربلا کو
چلے ہر فریق اپنے تعزیے کو دوسرے سے آگے نکال لیجانا چاہتا تھا - جوہیں ایک تعزیہ دوسرے تعزیے کے
آگے نکلا لکڑی پتھر اُس پر پڑنے شروع ہوئے - اور لگے کہنے کہ ہیں بھلا ہمارے امام صاحب کے آگے دوسرے
محلے کا امام جا سکتا ہے ؟ نہیں ہرگز نہیں اور اُس میں جو کچھ بنا رکھا تھا سب کو توڑ تاڑ چورا کر کے رکھدیا - یہی
حال اُنھوں نے اِن کے امام کے ساتھ کیا - غرض کربلا میں پہنچنے بھی نہ پائے کہ رستے ہی میں دونوں کے
ڈھیر ہو گئے - علم شدے پنجے وغیرہ جو رہے اُنکے یار لوگوں نے کوڑے کر کے خوب گلچھرے اڑائے - کسی نے
پوچھا کہ تمھارا تعزیہ آج کربلا نہیں گیا - ؟ تو جواب دیا کہ ہم مرگھٹ میں جا کے پھونک آئے - اور کسی نے بڑے فخر
سے یہ آن کے بیان کیا کہ ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا - کہ امام پر جونہی لکڑی پڑی اتنا خون بدن سے بہا کہ بند
ہی نہ ہوتا تھا - کھپچیوں سے خون کا نکلنا آجتک کسی نے نہ سُنا ہو گا ! یہ ہیں انکے امام اور یہ ہیں مُحبّان امام
دوسرا شخص ایک لکڑی بھی مارتا - تو اُسکے جانی دشمن ہو جاتے ان کم بختوں نے امام کا یہ حال کیا اُس وقت
کو بھی ذرا کانپے نہ کھڑا ہوا - اور کسی نے اِتنا نہ کہا کہ اے بے دینو ! بدبختو ! کل جسکی محبت کا دم بھرتے اُسکے آگے سجدہ کرتے
اُس سے مرادیں مانگتے تھے جسکی بدولت پیسہ کوڑی ریوڑی گٹے حلوا مالیدہ کھاتے تھے آج تم نے اُسکا یہ کھا پورا کیا -
ایسا تو ہندو بھی اپنے بتوں کے ساتھ نہیں کرتے یہ تو یہ انکے امام بھی ماشاء اللہ بڑے عزت دار اور بڑے غیرت مند
معلوم ہوتے ہیں کہ اِس سال ان لوگوں کے ہاتھوں ایسی کچھ انکی ذلت اور رسوائی ہوئی دوسرے سال پھر دیہیں

جو ہوگا سو خوشی کرے گا۔ اور یزید کا دوست غم کریگا۔ کیونکہ امام جنت میں ہیں اور یزید دوزخ میں۔ پھر کیوں خوشی پر ہماری طعن کرتے ہو اُن سے کہو کہ انما الاعمال بالنیات جیسی نیت ہو ویسا ہی پھل ملے۔ تم اگر یہی جان کے خوشی کرتے کہ ہمارے امام جنت میں عیش کرتے ہیں۔ تو تم پر کچھ الزام نہ تھا۔ تم تو دعوے کرتے ہو کہ ہم امام کا غم کرتے ہیں۔ اور اُلٹے سامان کرتے ہو خوشی کا۔ یہ کام منافقوں کا ہے۔ اور جو جو کام یزید نے اپنی خوشی میں کیا وہی تم بھی کرتے ہو اِس سے معلوم ہوا کہ یزید کے خیر خواہ بھائی ہو۔ اور عالم لوگ جو بیٹے کی شادی میں ڈھول دھرانے کو منع کرتے ہیں۔ اُس کی وجہ دو ہیں ایک تو یہ کہ ڈھول یزید نے اپنی فتح کی خوشی کے دن دھرایا تھا۔ اُسی دستور پر تم بھی اپنے بیٹے کی خوشی کے دن ڈھول بجاتے ہو۔ امام کا جو دوست ہے اُس کے کان سے یہ نہیں سُنا جاتا۔ دوسری وجہ یہ کہ ڈھول بجانا حرام ہے۔ اور جب کوئی آدمی حرام فعل کرتا ہے۔ تب اُس کے دل سے ایمان نکل جاتا ہے۔ اور بے توبہ خالص کے پھر ایمان دل میں نہیں آتا۔ اور اُسی حالت میں نکاح پڑھایا جاتا ہے۔ وہ نکاح کب حلال ہوا اشراف بھلے آدمی کی لڑکی جو اپنے بھائیوں کے سامنے آنے میں شرماتی ہے اور غیر کے پاس نکاح حلال ہونے کے سبب جاتی اور آبرو دیتی ہے۔ جب نکاح ہی درست نہیں ہوا تو تمام عمر اشراف بھلے آدمیوں کے گھر میں حرام ہوتا رہا۔ اور اولاد حرام زادی ہوتی رہی۔ سوچو تو کتنے بڑے غضب کی بات ہے۔ بعضے لوگ یہ سُن کر بہت چڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم ہم سب کو حرام زادہ بناتے ہو۔ اُن سے کہو کہ تمہاری وہ مثل ہے کہ ایک شخص رات دن جھوٹ بولا کرتا تھا۔ اسکو کسی نے کہا جھوٹا۔ وہ لگا مارنے پیٹنے۔ لوگوں نے کہا کہ تو جھوٹ بولنا چھوڑ دے تو کیوں لوگ تجکو جھوٹا کہیں کہنے لگا کہ جھوٹ بولتا ہوں اپنے مُونہ سے۔ لوگ کیوں جھوٹا کہتے ہیں؟ اُن کے مُونہ سے تو نہیں بولتا۔ اِسیکو کہتے ہیں کہ ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری۔ اور جب ہم تم سے مجلس میں پُوچھتے ہیں کہ آپ کی والدہ کا کیا نام۔ اور آپ کی بہن کا کیا نام ہے تو نہایت خفا ہو کر کہتے ہو کہ بھلے آدمی کہیں اپنی اشراف بی بیوں کا نام بھی بھری مجلس میں لیتے ہیں۔؟

بھلا بھائیو! انصاف کرو کہ تم یہاں تو فقط نام پُوچھنے سے اپنی بی بیوں کے مجلس میں اسقدر خفا ہوتے ہو قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے نواسے کو کہ اُن کی نیک بی بیوں کی رسوائی مجلس میں گاتے پھرتے ہو جس میں ہندو اور نصاریٰ ہنس کر یوں کہتے ہیں۔ کہ اِن کے یہی پیشوا تھے جن کا یہ حال بیان کرتے پھرتے ہیں۔ کیا مُنہ دکھاؤ گے۔ عجب بے حیا ہو کہ تسپر بھی تمہیں غیرت نہیں آتی۔ اور تعزیہ پُوجنا نہیں چھوڑتے اور دوسرے محرم کی نویں تاریخ کو دستور یوں ہے کہ اول حاجتی لوگ شام سے منتظر رہتے ہیں۔ یہانتک کہ جب امام صاحب تخت پر بیٹھیں تو ہم شربت۔ مالیدا۔ تل چاولی۔ لیجا کر حاضر کریں۔ عورت مرد ایک ایک کو پُوچھتا ہے کہ دیکھو تو امام صاحب تخت پر بیٹھے یا نہیں۔ گھڑی گھڑی آتے اور پھر پھر جاتے ہیں۔ کہ ابھی

شکل بنانا - یا کسی درخت یا کوئی جگہ کو پوجنا اُس کو وثن کہتے ہیں - اگر کوئی کہے کہ ہم تو اِس لکڑی کو سلام نہیں کرتے - اور اِس سے حاجت نہیں مانگتے - اُن سے کہو کہ ہندو سے پُوچھو کہ جو پتھر کا لنگ بناتا ہے - وہ بھی کہتا ہے کہ ہم تو اس پتھر کو سلام نہیں کرتے - اور اُس سے حاجت نہیں مانگتے - بلکہ ہم تو مہا دیو سے حاجت مانگتے اور اُن کو سلام کرتے ہیں - اور اللہ رب العالمین سورہ یوسف میں فرماتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانہ میں قیدیوں کو سمجھانا شروع کیا اس طرح کہ یَا صَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ اے قید خانہ کے بھائیو! کیا کئی خاوند جُدا جدا بھلے - یا اکیلا اللہ جو بڑا قہر والا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ہم حضرت امام کے روضہ کی نقل بناتے ہیں - اُن سے کہو کہ جب تم اُس کو پُوجنے لگے تو مشرک ہوئے - اور حضرت امام کے روضہ کی تو ایک شکل بنی ہوئی ہے - یہ جو تم ہزار شکل کے تعزیئے بناتے ہو تو سب اُن کے نقل نہیں ہو سکتے - ایک سال ایسا ہوا کہ محرم کا عشرہ اور ہندوؤں کا رتھ جاترا ایک ہی دن پڑا - جب بازار میں ڈھپ ڈھپ بجا - اور لوگوں کی بھیڑ چلی آتی دیکھی تو مسلمان تعزیہ پرستوں نے سمجھا کہ تعزیہ آتا ہے - اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوتے - اور اُونچا سا لکڑی کا بنا ہوا اور اُس پر چنور ہوتا دیکھ دست بستہ ہو کر ادب سے سلام بجا لائے - نزدیک پہنچے دیکھا تو معلوم ہوا کہ رتھ جاترا ہے - توبہ توبہ کر کے دو کان میں غیرت سے گھس گئے - اِس واسطے کہ جو تعزیہ نہیں پُوجتے ٹھٹھا کریں گے - اور کبھی ایسا ہوا کہ ڈھپ ڈھپ کی آواز سُن کر ہندوؤں کو دھوکا ہوا وہ سمجھے کہ ہمارا ٹھاکر چلا آتا ہے - جب بہت قریب پہنچے تب معلوم ہوا کہ تعزیہ ہے - اور کبھی یوں ہوا کہ دُور سے اُس کی چھتری اور ڈھول بجتا چنور ہوتا دھوم دھام سے آتا ہوا دیکھ کر ہندو کہنے لگے کہ ہمارا ٹھاکر ہے - اور مسلمان کہنے لگے کہ ہمارا تعزیہ ہے - آخر خوب ردو بدل ہوئی اور آپس میں شرط ہونے کی نوبت پہنچی - یہ ہتک اور فضیحتی دیکھ کر کتنے ہی غیرت والے مسلمانوں نے اُسی سال تعزیہ پُوجنے سے توبہ کی - اور جو بے غیرت ہیں وہ کسی طرح نہیں چھوڑتے -

ایک بات اور بھی کان دھر کر سُننے کی ہے اور یہ بات سینکڑوں ہزاروں جگہ تجربہ میں آئی ہے کہ جس شہر میں جس کا امام باڑہ زیادہ مشہور ہوا اور لوگ بہت جمع ہونے لگے - اخیر کو چند روز میں وہ امام باڑہ بھی خراب ہوا اور اُسکا گھر بھی برباد ہوا اور اکثر جوانی ہی موت مرے - اور بہت بے اولاد ہوتے - یہ بات سچ ہے یا جھوٹ - اس کو اپنے اپنے شہروں کے احوال سے ملا کر غور کرو - اور خوب سوچو - کہ جس کام سے اللہ اور رسول بیزار ہوں اور امام کی روح ناخوش ہو - بھلا اُس کام میں کسی کو کیونکر فلاح ہو سکتی ہے *

غزل

مُرید ہو گئے عالم تمام لکڑی کے جو پاؤں پڑنے لگے صبح و شام لکڑی کے

اُسی جگہ اور اُن ہی لوگوں میں موجود۔ برخلاف اس کے ہمارے امام ہیں کہ جنت میں عیش کرتے ہیں۔ نہ گڑ کا مالیدہ کھانے کو آتے ہیں۔ نہ اُنکی ایسی فضیحت ہوتی ہے۔ اور حضرت امام حسن حسین رضی اللہ عنہما سے کم مُصیبت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اور اُنکے گھر والوں پر نہیں ہوئی۔ تاریخوں کو دیکھو تو معلوم ہو۔ اُنکا تعزیہ کوئی بھی نہیں بناتا۔ اگر مُصیبت پر تعزیہ بنانا موقوف ہے تو اُن کا بھی بنانا چاہیئے۔ کیونکہ اہل سُنت کی کتابوں میں اُنکا بھی مرتبہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے کم نہیں لکھا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بیٹیاں اُن سے بیاہی گئیں۔ ایک کے مرنے کے بعد دوسری۔ اور اگر شہادت پر تعزیہ بنانا موقوف ہے۔ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی تعزیہ بناؤ۔ کہ یہ لوگ سب شہید ہوئے ہیں۔ فقط امام حسن حسین رضی اللہ عنہما کی تخصیص کیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یا اَور بزرگوں کا تعزیہ نہ بنایا تو اُن کی بزرگی کچھ گھٹ نہ گئی۔ لوگ کہتے ہیں تعزیہ سے امام کا نام جاری ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تو نہیں بنا۔ انکا نام کیونکر جاری ہے۔ اور ہر دم نام لینے سے کچھ ان کی بزرگی اللہ کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بڑھ نہیں گئی۔ باقی اگر یہ کہو کہ اُن کا بھلا نہیں ہمارا بھلا ہے۔ سو اس سے زیادہ بھلا ہے۔ اللہ کا نام لیا کرنے میں بعضے تعزیہ پرستی میں یہ خوبیاں بیان کیا کرتے ہیں کہ اِسکے سبب محرم میں جتنے اہل حرفہ ہیں سب کی روزی جاری ہوتی ہے۔ اور فقیر فقرا کو کھانا بہت بانٹا جاتا ہے۔ اگر محرم موقوف ہو جاوے تو یہ سب بات موقوف ہو جائے گی۔ اُن کو سمجھایا چاہیئے۔ کہ اس سے تعزیہ پرستی کا حق ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایسی نیکیاں ہندوں کے بتوں کے میلے کے دنوں میں بھی جاری ہوتی ہیں۔ اور کھانا کھلانے کا ثواب رمضان شریف میں زیادہ ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ رمضان میں ایک نیکی کرنا ایسا ہے جیسا اُس کے سوائے محرم شب برات وغیرہ دوسرے دنوں میں ستر نیکیاں کرنا۔ اور تعزیہ کا ثابت ہونا صریح ظاہر ہے جو اُس کے بُت ہونے میں شُبہہ کرے وہ نرا اندھا ہے۔ کچھ دلیل لکھنے کی حاجت نہیں۔ تمام قرآن اور حدیث شرک وکفر کی بُرائی اور بت پرستی کی مذمت سے مالا مال ہے۔ لیکن اس جگہ کئی روایتیں اور اُن کا ترجمہ لکھتا ہوں کہ اشارے کے واسطے کافی ہو چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے مَنْ جَلَّ دَ قَبْرًا اَوْ مَثَّلَ مِثَالًا فَهُوَ مَلْعُوْنٌ۔ جسنے نبی کی قبر یا اُس کی شکل بنائی سو وہ ملعون ہے۔ اور دوسری جگہ آیا ہے۔ مَنْ زَارَ قَبْرًا بِلَا مَزَارٍ فَهُوَ مَلْعُوْنٌ۔ جس نے زیارت کی اُس قبر کی جسمیں لاش نہیں سو وہ ملعون ہے۔ اور اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا۔ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُوْنَ۔ کیا ہیں یہ بُت۔ جن سے تم لگے بیٹھے ہو۔ اپنے بنائے ہوئے کے سامنے آپ سجدہ سلام کرنا۔ اسکو بت پرستی کہتے ہیں۔ اور بُت کی دو قسمیں ہیں۔ صنم اور وثن۔ جاندار کی شکل بناکر اُس کے سامنے سجدہ سلام کریں اُس کو صنم کہتے ہیں۔ اور جان دار کے سوا اور کوئی

آپ سے کچھہ سوال کیا۔ اُسکا جواب فی الفور بالبدیہہ بغیر رجوع بطرف کتاب آپنے دیا۔ اور روانہ عظیم آباد ہو گئے
بعد اُس کے اُن لوگوں نے اُس سوال و جواب کو صاف کر کے اور اُسکا نام **فیض الفیوض** رکھہ کر چھپوا دیا
چونکہ وہ رسالہ فارسی زبان میں تھا۔ عوام اُسکے فوائد و منفعت سے محروم تھے۔ لہذا فقیر سراپا تقصیر **الٰہی بخش**
بہاری عفی عنہ حسب ارشاد فاضل اجل عالم باعمل یادگار سلف ممتاز خلف جناب مولٰنا عبد الرحیم صاحب
زبیری الہاشمی صادقپوری عظیم آبادی دام فیضہ خلف اکبر جناب مولٰنا فرحت حسین قدس سرہ برادر حقیقے
حضرت مولٰنا ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ و الغفران کے اُسکا ترجمہ عام فہم اردو میں اصل کتاب کو صفحہ کے
اول کالم میں اور ترجمہ کو دوسرے کالم میں لکھ کر عام اہل اسلام کے پیش نظر کرتا ہے۔ اللہ تعالی عموماً ہر
مُسلمان کو اور خصوصاً مولٰنا ممدوحین کے مُریدوں اور معتقدوں کو اس کتاب سے فائدہ و ہدایت بخشے اور
اِس فقیر مُترجم کے لیئے اسکو ذخیرہ آخرت کا کرے آمین۔ ثم آمین۔ اور اُسکا نام مَنْبَعِ الفیوض۔ ترجمہ
فیض الفیوض رکھا رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؕ

فیض الفیوض

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یعلمھم الکتاب والحکمۃ والصلوۃ والسلام علی ھٰذا النبی الرحمۃ وعلی آلہ وصحبہ الذین ھم احق بالاقتداء الی یوم القیمۃ ❊

اما بعد۔ سوال از علماے ربانیین و فقہاے راسخین۔ کسیکہ بدرجہ اجتہاد نرسیدہ است خواہ عالم باشد خواہ عامی عمل بر حدیث نمودن او را جایز است یا نہ بینوا توجروا۔ **جواب** الحکم للہ وھو احکم الحاکمین۔ عالمیکہ بتاویل عبارت عارف است و ناسخ را از منسوخ مے فہمد و صحیح را از ضعیف مے شناسد و بر کتب متداولہ محدثین قدرت مے دارد و عمل بر حدیث نمودن او را جایز است باتفاق امام اعظم و

منبع الفیوض

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سب تعریف اللہ ہی کیلیئے ہے جسنے بھیجا اَن پڑھوں میں ایک ایسا رسول جو اُنکو سکہاتے ہیں کتاب و حکمت اور درود و سلام اُس نبی پر جو نبی الرحمۃ ہیں اور اُنکے آل و اصحاب پر جو اس لائق ہیں کہ اُنکی پیروی کی جائے قیامت تک **اما بعد** علماے ربانیین اور فقہاے راسخین سے۔ **سوال** ہے کہ جو شخص اجتہاد کے درجہ پر نہیں پہونچا ہو خواہ وہ عامی ہو یا عالم اسکو حدیث پر عمل کرنا جایز ہے یا نہیں۔ بیان کرو ثواب پاؤگے۔ **جواب**۔ حکم اللہ ہی کے لیئے ہے اور وہ سب حاکموں سے بڑا حاکم ہے۔ جو عالم کہ عبارت کا مطلب بیان کرنا جانتا ہے۔ اور ناسخ کو منسوخ سے پہچانتا ہے۔ اور صحیح کو ضعیف سے تمیز کرتا ہے۔ اور محدثین کے متداولہ کتابوں پر قدرت رکھتا ہے۔ اُس کو حدیث پر عمل کرنا جائز ہے اس پر اتفاق ہے امام اعظم رحمۃ

جہاز و مہندی و شدّہ و نشان و علم | بنائے لوگوں نے بُت لا کلام لکڑی کے
وہ دیکھتا ہی نہیں کون مجھکو پُوجے ہی | ہزار تم کرو آگے سلام لکڑی کے
ذرا تو غور کرو دل میں کیا وہ کھاتا ہے | جو لیکے جاتے ہو آگے طعام لکڑی کے
کریں ہیں عیش ہمارے امام جنت میں | یہاں پڑے ہیں تمہارے امام لکڑی کے
کوئی امام کہے کوئی شدّہ و تابُوت | یہ سارے رکھ لیئے لوگوں نے نام لکڑی کے
خدا کے ڈر سے وہ مردُود ہو گئے سارے | جو مُعتقد ہوئے ہر خاص و عام لکڑی کے
نکالو کھود کے ہندو کی طرح پتھر کا | یہ پائدار نہیں ہوتے کام لکڑی کے

تمت

رسالہ فیض الفیوض

از تصنیفات فاضل اجل عالم اکمل حضرت مولنا فیاض علی صاحب علیہ الرحمۃ والغفران خلف الصدق حضرۃ مولوی الٰہی بخش مرحوم مغفور صادقپوری عظیم آبادی خلیفہ حضرت مولنا ولایت علی صاحب زبیر الہاشمی صادقپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدنا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدنا اللہ والصلوۃ والسلام دائمین متلازمین الی یوم الدین علی عبدہ و رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد واضح ہو کہ جب کہ جناب مولنا فیاض علی صاحب خلف وسط حضرت مولنا الٰہی بخش غفرلھما رب العرش صادقپوری عظیم آبادی یکے از خلفائے عظام حضرت مولنا ولایت علی علیہ الرحمۃ زبیری الہاشمی صادقپوری عظیم آبادی ملک افغانستان سے سنہ ۱۲۷۲ ہجری میں اپنے وطن عظیم آباد کو تشریف لیئے آتے تھے۔ اثنائے راہ میں وارد دہلی ہوئے۔ اُسوقت بعض لوگوں نے وہاں کے

بین غیرہ اذا ثبت ذلک عن المحدثین او عن
کتبہم المشہورۃ المستداولۃ جاز العمل
بہا للعالم العارف بقواعد الاصول ومعانی
النصوص والاخبار قال والمراد بالعامی فی
قول ابی یوسف رح العامی الصرف الجاھل
الذی لا یعرف معنی الاحادیث وتاویلہا لان
العامی منسوب الی العامۃ وھی خلاف الخاصۃ
وفی الحمیدی العامی منسوب الی العامۃ وھم
الجہال وھکذا فی العنایۃ وغیرہ *

سوال - تابع مجتہدی را اگر حدیثے صحیح صریح
غیر منسوخ مخالف قول امام خود رسد عمل بر حدیث
نماید یا بر قول امام و اگر بر قول امام کند وحدیث
را ترک سازد - حال او عند اللہ چیست بیان کنید
این مسئلہ را از اقوال فقہاے عظام و صوفیاے کرام
بتوفیق اللہ الملک العلام -

جواب - وقتیکہ کسے حدیث صحیح صریح غیر
منسوخ یابد عمل بر حدیث نمودن او را واجب است
بلکہ از عبارت ہدایہ و غایۃ البیان و بحر الرائق و در مختار
وعنایہ وغیرہ کہ بالا مذکور شد مفہوم مے شود کہ اگر
حدیث صریح ہم نباشد بلکہ احتمال تاویل یا نسخ داشتہ
باشد و اطلاع بر تاویل و نسخ آن نشود آنوقت
ہم غیر مجتہد را عمل بظاہر آن حدیث کردن واجب
است و استفسار از کدام مفتی و مجتہد لازم نیست
نزدیک امام اعظم و محمد رحمہما اللہ و نزد ابی یوسف رح
نیز وقتیکہ عامی جاہل محض نباشد ہمین حکم است

جب ایسی ایسی حدیثیں محدثین سے ثابت ہو جائیں یا اُنکی مشہور
متداول کتابوں میں ملیں تو اُسپر عمل کرنا اُس عالم کو جائز ہے جو قواعد
اصول کو جانتا ہے اور نصوص واحادیث کے معانی کو پہچانتا ہے
ونیز فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف کے قول میں عامی سے محض عامی
جاہل مراد ہے جو احادیث کے معانی وتاویل کو نہیں جانتا ہے کیونکہ عامی
عامہ کی طرف منسوب ہے اور یہ خاصہ کے برخلاف ہے - اور
حمیدی میں ہے کہ عامی منسوب عامہ کی طرف ہے - اور مراد
اُس سے جہال ہیں ایسا ہی عنایہ وغیرہ میں ہے -

سوال (۲) - ایک شخص ایک مجتہد کا مقلد ہے اگر اُس کو
کوئی حدیث صحیح صریح غیر منسوخ جو اُس کے امام کے قول کے خلاف
ہے ملے تو ایسے وقت میں اُس کو اپنے امام کے قول پر عمل کرنا
چاہیئے یا اُس حدیث پر - اور اگر وہ اپنے امام کے قول پر عمل کرے
اور حدیث کو چھوڑ دے تو اُسکا حال اللہ تعالےٰ کے نزدیک کیا
ہوگا اس مسئلہ کو فقہاے عظام اور صوفیاے کرام کے قول سے
بیان کرو بتوفیق اللہ الملک العلام -

جواب (۲) جب کسی نے کوئی حدیث صحیح صریح غیر منسوخ
پائی تو اُسکو اُس حدیث پر عمل کرنا واجب ہو گیا - چنانچہ - ہدایہ
وغایۃ البیان وبحر الرائق - ودر مختار وعنایہ وغیرہ کی عبارت کے
اوپر ذکر ہوا مفہوم ہوتا ہے کہ اگر حدیث صریح بھی نہو بلکہ احتمال
تاویل یا نسخ کا رکھتی ہو اور اُسکے تاویل ونسخ پر اطلاع نہو اُسوقت
بھی غیر مجتہد کو ظاہر حدیث پر عمل کرنا واجب ہے - اور کسی مجتہد
ومفتی سے پوچھنا لازم نہیں ہے - نزدیک امام
اعظم اور محمد رحمہما اللہ تعالےٰ کے اور نزدیک
امام ابو یوسف رح کے بھی جس وقت کہ عامی
جاہل محض نہ ہو یہی حکم ہے - * * *

صاحبیہ رحمہم اللہ تعالیٰ - آنکسیکہ عامی باشد عمل بر
حدیث نبوی اوراہم واجب است نزد امام اعظم و
محمدؒ خلافاً لابی یوسفؒ قال فی الہدایۃ لو احتجم وظن
ذلک یفطر ثم اکل متعمداً علیہ القضاء والکفارۃ
لان الظن ما استند الی دلیل شرعی الا اذا افتاہ
فقیہ بالفساد لان الفتوی دلیل شرعی فی حقہ و
لو بلغہ الحدیث فاعتمد فکذلک عند محمدؒ لان قول
الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لا ینزل عن قول المفتی
وفی غایۃ البیان قد روی الحسن بن زیاد عن ابی
حنیفۃ رح ایضاً انہ لا کفارۃ علیہ لانہ یجب علیہ
الاخذ بحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وفی بحر الرائق وان لم یستفت ولکن بلغہ الخبر وھو
قولہ علیہ السلام افطر الحاجم والمحجوم وقولہ علیہ
السلام الغیبۃ تفطر الصائم ولم یعرف النسخ ولا
تاویلہ فلا کفارۃ علیہ عندھما لان ظاہر
الحدیث واجب العمل بہ خلافاً لابی یوسف رح
لانہ لیس للعامی العمل بالحدیث لعدم علمہ
بالناسخ والمنسوخ انتہی وھکذا فی الدر المختار
وغیرہ و شیخ محمد اسعد حنفی مکی در رسالہ شہب
محرقہ در رد قول مہدویہ کہ قایل بعدم جواز تمسک
بالاحادیث لغیر المجتہد اند نوشتہ است کہ ان الاحادیث
التی لم یبذل ارباب الجہد جہدھم فی تصحیحہا
لا یجوز التمسک بہا لغیرھم اذ فیہا ما یصلح وفیہا
ما لا یصلح وھو لا یہتدی الی التمییز بین ذلک و
اما ما اجتہدوا فی تصحیحہ وصححوہ ومیزوا بینہ و

اُنکے صاحبین امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا - اب رہا عامی
سو اسکو بھی حدیث پر عمل کرنا واجب ہے اسپر اتفاق ہے امام
اعظم اور امام محمدؒ کا امام ابو یوسفؒ اسکے مخالف ہیں - ہدایہ میں
ہے کہ ایک شخص نے پچھنے لگوائے اور گمان کیا کہ یہ مُفطر صوم ہے
پھر اُسنے قصداً کھانا کھایا تو اُسپر قضا اور کفارہ ہے اسواسطے کہ گمان
یہی کہ اُس نے نہیں تکیہ کیا ہو گا کسی دلیل شرعی پر مگر جبکہ اُسکو فتوی دیا
ہو گا کسی فقیہ نے ساتھ فاسد ہونے روزہ کے کیونکہ فتوی دلیل شرعی
ہے اُسکے حق میں اور اگر پہنچی ہو اُسکو حدیث اور اعتماد کر لیا ہو اُس نے
اُسپر تب بھی یہی حکم ہے نزدیک امام محمد کے کیونکہ قول رسول اللہ
صلعم کا مُفتی کے قول سے تو کسی طرح کم رتبہ نہیں رکھتا ہے
اور غایۃ البیان میں ہے کہ روایت کیا حسن بن زیاد نے ابوحنیفہؒ سے بھی
اُس شخص پر کفارہ نہیں ہے کیونکہ واجب ہے اُسپر رسول اللہ صلعم کے قول
کو لینا اور بحر الرائق میں ہے کہ اگرچہ اُس شخص نے فتوی نہ پوچھا ہو کسی سے لیکن
پہنچی ہو اسکو حدیث یعنی آپکا یہ قول کہ پچھنے لگانیوالے اور لگوانیوالے دونوں
کا روزہ افطار ہو گیا اور آپکا یہ قول کہ غیبت توڑ دیتی ہے روزہ کو اور نہ پہچانا
اُس شخص نے اُسکے نسخ کو اور نہ اُسکی تاویل کو تو نہیں کفارہ ہے اُس شخص پر
نزدیک امام اعظم اور امام محمد کے کیونکہ ظاہر حدیث پر عمل کرنا واجب ہے
امام ابو یوسف اسکے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ عامی کو حدیث پر عمل کرنا جائز
نہیں ہے کیونکہ وہ ناسخ اور منسوخ کو نہیں جانتا ہے انتہی اور ایسا ہی درمختار وغیرہ
میں ہے اور شیخ محمد اسعد حنفی مکی نے رسالہ شہب محرقہ میں قول مہدویہ کے رد میں جو کہ اس
کے قائل ہیں کہ غیر مجتہد کو حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں ہے لکھا ہے کہ وہ
احادیث کہ جنکی تصحیح کی طرف محدثین نے توجہ نہیں کی اُنکے ساتھ دلیل
غیر محدث کو جائز نہیں ہے کیونکہ اُن میں دونوں قسم کی حدیثیں جنمیں دلیل ہونے
کی صلاحیت ہے اور جنمیں دلیل نہیں ہونیکی صلاحیت ہے موجود ہیں اور غیر محدث
بطور خود ان دونوں کو تمیز نہیں کر سکتا ہے مگر وہ احادیث جنکی تصحیح کیطرف محدثین

وطریقۃ الاکابر النقشبندیۃ خصوصًا اتباع السنۃ
النبویۃ وعدم التقیید بمذہب معین او قول
عالم صدق محقق ولیس التعصب بمذہب معین
من آداب القوم واخلاقہم انتہی کتب تمام فقہاے
عظام وصوفیاے کرام ازین معنی مملو ومشحون است
اگر ہمہ را ذکر کنم یک بار شتر گردد - و حضرت شیخ
عبدالقادر جیلانی رح نیز در کتاب فتوح الغیب
یک مقالہ درہمین معنی ارشاد فرمودہ کہ نظر
کنید در قرآن وحدیث وعمل کنید بر آن و فریب
مخورید از اقوال ضعیفہ یا قویہ کسے وکتب محدثین
از تاکید این امر ازبسکہ مشحون است برخے
ازان ذکرے کنم - قال الشیخ عبد الوہاب الشعرانی
فی الیواقیت والجواہر روی عن ابی حنیفۃ رح
انہ کان یقول لا ینبغی لمن لم یعرف دلیلی
ان یفتی بکلامی وکان الامام مالک رح یقول
ما من احد الا و ماخوذ من کلامہ ومردود
علیہ الا رسول اللہ صلعم وروی الحاکم والبیہقی
عن الشافعی رح انہ کان یقول اذا صح الحدیث
فہو مذہبی وفی روایۃ اذا رایتم کلامی
یخالف الحدیث فاعملوا بالحدیث واضربوا
بکلامی الحائط وکان الامام احمد رح یقول لیس
لاحد مع اللہ ورسولہ کلام لا تقلدنی ولا
تقلدن مالکا ولا الاوزاعی ولا النخعی ولا غیرہم
وخذ الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب
والسنۃ انتہی وقال السیوطی رح فی کتابہ الرد

اور طریقہ اکابر نقشبندیہ کا خصوصًا سنت کا اتباع کرنا ہے
نہ مذہب معین یا کسی بڑے سچے محقق - عالم کی تقلید کرنا -
اور مذہب معین پر تعصب کرنا آداب واخلاق صوفیۂ کرام سے
خارج ہے - انتہی - کل فقہاے عظام اور صوفیۂ کرام کی کتابیں
اس مضمون سے مملو ومشحون ہیں - اگر سب کو ذکر کریں تو ایک
اونٹ کا بوجھ ہوجائے - اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ
اللہ علیہ نے اپنی کتاب فتوح الغیب میں ایک مقالہ اسی مضمون
کا تحریر فرمایا ہے - فرماتے ہیں کہ نظر کرو قرآن وحدیث میں اور
عمل کرو اوپر اسکے اور فریب مت کھاؤ کسی کے ضعیف یا قوی
اقوال سے اور محدثین کی کتابیں اس امر کی تاکید سے بہت کچھ
مالامال ہیں انمیں سے تھوڑا ہم ذکر کرتے ہیں - شیخ عبدالوہاب
شعرانی یواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ رح سے روایت
ہے کہ فرماتے تھے کہ جو شخص میری دلیل کو نہیں پہچانتا ہے اسکو
لائق نہیں ہو کہ میرے قول پر فتوی دے اور امام مالک فرماتے
تھے کہ کوئی شخص نہیں ہے مگر یہ کہ اسکا قول لیا بھی جاتا ہے اور
رد بھی کر دیا جاتا ہے سواے رسول اللہ صلعم کے اور حاکم وبیہقی
نے شافعی رح سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جب حدیث
صحیح ہوجائے تو وہی میرا مذہب ہے اور ایک روایت میں یہ ہے
کہ فرماتے تھے کہ جب میرے کلام کو دیکھو کہ رسول اللہ صلعم کے
حدیث کے مخالف ہے تو حدیث پر عمل کرو اور میرے قول کو
دیوار پر دے مارو - اور امام احمد فرماتے تھے - کہ اللہ ورسول کے
ساتھ کسی کا کلام وزن نہیں کیا جاتا ہے - تم میری تقلید مت
کرو اور نہ مالک کی اور نہ اوزاعی کی اور نہ نخعی کی اور نہ ان
کے غیر کی احکام وہیں سے لو جہاں سے ان لوگوں نے لیا یعنی
کتاب وسنت سے انتہی - علامہ سیوطی اپنی کتاب الرد

وہر کہ حدیث یا آیتہ معارض قول امام خود را ترک
سازد وعمل بر قولِ امام خود کند شیخ اکبر محی الدین ابن
العربی رضی اللہ عنہ کہ از علمائے ابرار وامام صوفیائے کبار
است آنکس را در کتاب فتوحات مکیہ گمراہ وخارج از
دین خدا نوشتہ است حیث قال اذا صح الحدیث
وعارضہ قول صاحب او امام فلا سبیل الی
العدول عن الحدیث ویترک قول ذلک الامام
والصاحب للخبر ثم قال ولا یجوز ترک آیۃ او خبر
صحیح بقول صاحب او امام ومن یفعل ذلک
فقد ضل ضلالا مبینا وخرج عن دین اللہ انتہی
وقال الشیخ عبد الوہاب الشعرانی فی مشارق الانوار
القدسیۃ سمعت سیدی علی النبتی رض یقول
لفقیہ ایاک یا ولدی وان تعمل برأی سرایتہ
مخالفا لما صح فی الاحادیث وتقول ھذا مذھب
امامی فان الائمۃ کلھم قد تبرؤا من اقوالھم
اذا خالفت صریح السنۃ وانت مقلد لاحدھم
بلا شک فمالک لا تقلدھم فی ھذا القول
وتعمل بالدلیل کما تعمل بقول امامک
لاحتمال ان یکون لہ دلیل لم تطلع انت علیہ
انتہی وقال العارف باللہ والعالم الربانی الشیخ
تاج الدین العثمانی فی جامع الفواد من یعمل
بقول المجتہدین فہو مثاب فی الدنیا والآخرۃ
مالم یجد الحدیث الصحیح المتصل الاسناد واذا
وجدہ یعمل بالحدیث انتہی وقال الشیخ الکردی
فی رسالتہ ان طریقۃ المشائخ الصوفیۃ عموما

اور جو شخص کہ اُس حدیث یا آیت کو جو اُس کے امام کے
قول کے مخالف ہے ترک کر دے اور اپنے امام ہی کے قول
پر عمل کرے اُسکی نسبت شیخ محی الدین ابن العربی جو علمائے
ابرار اور امام صوفیہ کبار میں سے ہیں کتاب فتوحات مکیہ میں فرماتے
ہیں کہ وہ شخص گمراہ اور خدا کے دین سے خارج ہے کیونکہ جب
حدیث صحیح ہوگئی اور امام کا قول اُسکی معارض ومخالف ہے تو
حدیث سے مُنہ پھیرنے کی گنجایش ہی نہیں ہے اُسوقت امام کا
قول حدیث کیوجہ سے چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور نیز فرماتے ہیں کہ نہیں
جائز ہے کسی آیت یا حدیث صحیح کا چھوڑنا کسی امام یا صاحب کے
قول کی وجہ سے اور جسنے ایسا کیا وہ کُھلم کُھلا گمراہ ہوگیا اور اللہ
تعالی کے دین سے نکلگیا۔ انتہی۔ اور شیخ عبد الوہاب شعرانی مشارق الانوار
القدسیہ میں فرماتے ہیں کہ مینے سیدی علی النبتی کو سُنا کہ وہ ایک
فقیہ سے فرما رہے تھے کہ اے میرے بیٹے تو اُس رائے پر عمل کرنے
سے بہت بچیو جو مخالف صحیح حدیثوں کے ہو اور خبردار ایسے موقع پر تو
ہرگز یہ نہ کہنا کہ یہ مذہب میرے امام کا ہے کیونکہ سب ائمہ نے اپنے
اُس قول سے جو مخالف صریح سنت کے ہو اپنی برائت کرلی ہے اور
اسمیں شک نہیں کہ تو انہیں سے کسی ایک کا ضرور مقلد ہے تو پھر
اس قول میں تو اُسکی تقلید کیوں نہیں کرتا ہے اور کیوں عمل نہیں کرتا
دلیل کے اوپر جسطرح اپنے امام کے قول پر عمل کرتا ہے اس
احتمال اسبات کے کہ امام کے پاس کوئی دلیل ہو کہ جسپر تجھکو اطلاع نہیں
انتہی۔ اور فرمایا عارف باللہ اور عالم ربانی شیخ تاج الدین عثمانی نے جامع الفواد
میں کہ جسنے عمل کیا مجتہدین کے قول پر وہ دنیا وآخرت میں ثواب پائیگا
جبتک کہ حدیث صحیح متصل الاسناد نہیں ملی ہے اور جب حدیث ملگئی
تو حدیث پر عمل کرنا چاہیئے۔ انتہی۔ اور فرمایا شیخ کُردی نے اپنے
رسالہ میں کہ طریقہ مشائخ صوفیہ کا عموماً۔

ما الفینا علیہ اباءنا و قال اللہ تعالی - ما دحا لمن لم
یقلد فبشر عبادی الذین یستمعون القول
فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھدٰھم اللہ
و اولئک ھم اولوا الالباب وقال اللہ تعالی
فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول
ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر فلم یبح
اللہ تعالی - الرد عند التنازع الی احد دون
القران والسنۃ وقد صح اجماع الصحابۃ کلھم
اولھم واخرھم واجماع التابعین اولھم عن
اخرھم واجماع تابعی التابعین اولھم عن
اخرھم علی الامتناع والمنع من ان یقصد احد
منھم الی قول انسان منھم او ممن قبلھم فیاخذ
کلہم - فلیعلم من اخذ بجمیع اقوال ابی حنیفۃ
او جمیع اقوال مالک رح او جمیع اقوال الشافعی رح
او جمیع اقوال احمد ولا یترک شیئا من اقوال من
اتبع منھم الی قول غیرہ - ولم یعتمد علی ما جاء
فی القران والسنۃ غیر صاف لذلک الی قول
انسان بعینہ انہ قد خالف اجماع الامۃ کلھا اولھا
عن اخرھا بیقین - لا اشکال فیہ وانہ لا یجد لنفسہ
سلفا ولا اماما فی جمیع الاعصار المحمودۃ الثلاثۃ
وقد اتبع غیر سبیل المؤمنین نعوذ باللہ من ھذہ
المنزلۃ انتھی وقال فی کتاب ابطال التقلید انما
حدث التقلید فی القرن الرابع والتقلید ھو
ان یفتی فی الدین فتیا بقول فلان الصاحب
او فلان العالم بلا نص فی ذلک وھذا باطل

اُسپر کی کہ جسپر پایا ہے ہمنے اپنے باپ دادوں کو۔ و نیز اللہ تعالی
اُس شخص کی مدح میں جو تقلید نہیں کرتا ہے فرماتا ہے کہ پس خوشخبری
سنا دے ہمارے اُن بندوں کو جو کہ باتوں کو سُنتے ہیں پھر اُنمیں
سے اچھی بات پر عمل کرتے ہیں یہی لوگ ایسے ہیں جنکو اللہ نے
ہدایت کی اور یہی لوگ ہیں عقل والے۔ و نیز اللہ تعالی فرماتا
ہے کہ پس اگر تم لوگ جھگڑا کرو کسی چیز میں تو لوٹاؤ اُسکو طرف اللہ اور
رسول کے اگر تم لوگ ایمان لائے ہو اللہ اور قیامت پر۔ پس نہیں
مُباح کیا اللہ تعالی نے جھگڑا لوٹانے کو تنازع کیوقت طرف غیر
قرآن و حدیث کے اور بیشک صحیح ہو چکا ہے اجماع کل صحابہ اولین و آخرین
کا اور اجماع تابعین اولین و آخرین کا و اجماع تبع تابعین اولین و آخرین
کا اوپر منع ہونے اس بات کے کہ قصد کرے کوئی شخص اُنہیں میں سے
طرف قول کسی انسان کے جو اُنہیں میں سے ہو یا اُنکے قبل کے
لوگوں میں سے ہو پس لے وہ اُسکا سب قول۔ بس چاہئیے کہ جانے وہ
شخص جو کہ لیتا ہے جمیع اقوال ابو حنیفہ کو یا کل اقوال شافعی کو یا
سب اقوال مالک کو یا جمیع اقوال احمد کو اور نہیں چھوڑتا ہے اپنے
متبوع کے کسی قول کو بھی اور نہیں اعتماد کیا اُس نے اوپر اُس چیز
کے جو آیا ہے قرآن اور حدیث میں درانحالیکہ نہیں ہونیوالا ہے
بسبب اُس کے طرف قول کسی انسان کے بعینہ کہ یقیناً خلاف کیا
اُس نے اجماع امت اولین و آخرین کا وہ نہیں پاویگا اپنے نفس کے
لیئے کوئی سلف اور نہ کوئی امام جمیع اعصار محمودۂ ثلاثہ میں اور بیشک
اُسنے اتباع کی غیر سبیل مومنین کی۔ نعوذ باللہ من ھذہ المنزلۃ انتھی
اور یہی کتاب ابطال التقلید میں فرماتے ہیں کہ تقلید قرن رابع
میں حادث ہوئی۔ اور تقلید یہ ہے کہ فتوے دیا جاوے
دین میں ساتھ قول فلاں صاحب یا فلاں امام
کے بغیر نص کے۔ اور یہ بھی باطل ہے ÷ ÷ ÷ ÷

علی من اخلد الی الارض معزیا الی کتاب التخلیص
هل اباح مالك وابوحنیفة او الشافعی رح قط لاحد
تقلیدهم حاشا لله من هذا بل انهم قد نهوا
عن ذلك ومنعوا منه ولم یفسحوا لاحد فیه
انتهی وفی روضة العلماء عن الامام ابی حنیفة
اترکوا قولی بخبر الرسول وخبر الصحابة
وروی الخطیب باسناده ان الدارکی من
الشافعیة کان یستفتی وربما یفتی بغیر مذهب
الشافعی و ابی حنیفة فیقال له هذا یخالف
قولهما فیقول ویلکم حدیث فلان عن فلان
عن النبی صلعم هکذا والاخذ بالحدیث اولی
من الاخذ بقولهما اذا خالفاه ومصنف قاموس
شیخ مجد الدین که سر حلقهٔ فضلاء متاخرین واز نقاد
محدثین است در سفر السعادت نوشته که در باب
عبادات اعتماد کلی بران کند یعنے هر انچه از حضرت
نبوت صلعم بصحت رسیده است واز خلاف زید و
عمرو نیندیشد انتهی وقدوة المحدثین ابن حزم رح این
چنین تقلید راکه کسے حدیث صحیح را متروک سازد
و بر مسائل قیاسیه امام خود عمل نماید حرام نوشته
حیث قال فی کتاب النبذ الکافیة فی علم الاصول
التقلید حرام ولا یحل لاحد ان یاخذ قول
احد غیر رسول الله صلعم بلا برهان۔
لقوله تعالی - اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ
وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ وقوله تعالی وَإِذَا
قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ

علی من اخلد الی الارض میں فرماتے ہیں کہ کتاب التخلیص میں ہے
کہ کیا مباح کیا ہے مالک و ابوحنیفہ یا شافعی رح نے کبھی کسی کیلئے
اپنی تقلید کو حاشا للہ اُن لوگوں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ بلکہ
اُن لوگوں نے اس بات سے منع کیا اور کسی کے لئے اس میں
اجازت نہیں دی۔ انتہی۔ اور روضۃ العلماء میں ہے امام ابوحنیفہ رح سے
کہ چھوڑ دو میرا قول بمقابلہ حدیث رسول و خبر صحابہ کے۔ اور روایت
کیا خطیب نے اپنی سند سے کہ دارکی جو شافعی مذہب تھے بسا
اوقات برخلاف شافعی و ابوحنیفہ کے فتوی دیتے تو اُن سے کہا
جاتا کہ یہ فتوی تمہارا دونوں امام کے مخالف ہے فرماتے خرابی ہو تم
کو حدیث رسول اللہ صلعم کی بروایتہ فلان عن فلان یوں ہے
اور حدیث کا لینا بہتر ہے اُن دونوں کے قول کے لینے سے جب
مخالف ہوں یہ دونوں حدیث کے۔ اور مصنف قاموس شیخ مجدالدین
کہ سرحلقہ فضلاے متاخرین اور نقاد محدثین سے ہیں سفر السعادت
میں لکھتے ہیں کہ عبادات کے باب میں جو کچھ حضرت نبوت سے
صحت کو پہنچا ہے اُسی پر اعتماد کلی کرنا چاہئے۔ اور زید و عمرو
کے خلاف سے کچھ اندیشہ نہیں کرنا چاہئے۔ انتہی۔
اور قدوۃ المحدثین شیخ ابن حزم رح نے ایسی تقلید کو کہ کوئی
حدیث صحیح کو چھوڑ کر اپنے امام کے مسائل قیاسیہ پر عمل
کرے حرام لکھا ہے کتاب النبذ الکافیہ فی علم الاصول میں
فرماتے ہیں۔ کہ تقلید حرام ہے کسی کو حلال نہیں ہے کہ سوائے
رسول اللہ صلعم کے کسی کا قول بلا دلیل مانے بسبب قول اللہ
تعالی کے کہ تابعداری کرو تم لوگ اُس چیز کی کہ اتارا گیا تم لوگوں کی طرف
تمہارے رب کی جانب سے اور نہ تابعداری کرو اُس کی علاوہ اپنے محبوبوں کی
و نیز بموجب قول اللہ تعالی کے کہ اور جب کہا گیا اُن لوگوں کو کہ تابعداری کرو اُس کی جو
ہوئی چیز کی تو کہا اُن لوگوں نے کہ نہیں بلکہ تابعداری کریں گے ہم

زمانهم وضيعوا عمرهم في النظر في اقوال
من سبقهم من متاخري الفقهاء و تركوا النظر
في نصوص نبيهم المعصوم من الخطاء صلعم
و آثار الصحابة الذين شهدوا الوحي و عاينوا
المصطفى صلعم و فهموا نفايس الشريعة فلاجرم
حرم هؤلاء رتبة الاجتهاد و بقوا مقلدين
على الاباء وقد كانت العلماء في الصدر الاول
معذورين في ترك مالم يقفوا عليه من الحديث
لكون الاحاديث لم تكن حينئذ فيما بينهم مدونة
انما كانت تلقى من افواه العلماء وهم يتفرقون
في البلدان وقد زال ذلك العذر ولله الحمد
بجمع الاحاديث المجتمع بها في كتب وبوّبوها و
قسموها و سهلوا الطريق اليها و بينوا ضعف
كثيرها وصحتها و تكلموا في عدالة الرجال وجرح
المجروح منهم وفي علل الاحاديث ولم يدعوا
للمستعمل ما يتعلق به و فسروا القرآن و
تكلموا في غريبها وفقهها وكل ما يتعلق بهما
في مصنفات عديدة جليلة و الالات متهيأة
لذي طلب صادق و ذكاء و فطانة وكذا اللغة
وصناعة العربية كل ذلك فقد حرره اهله و
حققوه فالتوصل الى الاجتهاد بعد الجمع والنظر
في الكتب المعتمدة اذا رزق الانسان الحفظ
الفهم ومعرفة اللسان اسهل منه قبل ذلك
لولا قلة همم المتاخرين وعدم المعتبرين و
من اكبر اسبابه تعصبهم و تقليدهم بالوقوف

اپنی عمر و زمانے کو متاخرین فقہاء کے قول کے اندر نظر کرنے
میں اور چھوڑ دیا اُن لوگوں نے اپنے نبی کے نصوص میں
نظر کرنے کو جو کہ معصوم تھے خطا سے صلے اللہ علیہ وسلم اور ترک کیا
آثار صحابہ میں نظر کرنے کو جنہوں نے مشاہدہ کیا وحی کو اور
ملاحظہ کیا مصطفے صلعم کو اور سمجھا شریعت کی نفیس باتوں کو
پس ضرور محروم رہے وہ لوگ رتبۂ اجتہاد سے اور رہ گئے
مقلد اپنے پر وحشت کے حالانکہ صدر اول کے علماء معذور تھے
اُن احادیث کے ترک میں جنکا اُنہیں علم نہیں ہوا- کیونکہ
احادیث اُسوقت اُن لوگوں کے درمیان مُدوّن نہ تھیں
صرف علماء کی زبان سے لی جاتی تھیں اور علماء متفرق شہروں
میں تھے اور خدا کا شکر ہے کہ وہ عذر باقی نہیں رہا- کیونکہ
احادیث کتابوں میں مجتمع کر دی گئیں- محدثین نے ہر مسئلہ
کی حدیث کو علیحدہ علیحدہ باب میں ذکر کیا اور اچھی تقسیم کی اور
اُسکے اخذ کے طریق کو آسان کر دیا- اور بہت سے احادیث کے
ضعف و صحت کو بیان کر دیا اور رجال و رواۃ کی عدالت میں
کلام کیا اور عادل و مجروح راوی کو علیحدہ علیحدہ سمجھا یا علل احادیث
کی وہ چھان بین کی کہ کسی علت نکالنے والے کے لیئے علت
نکالنے کی گنجائش نہیں رہی اور قرآن کی تفسیر کی اور اسرار و نکات
اور فقاہت سے اندونوں کے کلام کیا اور کل متعلقات میں
بحث کی اس خصوص میں متعدد جلیل تصنیفیں لکھ ڈالیں اور
طالب صادق ذکی و فطین کیواسطے سب سامان مہیا کر دیا اور یہی حال علم
لغت و صناعت عربیہ کا ہوا کہ انکے اہل نے اُنکو لکھ ڈالا اور خوب ہی تحقیق
کی اگر اللہ تعالیٰ کسیکو علم و فہم و حفظ اور علم لسان عطا کرے تو بہ نسبت پہلے
کے اب اجتہاد اُسپر بہت آسان ہے لیکن لوگ اُسکیطرف بہت کم توجہ کرتے
ہیں اور اُسکے بڑے سبب یہیں سے باوجود واقف کار ہونیکے تقلید و تعصب کرنا

وقد يختلف الصحابة والتابعون والعلماء فما الذى جعل بعضهم اولى بالاتباع من بعض و يكفى فى ابطال التقليد ان القائلين مقرون على انفسهم بالباطل لان كل طائفة من الحنفية والمالكية والشافعية مقرة بان التقليد لا يحل وائمتهم الثلاثة قد نهوا عن تقليدهم ثم مع ذلك خالفوهم وهذا تعجب حيث اقروا ببطلان التقليد ثم دنوا للتقليد وايضا فانهم مجمعون على ان جميع اهل عصر الصحابة لم يكن فيهم واحد فما فوقه يقلد صاحبا اكبر منه فياخذ قوله كله وان جميع اهل عصر التابعين لم يكن فيهم واحد فما فوقه يقلد صاحبا اكبر منه فياخذ قوله كله وهكذا اتباع التابعين فصح يقينا ان هؤلاء المقلدين الذين يخالفون قلدوه قد خالفوا اجماع الائمة كلها بيقين و هذا عظيم جدا وايضا فما الذى خص اباحنيفة ومالكا والشافعى بان يقلدوا دون ابى بكرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ وابن مسعودؓ وابن عباسؓ وعائشةؓ ودون سعيد بن المسيب والزهرىؒ والنخعى والشعبى وعطاء وطاؤس والحسن البصرى رضى الله عنهم انتهى - وقال امام الفقهاء المحدثين المتاخرين ابوشامة فى كتاب الاصول وقد حرم الفقهاء فى زماننا النظر فى كتب الحديث والاثار والبحث عن فقهها ومعانيها ومطالعة الكتب النفيسة المصنفة فى شروحها وغريبها بل فنوا

اور حال یہ ہے کہ اختلاف کئے جاتے ہیں صحابہ اور تابعین اور علما پس کس چیز نے بنا دیا اُن میں سے بعض کو اولی بالاتباع بعض سے اور کافی ہے ابطال تقلید میں یہ بات کہ قائلین مُقِر ہیں اپنی جانوں پر ساتھ باطل کے کیونکہ کُل فرقے حنفیہ وشافعیہ اور مالکیہ اقرار کرتے ہیں کہ تقلید حلال نہیں ہے اور اُن کے تینوں اماموں نے اپنی تقلید سے منع کیا ہے پھر باوجود اسکے اُنہوں نے اپنے اماموں کا خلاف کیا اور یہ تعجب ہے کہ تقلید کے بطلان کا اقرار کرتے ہیں اور پھر اُسی کے پاس جاتے ہیں و نیز سب لوگ متفق ہیں اس بات پر کہ صحابہ کے زمانے میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ تھا کہ وہ تقلید کرتا ہو اپنے کسی صاحب کی جو اُس سے درجہ میں بڑا ہو پھر وہ اُسکا کل قول لیتا ہو اور تابعین کے زمانے میں بھی کوئی ایسا نہ تھا کہ وہ اپنے کسی صاحب کی تقلید کرتا ہو پھر وہ اسکا کل قول لیتا ہو اور یہی حال ہے تبع تابعین کے زمانے کا تو یقینا یہ بات صحیح ہے کہ یہ مقلدین جو اپنے اماموں کے مخالف ہیں بیشک بالیقین اُنہوں نے کُل ائمہ کے اجماع کا خلاف کیا اور یہ ایک بڑی بات ہے و نیز کس بات نے خاص کر دیا ابوحنیفہ ومالک وشافعی کو کہ انکی تقلید کیجائے اور نہ تقلید کیجائے ابوبکر و وعمر وعثمان وعلی وابن مسعود وابن عباسؓ عائشہ رضی اللہ عنہم کی اور نہ تقلید کیجائے سعید بن مسیب اور زہری ونخعی وشعبی وعطاء وطاؤس وحسن بصری رض کی انتہے - اور فرمایا متاخرین فقہاے محدثین کے امام ابوشامہ نے کتاب الاصول میں کہ حرام کر دیا ہے میرے زمانے کے فقہاء نے کتب حدیث وآثار میں نظر کرنیکو اور اُسکے فقہ ومعانی سے بحث کرنیکو اور حرام کر دیا اُنلوگوں نے ان نفیس کتابوں کے مطالعہ کو جو تصنیف کیگئی ہیں احادیث وآثار کے شروح اور اُنکے غرائب کے بیان میں بلکہ اُنلوگوں نے فنا کر دیا

بالتقلید فهذا اعتقاد فاسد وقول کاسد لیس
له شاهد من النقل والعقل وما کان احد
من القرون السابقة یفعل ذلك وقد کذب
فی ظنه من لیس بمعصوم من الخطاء معصوماً
حقیقة او معصوماً فی حق العمل بقوله وفی
ظنه ان الله تعالیٰ کلفه بقوله وان ذمته مشغولة
بتقلیده وفی مثله نزل قوله تعالیٰ وَاِنَّا عَلٰی
اٰثَارِهِمْ مُقْتَدُوْنَ وهل کان تحریفات الملل
السابقة الا من هذا الوجه وقال فی رسالة
الفارسیة المسماة بالمقالة الوضیة فی الوصیة
والنصیحة اول وصیت این فقیر چنگ زدن است
بکتاب وسنت در اعتقاد وعمل وپیوسته بتدبر
هردو مشغول شدن وهر روز حصه از هردو خواندن
واگر طاقت خواندن ندارد ترجمه ورقی از هردو
شنیدن ودر عقائد مذهب قدمائی اهل سنت اختیار
کردن واز تفصیل وتفتیش آنچه سلف تفتیش نکرده
اند اعراض نمودن وبه تشکیلات وتشکیکات خام
معقولیان التفات نکردن ودر فروع پیروی
علمای محدثین که جامع باشند میان فقه وحدیث
کردن ودائماً تفریعات فقهیه را بر کتاب وسنت عرض
کردن آنچه موافق باشد در حیز قبول آوردن والا
کالائے بد بریش خاوند دادن امت را هیچ وقت
از عرض مجتهدات بر کتاب وسنت استغنا حاصل
نیست وسخن متقشفه فقها را که تقلید عالمی را
دستاویز ساخته تتبع کتاب وسنت را ترک کرده اند

تو صرف تقلید ہے اسلیئے اُس حدیث کو قبول نہیں کرتا ہے تو
یہ اعتقاد فاسد اور قول کاسد ہے۔ اسکے لیئے کوئی شاہد نہیں ہے
نہ نقل سے نہ عقل سے قرون سابقہ میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں
کرتا تھا اور بیشک وہ اپنے ظن میں جھوٹا ہوا کہ جو معصوم نہ تھا
اسکو معصوم خیال کیا۔ اور یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو اُسکے
قول کی تکلیف دی ہے اور اُسکے ذمہ صرف اُسکی تقلید ہے ایسی
ہی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی وَاِنَّا عَلٰی اٰثَارِهِمْ مُقْتَدُوْنَ
اور سابق اُمتوں میں جو تحریفیں ہوئیں وہ اسی وجہ سے تو تھیں
و نیز اپنے فارسی رسالہ میں جسکا نام المقالۃ الوضیہ فی الوصیۃ والنصیحۃ ہے
فرماتے ہیں کہ میں فقیر کی اول نصیحت چنگل مارنا ہے ساتھ کتاب اور سنت
کے اعتقاد اور عمل میں اور ہمیشہ ان دونوں کی تدبر میں مشغول
ہوتا ہے اور ہر روز ان دونوں میں سے کچھ مطالعہ کرتا ہے
اور اگر طاقت پڑھنے کی نہو تو ان دونوں کے ایک دو ورق کا
ترجمہ سُنتا ہے اور عقاید میں مذہب قدمائے اہل سنت
کا اختیار کرتا ہے اور جس بات کی سلف نے تفتیش نہیں کی
اُس کی تفتیش سے اعراض کرتا ہے۔ اور معقولیوں کے
خام تشکیلات و تشکیکات کی طرف التفات نہیں کرتا ہے اور
فروع مسائل میں اُن علمائے محدثین کی پیروی کرتا ہے
جو کہ جامع ہیں درمیان فقہ و حدیث کے اور ہمیشہ تفریعات
فقہیہ کو عرض کرتا ہے اوپر کتاب و سنت کے پھر اُس میں سے
جو کچھ موافق کتاب سنت کے ہو اسکو قبول کرتا ہو ورنہ
بُرے سامان کو اُسکے مالک کی ڈاڑھی پر دے مارتا ہے
اُمت کو کسی وقت میں مسائل فقہیہ کو کتاب و سنت پر عرض
کرنے سے استغنا حاصل نہیں ہے اور اُن فقہا کی باتوں کو
نہیں سُننا ہے جنہوں نے ایک عالم کی تقلید کو دستآویز کر کے کتاب و سنت کی تتبع

وجهد اكثر المصدرين منهم على ما هو المعروف
الذى هو منكر مالوف انتهى - وقال الولى الكامل
العارف بالله علامة الدهر وحجة الله الشيخ المحدث
ولى الله فى رسالة عقد الجيد فى احكام الاجتهاد
والتقليد اعلم ان تقليد مجتهد على وجهين واجب
وحرام فاحدهما ان يكون من اتباع الرواية
ولو دلالة تفصيله ان الجاهل بالكتاب والسنة
لا يستطيع التتبع ولا الاستنباط فكان وظيفته ان
يسأل فقيها ما حكم صلعم فى مسئلة كذا وكذا
بلا تعين فاذا اخبر اتبعه سواء كان ماخوذا
من صريح نص او مستنبطا منه او مقيسا على النصوص
فكل ذلك راجع الى الرواية عنه صلعم ولو دلالة
وهذا قد اتفقت الامم على صحته قرنا بعد قرن
وامارة هذا التقليد ان يكون عمله بقول
المجتهد - كالمشروط بكونه موافقا للسنة فلا يزال
متفحصا من السنة بقدر الامكان فمتى ظهر
حديث يخالف قوله بنذه واخذ بالحديث و
اليه اشار الائمة قال الشافعیؒ اذا صح الحديث
فاعملوا بالحديث اضربوا بكلامى الحايط وذكرا قوال مالك وابى
حنيفة واحمد رحمهم الله مثله قال والوجه الثانى
ان يظن بفقيه انه بلغ الغاية القصوى فلا
يمكن ان يخطئ فمهما بلغه حديث صحيح صريح يخالف
مقاله لم يترك وظن انه لما قلده كلفه الله بمقاله
وكان كالسفيه المحجور عليه فان بلغه حديث و
استيقن بصحته لم يقبله لكون ذمته مشغولة

اور منکر مالوف کے معروف بنانے کے لیئے کوشش کرتا ہی انتہی
اور ولی کامل عارف باللہ علامۂ دہر حجۃ اللہ شیخ محدث ولی اللہ نے
اپنے رسالہ عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید میں فرمایا ہے کہ
جان تو تقلید دو طرح پر ہے ایک واجب اور ایک حرام جو تقلید
واجب ہے اُس کے معنے یہ ہیں کہ مقصود مقلد گو دلالۃً ہی ہو
لیکن اتباع روایت ہو اُسکی تفصیل یوں ہے کہ جاہل بالکتاب
والسنۃ قدرتِ تتبع نہیں رکھتا ہے اور نہ استنباط کر سکتا ہے۔
اُسکو چاہیئے کہ بلا تعیین کسی فقیہ سے پوچھ لے کہ فلان فلان
مسئلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حکم ہے پس جب فقیہ
اُسکو تبلادے تو وہ اُسکی اتباع کرے اب چاہے وہ حکم ماخوذ ہو
صریح نص سے یا مستنبط ہو اُس سے یا قیاس کیا گیا ہو کسی نص پر
یہ سب روایۃ عن الرسول کی طرف راجع ہوگا گو دلالۃً ہی کیوں نہو
اور یہ وہ تقلید ہے کہ جسکی صحت پر اُمتوں نے قرنا بعد قرن اتفاق
کیا ہے اور اس تقلید کی نشانی یہ ہے کہ مقلد کا عمل قولِ مجتہد پر
اس طرح ہو کہ گویا قول اُسکا مشروط ساتھ موافقت سنت
کے ہے اور مقلد بقدر امکان ہمیشہ سنّت کو ڈھونڈھتا رہتا ہی
پھر جب اسکو کوئی حدیث ملگئی جو مخالف قول مجتہد ہے تو قول مجتہد
کو چھوڑ دیتا ہے اور حدیث پر عمل کرتا ہے اور اسیکی طرف اشارہ
کیا ہے ائمہ نے کہا شافعی نے جب صحیح ہو جائے حدیث تو حدیث
ہی پر عمل کرو اور میرے قول کو دیوار پر دے مارو اور ایسا ہی امام مالک
وابو حنیفہ واحمد کا قول بھی ذکر کیا گیا ہے - اب رہی دوسری قسم
کی تقلید جو حرام ہی اسکی صورت یہ ہی کہ مقلد کسی فقیہ کی نسبت یہ گمان کرے
کہ وہ نہایت درجہ کو پہنچگیا ہی اب ممکن نہیں کہ وہ خطا کرے پھر جب اُس مقلد کو
کوئی حدیث صحیح صریح مخالف قول فقیہ کے ملتی ہی تب بھی قول فقیہ کو نہیں چھوڑتا
ہی اور یہ سمجھتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو اُسی فقیہ کے قول پر عمل کرنیکی تکلیف دی ہی گویا

عہ [illegible]

حضرت مولانا اسمعیل علیہ الرحمۃ در کتاب صراط مستقیم نوشتہ
کہ در اعمال اتباع مذاہب اربعہ کہ رائج در تمام اہل
اسلام است بہتر و خوب است لیکن علم پیغمبر را
صلعم منحصر در علم یک شخص از مجتہدین نداند بلکہ
علم نبوی منتشر در آفاق گردیدہ است بموجب مقتضیات
وقت بہر کس رسیدہ و بعد آن کہ کتب مصنف شدہ
جمعیت آن علوم ظاہر گشتہ پس در ہر مسئلہ کہ
حدیث صحیح صریح غیر منسوخ یابد اتباع ہیچ مجتہد
در آن نکند و اہل حدیث را مقتدائے خود شناسد
و بدل محبت ایشان دارد و تعظیم ایشان لازم شمرد کہ
حاملان علم پیغمبر اند و بنوعے فائدہ مصاحبت پیغمبر خدا
صلعم حاصل کردہ مقبول جناب رسالت مآب گشتہ اند
و مقلدان تعظیم و توقیر مجتہدان بخوبی مے دانند محتاج
آگاہی بر آن نیستند۔

سوال۔ چہ مے فرمایند علماے باتحقیق و فضلائے با
تدقیق اندرین مسئلہ کہ عامی را تعین مذہبی از مذاہب
اربعہ فی کل المسائل واجب است یا اورا جائز است کہ
در یک مسئلہ اتباع یک مجتہد بکند و در مسئلہ دیگر اتباع
مجتہد دیگر نماید و کسیکہ تقلید یک مجتہد واجب شمارد و
موافقت اقوال دیگر علماے مجتہدین و تتبع آیات رب
العالمین و احادیث رسول امین صلعم را منع نماید و گوید
کہ ہمان مجتہد خاص ہرچہ براے ما حلال گفتہ آن را
حلال باید دانست و آنچہ حرام کرد آن را حرام باید دانست
اکنون حاجت تحقیق از آیات و احادیث و اقوال دیگر علماے
أمت ہیچ نیست حکمش عند اللہ چیست بینوا توجروا

حضرت مولانا اسمعیل علیہ الرحمۃ نے کتاب صراط مستقیم میں لکھا ہے
کہ اعمال میں اتباع مذاہب اربعہ کا کہ تمام اہل اسلام میں رائج ہے
بہتر اور خوب ہے لیکن پیغمبر صلعم کے علم کو ایک مجتہد کے علم میں منحصر نہ
جانے بلکہ علم نبوی سارے جہان میں منتشر ہوا ہے اور بموجب
مقتضائے وقت ہر آدمی کو پہنچا ہے اور بعد اُسکے کہ کتابیں تصنیف
ہوں جمعیت اُس علم کی ظاہر ہوئی ہے پس جس مسئلہ میں
حدیث صحیح صریح غیر منسوخ پاوے اُسمیں کسی مجتہد کا اتباع نہ
کرے اور اہل حدیث کو مقتدا اپنا جانے اور دل میں محبت
اُنکی رکھے اور اُن کی تعظیم کو لازمی بات جانے کیونکہ وہ لوگ
حامل علم پیغمبر کے ہیں اور ایک طرح پر پیغمبر صلعم کی مصاحبت
کا فائدہ حاصل کرکے مقبول جناب رسالت مآب کے ہوئے
ہیں اور مقلدین تعظیم و توقیر مجتہدین کو بخوبی جانتے ہیں
محتاج آگاہی کے نہیں ہیں۔

سوال (۳)۔ کیا فرماتے ہیں علماے باتحقیق اور فضلاے
باتدقیق اِس مسئلہ میں کہ عامی کو تعیین کسی مذہب کا مذاہب
اربعہ سے کل مسائل میں واجب ہے۔ یا اُس کو جائز ہے کہ
ایک مسئلہ میں اتباع ایک مجتہد کا کرے اور دوسرے مسئلہ میں
دوسرے مجتہد کا۔ اور جو آدمی کہ ایک مجتہد کی تقلید کو واجب
سمجھتا ہے اور دوسرے علماے مجتہدین کے اقوال کی موافقت
اور آیات رب العالمین و احادیث رسول امین صلعم کے تتبع کو
منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اسی خاص مجتہد نے جو کچھ میرے واسطے
حلال کیا ہے اسکو حلال جاننا چاہیئے۔ اور جو کچھ اُس نے
حرام کیا ہے اُسکو حرام سمجھنا چاہیئے اب آیات و احادیث
اور دوسرے علما کے اقوال کی تحقیق کی کچھ حاجت نہیں
ہے اُسکا حکم اللہ کے نزدیک کیا ہے بیان کرو ثواب پاؤگے۔

وشنیدن و بدیشان التفات نکردن و قرب خدا
جستن بدوری ایشان انتہی۔ و قدماے علمائے
عصر زبدۂ فضلاے دہر حضرت مولانا شاہ عبد العزیز
رحمۃ اللہ علیہ در تفسیر فتح العزیز زیر آیۂ کریمہ وَلَئِنِ
اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ الخ
فرمودہ کہ ازین آیہ معلوم شد کہ بعد از وضوح دلائل
و سطوح براہین تقلید باطل است زیرا کہ اتباع
ہوا بعد مجئ علم است انتہی و نیز درہمان کتاب
زیر آیۂ کریمہ بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا فرمودہ
کہ درین آیہ اشارہ است بابطال تقلید بدو طریق
طریق اول آنکہ از مقلد باید پرسید کہ ہر کہ را تقلید
مے کنی نزد تو محق است یا نہ اگر محق بودن اورا
نے شناسی پس باوجود احتمال مبطل بودن او چرا
اورا تقلید مے کنی و اگر محق بودن اورا مے شناسی
پس بکدام دلیل مے شناسی اگر بہ تقلید دیگر
مے شناسی۔ پس آن را چرا در معرفت حق صرف
نے کنی و عار تقلید بر خود گوارا مے داری۔
طریق دوم آنکہ کسی را کہ تقلید مے کنی اگر این مسئلہ
را او ہم بتقلید دانستہ است پس تو و او برابر
شدید او را چہ ترجیح ماند کہ تقلید او مے کنی - و اگر
بدلیل دانستہ است پس تقلید وقتے تمام میشود
کہ تو ہم آن مسئلہ را بہمان دلیل بدانی و الا مخالف
او باشی نہ مقلد او چون تو ہم آن مسئلہ را بدلیل
دانستی تقلید ضائع شد انتہی و محدث اکمل فقیہ بے
بدل عالم باعمل واصل الی اللہ شہید فی سبیل اللہ

اُن لوگوں کی طرف التفات نہ کرنا چاہیئے اُن سے دُور رہنے
میں خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے انتہی۔ اور قدماء علماے عصر
زبدۂ فضلاے دہر حضرت مولنا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر فتح العزیز میں تحت آیۂ کریمہ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ
بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ الخ۔ فرماتے ہیں کہ اس آیت
سے معلوم ہوا کہ بعد واضح ہونے دلائل و روشن ہونے براہین
کے تقلید باطل ہے کیونکہ اتباع ہوا ہے بعد آنے علم کے
انتہی۔ و نیز اُسی کتاب میں تحت آیۂ کریمہ بَلْ نَتَّبِعُ مَآ
اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا کے فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اشارہ
ہے طرف ابطال تقلید کے دو طریق سے۔ طریق اول یہ ہے کہ
مقلد سے پوچھنا چاہیئے کہ جسکی تو تقلید کرتا ہے وہ تیرے نزدیک
محق ہے یا نہیں اگر تو اُسکے محق ہونے کو نہیں پہچانتا ہے تو
باوجود احتمال اُسکے مبطل ہونے کے تو کیوں اُسکی تقلید کرتا
ہے اور اگر محق ہونا اُسکا تو پہچانتا ہے تو کس دلیل سے پہچانتا
ہے اگر بہ تقلید دوسرے شخص کی پہچانتا ہے تو بات بہت
طول ہو گی اور تسلسل لازم آویگا۔ اور اگر اُس کے محق ہونے
کو تو عقل سے پہچانتا ہے تو پھر اُسی عقل کو تو معرفت الٰہی
میں کیوں صرف نہیں کرتا ہے اور تقلید کے عار کو کیوں اپنے
اوپر گوارا کرتا ہے۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ کسی مسئلہ میں جسکی
تقلید کرتا ہے۔ اگر اُس نے بھی اُس مسئلہ کو بتقلید جانا ہے
تو تو اور وہ دونوں برابر ہو گئے پھر اُس کو کیا ترجیح رہی
جسکی وجہ سے تو اُسکی تقلید کرتا ہے اور اگر اُس نے اُس مسئلہ کو
بدلیل جانا ہے تو تقلید اُس وقت پوری ہو گی کہ تو
اُس مسئلہ کو اُسی دلیل سے جانے ورنہ تو اُس کا مخالف ہے
نہ مقلد اور جب تو نے بھی اُس مسئلہ کو بدلیل جان لیا تو پھر تقلید ضائع ہو گئی

ان من استفتی ابابکرؓ وعمرؓ امیرے المؤمنین فلہ ان
یستفتی اباھریرۃ ومعاذ بن جبل وغیرھما ویعمل
بقولھم من غیر نکیر فمن ادعی رفع ھذین الاجماعین
فعلیہ البیان وعبارات کتب دیگر علماے کہ بالا مذکور شد ہمہ
دلالت مے دارد برہمین مدعی واکثر عبارات کتب اصول
برین دلالت میکند اگر ہمہ را ذکر کردہ شود دفتر طویل
گردد ودر سنن ترمذی روایت است از عدی بن حاتمؓ
کہ شنیدم از رسول اللہ صلعم کہ مے خواند اِتَّخَذُوْٓا
اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وفرمود
کہ عبادت نمے کردند بنی اسرائیل علماء ودرویشان
خود را ولیکن ایشان انچہ حلال کردہ اند برائے
آنہا حلال شمردہ اند آن را وانچہ ایشان حرام نمودند
برائے آنہا حرام شمردہ اند آنرا ودر تفسیر مدارک زیر ہمین
آیت نوشتہ کہ عدی بن حاتمؓ پرسید از آن حضرت
صلعم کہ بنی اسرائیل عبادت نمے کردند احبار و رہبان
خود را پس چگونہ رب العالمین مے فرماید۔ اِتَّخَذُوْٓا
اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ الآیۃ
پس جواب داد رسول اللہ صلعم بودند انچہ حلال گفتند احبار و رہبان ایشان
برائے ایشان حلال دانستند آنرا وانچہ حرام گفتند او شان برائے آنہا حرام
دانستند آنرا پس ہمین است معنے عبادت احبار و رہبان
انتہی ودر معالم التنزیل نیز ہمچنین است ودر تفسیر بیضاوی
در سورہ یوسف زیر آیہ کریمہ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ
بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ نوشتہ بعبادۃ غیرہ او
باتخاذ الاحبار اربابا انتہی - پس از آیہ کریمہ حسب تفسیر
رسول اللہ صلعم مستفاد گشتہ کہ تقلید بحث را واجب

کہ جس نے فتوی پوچھا امیر المومنین ابوبکرؓ وعمرؓ سے تو اسکو اختیار ہے
کہ فتوی پوچھے ابوہریرہ ومعاذ بن جبل وغیرہ سے بھی اور عمل کرے
اُن لوگوں کے قول پر بغیر انکار کے پس جو دعوی کرے ان دونوں اجماع کے
اٹھہ جانیکا تو اُسکو دلیل لانا چاہیئے - اور دوسرے علماء کی کتابوں کی
عبارتیں کہ اوپر مذکور ہوئیں وہ سب بھی اس مُدعی پر دلالت کرتی ہیں
ونیز اکثر کتب اُصول کی عبارتیں اس مدعی کی شاہد ہیں اگر سب کو
ذکر کیا جاوے طویل دفتر ہو جاوے - اور سنن ترمذی میں روایت
ہے عدی بن حاتم سے کہ رسول اللہ صلعم نے آیت اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ
وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ پڑہی اور فرمایا کہ بنی اسرائیل
اپنے علماء اور درویشوں کی عبادت نہیں کرتے تھے - ولیکن جو کچھہ
اُن لوگوں نے اُنکے واسطے حلال کر دیا تھا اُسکو حلال سمجھتے
اور جو کچھہ اُنھوں نے اُنکے واسطے حرام کر دیا تھا اُسکو حرام جانتے
تھے - اور تفسیر مدارک میں اسی آیت کے نیچے لکھا ہے کہ عدی
ابن حاتم نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ بنی اسرائیل تو اپنے احبار و
رہبان کی عبادت نہیں کرتے تھے - پس کیونکر رب العالمین نے
یہ آیت فرمائی پس جواب دیا رسول اللہ صلعم نے کہ جو کچھہ احبار و
رہبان نے بنی اسرائیل کیواسطے حلال کر دیا تھا اُسکو وہ حلال
جانتے تھے اور جو کچھہ انہوں نے اُنکے واسطے حرام کر دیا تھا
اُسکو حرام جانتے تھے پس عبادت احبار و رہبان کے یہی معنی
ہیں اور ایسا ہی معالم التنزیل میں بھی ہے - اور تفسیر بیضاوی
میں سورہ یوسف کی آیت وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ
وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ کے تحت میں لکھا ہے کہ وہ سب غیر خدا
کی عبادت سے مشرک ہوئے یا احبار کو رب بنا لینے سے
انتہی - پس آیت کریمہ سے بحسب تفسیر رسول اللہ صلعم
مستفاد ہوا کہ تقلید محض کو واجب -

جواب - الحکم للہ تعالیٰ وھو احکم الحاکمین قول ارجح
ومحقق دریں باب آنست کہ عامی را تعیین مذہب معین
واجب نیست بلکہ ہر مفتی ربانی کہ عامی را اعتماد بر او باشد
از و فتوے بطلبد ہمان فتوے مذہب اوست واگر
فتوے نرسد وعمل او موافق مذہب کسے از مجتہدین
افتادہ آن ہم کفایت مے کند قال فی بحر الرائق لو احتجم
او اغتاب وظن انہ یفطر ثم اکل ان لم یستفت فقیہا
ولا بلغہ الخبر فعلیہ الکفارۃ لانہ مجرد جہل وانہ
لیس بعذر فی دار الاسلام وان استفتی فقیہا فافتاہ
لا کفارۃ علیہ لان العامی یجب علیہ تقلید العالم
اذا کان یعتمد علی فتواہ فکان معذورا فیما صنع و
ان کان المفتی مخطیا فیما افتی انتہی وفیہ ایضاً فی
باب قضاء الفوائت کان عامیا لیس لہ مذہب
معین فمذہبہ فتوی المفتی کما صرحوا بہ فان افتاہ
حنفی اعاد العصر والمغرب وان افتاہ شافعی فلا یعیدہما
ولا عبرۃ برایہ وان لم یستفت وصارت الصحۃ علی
مذہب مجتہد اجزاہ ولا اعادۃ علیہ انتہی وشیخنا ملک
العلماء مولانا عبد العلی قدس سرہ بر ایجاب مذہبی از مذاہب
اربعہ رد بمبالغہ تمام واطلاق تشریع شرع جدید بر آن
فرمودہ کہ مخالف اجماع صحابہؓ است حیث قال فی شرح
المسلم لا واجب الا ما اوجبہ اللہ تعالیٰ ولہ الحکم ولم
یوجب علی احد ان یتمذہب بمذہب رجل من
الائمۃ فایجابہ تشریع جدید وقال ناقلا عن القرافی
انعقد الاجماع علی ان من اسلم فلہ ان یقلد من
شاء من العلماء من غیر حجر واجمع الصحابۃ علی

جواب (۳) الحکم للہ تعالیٰ وھو احکم الحاکمین قول ارجح
ومحقق اس باب میں وہ ہے کہ عامی کو تعیین مذہب معین کی
واجب نہیں ہے بلکہ جس مفتی ربانی پر کہ عامی کا اعتماد ہو اُس سے
فتویٰ طلب کرے وہی فتویٰ مذہب اُسکا ہے اور اگر فتویٰ نہ پہونچے
اور عمل اُسکا کسی مجتہد کے مذہب کیموافق پڑے تب بھی کفایت کرتا
ہے بحر الرائق میں ہے کہ اگر کوئی پچھنے لگوائے یا غیبت کرے اور یہ
سمجھے کہ روزہ افطار ہوگیا پھر کھانا کھاوے اگر اُسنے کسی مجتہد سے اس
بارہ میں فتویٰ طلب نہیں کیا ہے اور نہ اسکو کوئی حدیث پہونچی ہے تو اُسپر
کفارہ ہے کیونکہ یہ محض جہل ہے اور وہ دار الاسلام میں معذور نہیں ہو سکتا
ہے اور اگر اُسنے فتویٰ طلب کیا کسی فقیہ سے اور اُسنے فتویٰ دیا تو
اُسپر کفارہ نہیں ہے کیونکہ عامی پر عالم کی تقلید واجب ہے جبکہ عامی اُس عالم
کے فتوی پر اعتماد کرتا ہو اب وہ اپنے فعل میں معذور سمجھا جاویگا اگرچہ
مفتی اپنے فتوے میں مخطی ہو انتہی ونیز اُسیکے قضاء الفوائت میں ہے کہ
جسکا کوئی مذہب معین نہیں ہے تو اُسکا مذہب مفتی کا فتویٰ ہے
جیساکہ اسبات کی تصریح فقہائنے کی ہے پس اگر اُسکو فتوی دیا حنفی نے
تو وہ عصر و مغرب کو لوٹاویگا اور اگر اُسکو فتوی دیا شافعی نے تو وہ اُن دونوں کو نہیں لوٹاویگا
اور اُسکی رائے کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور اگر اُسنے کسی سے فتوی نہیں طلب کیا اور نماز اُسکی کسی مجتہد
کے مذہب کے موافق صحیح ہوگئی تو اُسکو کافی ہے اعادہ کی حاجت نہیں انتہی اور ہمارے
شیخ ملک العلماء مولانا عبد العلی قدس سرہ نے مذاہب اربعہ میں سے
کسی ایک مذہب کے واجب ہونے پر بمبالغہ تمام رد کیا ہے اور اُسپر
جدید شرع کی تشریع کا اطلاق فرمایا ہے کیونکہ مخالف اجماع صحابہؓ کے ہے
شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ واجب وہی ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے واجب کیا اور
اُسیکے لئے حکم ہے اُسنے نہیں واجب کیا ہے کسی پر کہ کسی امام کے مذہب کو اپنا مذہب بناوے
پس اسبات کو واجب کہنا ایک جدید شرع تیار کرنا ہے ونیز قرافی سے نقل فرماتے ہیں
کہ اسبات پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ جو اسلام لایا اُسکو اختیار ہے کہ علما میں سے

فی القبلة هذا ایاما و هذا ایاما انتهی وآنکہ اگر حنفی
انتقال بمذہب شافعی کند تعزیر کردہ شود واگر شافعی
انتقال بمذہب حنفی کند خلعت دادہ شود محض قول
مخترع ومبتدع است ہیچ دلیل بر آن نیست بلکہ
ناشی از تعصب است قال علی القاری فی رسالة
سم القوارض واما ما اشتهر بین الحنفیة من ان
الحنفی اذا انتقل الی مذهب الشافعی یعزر واذا
کان الامر بالعکس یخلع فهو قول مبتدع ومخترع الخ
وقال شیخنا ملك العلماء مولانا عبد العلی قدس
سره فی شرح المسلم شدد بعض المتاخرین المتکلفین
وقالوا الحنفی اذا صار شافعیا یعزر وهذا تشریع
من عند انفسهم انتهی- وقال السیوطی فی جزیل
المواهب فی انتقال المذاهب واما من یقول
انه یجوز لغیر الحنفی ان یتحول حنفیا ولا یجوز للحنفی ان
یتحول شافعیا فایراد بحکم لا دلیل علیه وتعصب
محض فان الائمة کلهم فی الحق سواء الخ واگر مقلد
فقیہ است وعلم تفسیر وحدیث وفقہ واصول میداند
اورا بعد از آنکہ ترجیح مذاہب دیگر علماء در کدام مسئلہ
از روے دلائل واضح شود انتقال از مذہب امام
خود دران مسئلہ لازم است قال الولی الکامل
قدوة العلماء والافاضل العارف بالله الشیخ
ولی الله المحدث دهلوی فی کتابه عقد الجید من
ظهر علیه ظهورا بینا ان النبی صلعم امر هکذا ونهی
عن کذا وانه لیس بمنسوخ اما بان یتبع الاحادیث
واقوال المخالف والموافق فی المسئلة فلا یجد بها نسخا او

قبلہ کے بارے میں کہ یہ ایک زمانہ تک ہی اور یہ ایک زمانہ تک انتہی - اب ہی
بات کہ حنفی اگر شافعی مذہب میں چلا جائے تو اُسکو سزا دینی چاہیے اور شافعی
اگر حنفی مذہب میں چلا جاوے تو اُسکو خلعت دینا چاہیئے یہ محض مخترع ومبتدع
قول ہی اسکے لیئے کوئی دلیل نہیں ہی بلکہ یہ تعصب سے پیدا ہوا ہی ملا علی قاری
سم القوارض میں کہتے ہیں کہ یہ جو حنفیوں میں مشہور ہے کہ حنفی جب شافعی مذہب
ہو جائے تو اُسکو سزا دی جائے اور جب اُسکا اُلٹا ہو تو خلعت دیا جائے
یہ ایک بناوٹ کی بات ہے اور ہمارے شیخ ملک العلماء مولانا عبد العلی
قدس سرہ مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بعض تکلف والے پچھلے فقہا
نے بڑی سختی کی ہے اور کہا ہے کہ حنفی جب شافعی ہو جائے تو اُسکو سزا
دی جاوے یہ تو ایک نئی شریعت نکالنا ہے اپنی طرف سے انتہی اور علامہ
سیوطی جزیل المواہب فی انتقال المذاہب میں فرماتے ہیں اور لیکن یہ جو
شخص لکھتا ہی کہ غیر حنفی کو حنفی ہو جانا جائز ہے اور حنفی کو شافعی مذہب
اختیار کرنا ناجائز ہے یہ تو ایک ایسا حکم ہے جسپر کوئی دلیل نہیں ہے
اور محض تعصب ہے کیونکہ کل ائمہ حق پر ہونے میں برابر ہیں الخ
اور اگر مقلد فقیہ ہے وعلم تفسیر وحدیث وفقہ واصول جانتا ہی
اُس کو بعد اُس کے کہ دوسرے مذہب کا راجح ہونا کسی مسئلہ
میں دلائل سے معلوم ہو گیا ہو- اُس مسئلہ میں اپنے امام کے
مذہب سے انتقال کرنا لازم ہے ولی کامل قدوة العلماء والافاضل
عارف باللہ شیخ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب عقد الجید میں
فرماتے ہیں کہ جس شخص پر اچھی طرح ظاہر ہو گیا . کہ نبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں حکم دیا ہے یا فلاں بات سے
منع کیا ہے اور یہ بھی اُسکو معلوم ہو گیا ہو کہ وہ منسوخ
نہیں ہے اب چاہے عدم نسخ کا علم اُسکو اس طرح پر ہوا ہو
کہ اُسنے تتبع کی احادیث کی اور مخالف وموافق کے اقوال کی اُس مسئلہ میں تو
نہیں پایا اُس نے اُس کے لیئے کوئی ناسخ یا اسطرح پر عدم

کردن و از تتبع آیات و احادیث اعراض نمودن شرک
است۔ العیاذ باللہ ؎

سوال - بعد التزام یک مذہب انتقال نمودن بمذہب
دیگر صحیح است یا نہ وانچہ در بعض فتاوٰے حنفیہ نوشتہ
است کہ اگر شافعی انتقال بمذہب حنفی کند اورا خلعت
دادہ شود واگر حنفی انتقال بمذہب شافعی نماید اورا
تعزیر کردہ شود دلیل آن چیست واگر مقلد فقیہ است
وعلم تفسیر و حدیث و فقہ و اصول میداند اور اگر
ترجیح مذہب دیگر علماء در کدام مسئلہ از روے
دلائل واضح شود در آن مسئلہ انتقال از مذہب امام
خود لازم است یا نہ۔

جواب - انتقال از مذہبی بمذہب دیگر بشرطیکہ
بقصد تلہی نباشد درست است قال شیخنا ملک
العلماء مولانا عبد العلی قدس سرہ فی شرح المسلم
لا یجب الاستمرار (ای علی من التزم مذہبا معینا)
ویصح الانتقال وھذا ھو الحق الذی ینبغی ان یومن
و یعتقد بہ و لکن ینبغی ان لا یکون الانتقال
للتلہی فان التلہی حرام قطعا فی التمذہب کان او فی
غیرہ انتہی وقال السیوطی فی جزیل المواھب الانتقال
من مذھب الی مذھب ھو جائز کما جزم بہ
الرافعی وتبعہ النووی وقال فی الروضۃ اذا دونت
المذاھب فھل یجوز للمقلد ان ینتقل من مذھب
الی مذھب ان قلنا یلزمہ الاجتہاد فی طلب الاعلم
وغلب علی ظنہ ان الثانی اعلم فینبغی ان یجوز بل
یجب وان خیرناہ فینبغی ان یجوز ایضا کما قولہ

کر لینا - اور آیات واحادیث کے تتبع سے مُنہ پھیرنا شرک ہے
اللہ پناہ دے ؎

سوال (۴) بعد لازم کر لینے ایک مذہب کے دوسرے
مذہب میں چلا جانا صحیح ہے یا نہیں۔ اور یہ جو حنفیوں کے بعض
فتوی میں لکھا ہے کہ اگر شافعی مذہب والا حنفی مذہب میں چلا آوے تو
اُسکو خلعت دیا جائے اور اگر حنفی مذہب والا شافعی مذہب میں چلا
جائے تو اسکو سزا دینی چاہئے اسکی کیا دلیل ہے اور اگر مقلد فقیہ
ہے اور علم تفسیر و حدیث و اصول و فقہ کو جانتا ہے اُسکو اگر کسی مسئلہ
میں دوسرے مذہب کے علماء کے قول کی کسی دلیل سے ترجیح
معلوم ہو تو اُس مسئلہ میں اُسکو اپنے امام کے مذہب سے انتقال
کرنا لازم ہے یا نہیں۔

جواب (۴) ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں چلا جانا
بشرطیکہ لہو ولعب کے قصد سے نہو درست ہے ہمارے شیخ
ملک العلماء مولنا عبد العلی قدس سرہ مسلم کی شرح میں فرماتے
ہیں کہ جس شخص نے ایک مذہب معین کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے
اُسپر واجب نہیں ہے کہ عمر بھر اُسی مذہب پر رہے - اگر وہ ایک مذہب
سے دوسرے مذہب میں چلا جاوے تو صحیح ہے یہ وہ حق بات ہے کہ جسپر ایمان لانا
اور جسکا اعتقاد کرنا لائق و سزاوار ہے لیکن اسکا بھی خیال ہے کہ وہ انتقال لہو کیلئے
نہو کیونکہ لہو چاہے مذہب اختیار کرنے میں ہو یا اور کسی بات میں ہو قطعًا حرام ہے
اور علامہ سیوطی جزیل المواہب میں فرماتے ہیں کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں
جانا جایز ہے جیسا کہ جزم کیا ہے اسکے ساتھ رافعی نے اور اسبات میں اُنکی اتباع کی
نووی نے اور روضہ میں ہے کہ جب مذاہب مُدوّن ہو چکے اب مقلد کو ایک مذہب سے
دوسرے مذہب میں جانا کیا جایز ہے اگر ہم یہ کہیں کہ مقلد کو تقلید کرنے کیلئے سب سے بڑے
عالم کی طلب میں اپنے گمان پر اجتہاد کرنا لازم ہے اور اُسنے اپنے ظنی اجتہاد پر دوسرے مجتہد کو
اپنے امام سے علم تر سمجھا تو اُسوقت سزاوار ہے کہ انتقال کرنا جایز بلکہ واجب ہے اور اگر ہم اسکو

قدرت اجتہاد فی کل المسائل نباشد لیکن او را قدرت اجتہاد فی بعض المسائل دون بعض حاصل شود آیا معنی عند الشرع جائز الوقوع است یا نہ و در ہر مسئلہ کہ قدرت اجتہاد میدارد اجتہاد کند و در ہر مسئلہ کہ قدرت اجتہاد ندارد و دران تقلید مجتہد مطلق نماید بدیں معنی در شرع جائز است یا نہ بینوا توجروا

جواب - اجتہاد بر مذہب اصح قابل تجزی است و اجتہاد فی بعض المسائل دون البعض عند المشائخ جائز الوقوع است اکابر علماء باین طرف رفتہ اند اسامی بعض آنہا از عبارت مسلم و شرح آن ظاہر مے شود اختلف فی تجزی الاجتہاد بان یکون مجتہدا فی بعض المسائل دون بعض فالاکثر قالوا نعم تجزی الاجتہاد منہم الامام حجۃ الاسلام الغزالی من الشافعیۃ و الشیخ ابن الہمام منا و یلوح رضا صاحب البدایع ایضا و ھو الاشبہ بالصواب انتہی و قال ایضا فی مقام آخر من کتابہ و المجتہد قسمان مجتہد مطلق لہ قوۃ اجتہاد فی ای حکم شاء و مجتہد فی اجتہاد خاص لہ قوۃ فی اجتہاد خاصۃ فقط و شرط مطلق الاجتہاد اولا صحۃ ایمانہ و لو اجمالا و بعدہ معرفۃ الکتاب الخ قال الشیخ ابن نجیم فی شرح المنار ھذہ الشروط انما ھے فی حق المجتہد المطلق الذی یفتی فی جمیع الاحکام و اما المجتہد فی حکم دون حکم فعلیہ معرفۃ ما یتعلق بذلک الحکم انتہی و مجتہد فی بعض المسائل را کہ قدرت اجتہاد میدارد عمل براجتہاد خود کند و در آنچہ قدرت اجتہاد ندارد و تقلید مجتہد مطلق نماید - قال فی المسلم

ہر ایک مسائل میں اجتہاد کرنے کی قوت نہیں مگر بعض مسائل میں اجتہاد کرنے کی قوت ہے یہ معنی نزدیک شریعت کے جائز الوقوع ہے - یا نہیں اور جس مسئلہ میں قوت اجتہاد کی رکھتا ہے اُس میں اجتہاد کرے اور جس میں قوت اجتہاد کی نہیں رکھتا ہے اُسمیں مجتہد مطلق کی تقلید کرے یہ طریقہ شرع میں جائز ہے یا نہیں بیان کرو اجر پاؤ گے **جواب** (۵) موافق مذہب صحیح اجتہاد قابل تجزی کے ہے - اور بعض مسائل میں اجتہاد کرنا اور بعض میں نہیں کرنا مشائخ کے نزدیک جائز الوقوع ہے اکابر علماء اس طرف گئے ہیں - بعض کے نام نامی مسلم اور شرح مسلم کی عبارت سے ظاہر ہوتے ہیں - اجتہاد کی تجزی بایں طور کہ بعض مسائل میں تو مجتہد ہو اور بعض میں نہیں اسکی صحت میں اختلاف واقع ہوا ہے پس اکثر قائل ہیں کہ اجتہاد میں تجزی جائز ہے چنانچہ امام حجۃ الاسلام غزالی شافعی اور شیخ ابن الہمام حنفی کا یہی مذہب ہے اور صاحب البدائع کی مرضی بھی اسی میں پائی جاتی ہے اور قرین ثواب بھی یہی امر ہے انتہی - اور اُسی کتاب کے دوسرے مقام میں مذکور ہے کہ مجتہد کی دو قسم ہیں ایک مجتہد مطلق ہے جسکو ہر حکم میں اجتہاد کی قوت حاصل ہوتی ہے دوسرا مجتہد با اجتہاد خاص ہے جسکو صرف خاص خاص مسائل میں اجتہاد کی قوت ہوتی ہے - اور مطلق اجتہاد کی پہلی شرط صحت ایمان ہے اگرچہ اجمالی طور سے ہو بعد ازاں معرفت کتاب ہے شیخ ابن نجیم شرح منار میں فرماتے ہیں کہ یہ شرائط اُس مجتہد مطلق کے ساتھ مخصوص ہیں جو جمیع احکام میں فتوی دیتا ہے لیکن جو بعض حکم میں مجتہد ہے اور بعض میں نہیں ہے اُسکو اُسی چیز کی معرفت ضروری ہے جسکو اُس حکم سے تعلق ہے انتہی اور بعض مسائل کا مجتہد جن مسائل میں اجتہاد کی قدرت رکھتا ہے اُن میں اپنے اجتہاد پر عمل کرے اور جس مسئلہ میں اسکو قدرت اجتہاد نہیں ہے اسمیں کسی مجتہد مطلق کی تقلید کرے

بان یری جماعۃ فیرا من المتبحرین فی العلم یذھبون
الیہ و یری المخالف لہ لا یحتج الا بقیاس او استنباط
او نحو ذلک ثم لا سبب لمخالفۃ حدیث النبی صلعم الا
نفاق خفی او حمق جلی و ھذا ھو الذی اشار
الیہ الشیخ عز الدین بن عبد السلام حیث قال و
من اعجب العجائب ان الفقہاء المقلدین یقف
احدھم علی ضعف ماخذ امامہ بحیث لا یجد
لضعفہ مدفعا وھو مع ذلک یقلدہ فیہ و یترک
من شھد لہ الکتاب والسنۃ والاقیسۃ الصحیحۃ
لمذھبھم جمودا علی تقلید امامہ بل یتحیل لدفع
ظاھر الکتاب والسنۃ و یتاولھا بالتاویلات
البعیدۃ الباطلۃ قال ولم یزل الناس یسألون
من اتفق من العلماء من غیر تقیید لمذھب ولا
انکار علی احد من السائلین الی ان ظھرت ھذہ
المذاھب ومتعصبوھا من المقلدین فان احدھم
یتبع امامہ مع بعد مذھبہ عن الادلۃ مقلدا لہ
فیما قال کانہ نبی ارسل وھذا نای عن الحق
و بعد عن الصواب لا یرضی بہ احد من اولی
الالباب وقال الامام ابو شامۃ ینبغی لمن اشتغل
بالفقہ ان لا یقتصر علی مذھب امام ویعتقد
فی کل مسئلۃ صحۃ ما کان اقرب الی دلالۃ الکتاب
والسنۃ والحکمۃ و ذلک سھل علیہ اذا کان
اتقن معظم العلوم المتقدمۃ ولیجتنب التعصب والنظر
فی طرائق الخلاف مضیعۃ للزمان الخ

سوال - ما قولکم - اندریں مسئلہ کہ کسے را-

وہ دیکھتا ہے کہ متبحرین علماء کی ایک بڑی جماعت اُس حدیث کی
طرف گئی ہے اور مخالفین کو دیکھتا ہے کہ اُنکے پاس حجت یا تو قیاس ہے یا
استنباط ہے یا مثل اُسکے کوئی اور چیز ہے تو اب نبی صلعم کی حدیث کی مخالفت
کرنیکا سبب یا تو نفاق ہے یا کھلی ہوئی حماقت ہے اور یہ ہی بات ہے
جسکی طرف اشارہ کیا ہے شیخ عز الدین بن عبد السلام نے وہ فرماتے ہیں
کہ فقہائے مقلدین میں سے کوئی واقف ہوتا ہے اپنے امام کے ماخذ کے
ضعف پر جو کہ کسی طرح نہیں اُٹھ سکتا ہے اور وہ مقلد باوجود اس کے
تقلید کرتا ہے اپنے امام کی اُسمیں اور چھوڑ دیتا ہے اُس شخص کو جسکے
مذہب کیلئے کتاب و سنت و قیاس صحیح شہادت دے رہے ہیں اسلیئے
کہ اسکو اپنے امام کی تقلید پر جمود ہے۔ بلکہ وہ حیلے نکالتا ہے ظاہر کتاب
و سنت کے ٹال دینے کو اور بعید بعید و باطل باطل تاویلوں سے اُسکی
تاویل کرتا ہے حالانکہ سلف کے لوگوں کا برابر یہ دستور تھا کہ بغیر تقیید مذہب
کے جس عالم سے جی چاہتا لوگ مسئلہ پوچھ لیا کرتے اور اُن پوچھنے والوں پر
کوئی شخص اعتراض نہیں کرتا تھا یہانتک کہ یہ مذاہب اور اُن مذاہب کے
متعصبین مقلدین ظاہر ہوئے اب یہ لوگ اتباع کرتے ہیں اپنے امام کی باوجود
اسکے کہ اُسکا مذہب دور ہے دلیلوں سے گویا کہ اپنے امام کو نبی مرسل سمجھتا ہے
اور یہ دور ہونا ہے حق سے اور علیحدہ ہونا ہے ثواب سے کوئی عاقل بھی اسکو نہیں
پسند کر سکتا ہے۔ اور امام ابو شامہ فرماتے ہیں کہ جو شخص فقہ کے ساتھ
مشغول ہو اُسکو لائق ہے کہ نہ بس کرے ایک امام کے مذہب پر
اور اُسکو لائق ہے کہ مسائل میں سے اُنہیں مسائل کی صحت کا
اعتقاد کرے جو قریب تر ہو کتاب و سنت و حکمت کے دلالت
سے اور یہ آسان ہے اُسپر جب کہ علوم متقدمہ کے معظمات
کا یقین رکھتا ہے۔ اور چاہیئے کہ پرہیز کرے تعصب
سے الخ +

سوال (۵)

کیا حکم ہے اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو۔

صاحب الکنز و لم یوجد مجتهد فی المذهب بعده
وهذا غلط و رجم بالغیب فان سئل من این علمتم
هذا لا یقدرون علی ایراد دلیل اصلا ثم هو اخبار
بالغیب و تحکم علی قدرة الله تعالی فمن این حصل
علم ان لا یوجد الی یوم القیمة احد یتفضل الله علیه
بنیله مقام الاجتهاد فاجتنب عن مثل هذه
التعصبات انتهی وقال شیخنا ملک العلماء مولانا
عبد العلی رح فی شرح المسلم ان من الناس من حکم
بوجوب الخلو من بعد العلامة النسفی واختتم الاجتهاد
به وعنوا الاجتهاد فی المذهب اما الاجتهاد المطلق
فقالوا اختتم بالائمة الاربعة حتی اوجبوا تقلید
واحد من هؤلاء علی الامة وهذا کله هوس من
هوساتهم لم یاتوا بدلیل ولا یعبا بکلامهم وانما
هم من الذین حکم الحدیث انهم افتوا بغیر علم فضلوا
واضلوا ولم یفهموا ان هذا اخبار بالغیب فی خمس لا
یعلمهن الا الله تعالی انتهی و بعد ائمہ اربعہ جمعی از علماء بہ رتبۂ اجتہاد
مطلق مستقل رسیده اند و احداث مذہب جدیده نموده بعضے
آنہا شیوع یافته مثل ابی ثور که از ائمه مشهورین مجتہد مستقل بود وقال الامام
النووی فی تهذیب الاسماء واللغات هو صاحب مذهب مستقل
وقال الامام یافعی فی تاریخه انه احد الاعلام دیانة و ورع
فی العلم ولم یقلد احدا وقال الذهبی هو الامام
المجتهد المستقل وقال النسائی هو ثقة مامون احد
الفقهاء وقال ابن حبان کان احد ائمة الدنیا
فقهاء وعلما وورعا وفضلا و در اسماء الفقہاء
نوشته که وے اول تابع ابی حنیفه بود من بعد

صاحب کنز کے بعد کوئی مجتہد فی المذہب نہیں پایا گیا۔ یہ
قول غلط ہے بلکہ رجم بالغیب ہے پس اگر پوچھا جائے کہ تمکو
یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی تو ہرگز کوئی دلیل نہیں لاسکتے
اور یہ اخبار بالغیب بھی ہے اور اللہ تعالی کی قدرت پر تحکم
ہے پس کہاں سے حاصل ہوا علم اس امر کا کہ قیامت تک
کوئی شخص ایسا نہیں پایا جاویگا۔ جس کو اللہ تعالی اپنے فضل سے
مقام اجتہاد پر پہونچاوے اے طالب حق اس قسم کی تعصبات سے بچتا
رہ انتہی۔ اور ہمارے شیخ ملک العلماء مولانا عبد العلی شرح مسلم میں فرماتے ہیں
کہ جس نے یہ حکم کیا ہے کہ علامہ نسفی کے بعد خلو لازم ہے کیونکہ اجتہاد
انپر ختم ہو گیا ہے مراد اس قائل کی اجتہاد فی المذہب ہے اور اجتہاد
مطلق کی نسبت کہتے ہیں کہ ائمہ اربعہ کے اوپر ختم ہو گیا ہے اسی لیے
انہیں سے ایک کی تقلید کو امت پر واجب ٹھہرایا ہے اور یہ کل
باتیں ایک ہوس ہے انکی تمام ہوسوں میں سے اسپر کوئی دلیل
نہیں لاسکے پس انکے کلام کا کوئی اعتبار نہیں ہے بلکہ یہ وہ لوگ
ہیں جنکے حق میں حدیث کا یہ حکم ناطق ہے کہ بلا علم فتوے دیا
پس خود بہکے اور دوسروں کو بہکایا اور یہ نہ سمجھا کہ یہ اخبار بالغیب ہے
اُن پانچ چیزوں میں داخل ہے جنکو اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں
جانتا ہے انتہی اور ائمہ اربعہ کے بعد علماء کی ایک جماعت اجتہاد مطلق
مستقل کے درجہ کو پہونچی ہے اور مذہب جدید کی بانی ہوئی ہے انہیں
سے بعض کا مذہب شائع بھی ہوا جیسے امام ابو ثور ہیں کہ ائمہ مشہورین
میں سے ایک مجتہد مستقل تھے امام نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں لکھا
ہے کہ وہ مذہب مستقل کے بانی تھے اور امام یافعی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ایک
بڑے عالم اور ماہر علم تھے کسی مجتہد کی تقلید نہیں کی اور ذہبی نے کہا کہ وہ ایک امام
مجتہد مستقل تھے اور امام نسائی نے کہا کہ وہ ایک ثقہ معتمد علیہ فقیہ کامل تھے اور ابن حبان
نے کہا کہ فقہ و علم و تقوی و فضل کے اعتبار سے وہ دنیا کے ائمہ میں سے ایک امام تھے اور

وشرحه غير المجتهد المطلق يلزمه تقليد مجتهد ما من المجتهدين المطلقين ليعمل بفتواه وان كان المكلف مجتهدا في بعض المسائل من الفقه او في بعض العلوم كالفرائض فعلى القول بتجزي الاجتهاد وهو الحق يلزمه التقليد فيما لا يقدر على الاجتهاد ليعمل بفتوى غيره وهكذا قال ابن الهمام وابن نجيم۔ **سوال** ۶ ۔ آنچه در عوام بلکه در بعضے خواص انام مشهور گشته است که اجتهاد فی المذهب بر علامه نسفی ختم شد و اجتهاد مطلق بر مجتهدین اربعه ختم گردید اکنون کسی اگرچه علم تفسیر و حدیث و فقه و اصول بخوبی داشته باشد هرگز او را اجتهاد در کدام مسئله درست نیست و تقلید برو واجب است این سخن مجرد دعوے است یا کدام دلیل و برهان هم بر آن قائم است و بعد انقراض زمان مجتهدین اربعه علمائے دیگر اجتهاد فی بعض المسائل یا اجتهاد مطلق فی کل المسائل نموده اند یا نه۔ بینوا توجروا۔

جواب ۶ ۔ حکم اختتام اجتهاد مطلق بر ائمه اربعه و اختتام اجتهاد فی المذهب بر علامه نسفی تعصب بحت است و رجم بالغیب محض خالی از دلائل و براهین است بلکه ناشی از ضلال بین اخبار بالغیب خاصه رب العالمین است قال الله تعالیٰ وعنده مفاتح الغیب قال واقف اسرار الیقین تاج الفقهاء والاصولیین المتاخرین مولانا نظام الدین فی شرحه علی المسلم اعلم ان بعض المتعصبین قالوا اختتم الاجتهاد المطلق علی الائمة الاربعة ولم یوجد مجتهد مطلق بعدهم والاجتهاد فی المذهب اختتم علی العلامة النسفی

اور اُسکی شرح میں ہے کہ جو مجتہد مطلق نہیں ہے اُسکو کسی مجتہد مطلق کی تقلید لازم ہے تاکہ اُس کے فتوے پر عمل کرے اور اگر فقہ کے بعض مسائل میں یا بعض علوم میں مثلاً علم فرائض میں مجتہد ہو تو ایک قول کے موافق اجتہاد اُسکا متجزی ہو جائیگا۔ اور یہی قول حق ہے پس جس مسئلہ میں وہ اجتہاد پر قادر نہیں ہے اس میں تقلید لازم ہوگی تاکہ اپنے غیر کے فتوے پر عمل کرے ایسا ہی ابن ہمام اور ابن نجیم نے فرمایا ہے۔ **سوال** (۶) یہ بات جو عوام میں بلکہ خواص میں مشہور ہوگئی ہے کہ اجتہاد فی المذہب علامہ نسفی پر اور اجتہاد مطلق مجتہدین اربعہ پر ختم ہوگیا ہے اب کسیکو کسی مسئلہ میں اجتہاد جائز نہیں ہے اگرچہ وہ تفسیر و حدیث و فقہ و اصول کا علم بخوبی رکھتا ہو بلکہ اُسپر تقلید واجب ہے یہ بات محض دعوے ہی ہے یا اُس پر کوئی دلیل بھی قائم ہے اور ائمہ اربعہ کا زمانہ گذر جانے کے بعد علماء نے اجتہاد بعض مسائل میں یا کل مسائل میں اجتہاد مطلق کیا ہے یا نہیں بیان کرو اجر پاؤ گے۔

جواب (۶)۔ اجتہاد مطلق کے اختتام کا حکم ائمہ اربعہ پر اور اجتہاد فی المذہب کے اختتام کا حکم علامہ نسفی پر محض تعصب ہے اور بغیر دیکھے پتھر پھینکنا ہے۔ اور دلائل و براہین سے بالکل خالی ہی بلکہ صریح گمراہی ہے کیونکہ اخبار بالغیب رب العالمین کا خاصہ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اُسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں اسرار یقین کے واقف اور فقہاء و متاخرین اہل اُصول کے تاج مولانا نظام الدین شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ بعض متعصبین نے کہا ہے کہ اجتہاد مطلق ختم ہو گیا۔ ائمہ اربعہ پر اُن کے بعد کوئی مجتہد مطلق نہیں پایا گیا۔ اور اجتہاد فی المذہب ختم ہو گیا علامہ نسفیؒ

والقدرة على الاستنباط ما تعظم وقوعه وقد دونت كتبه وكثرت اتباعه وذكره الشيخ ابو اسحق الشيرازي في طبقاته من الائمة المتبوعين في الفروع وقد كان مشهوراً في زمن الشيخ وبعده كثيراً لاسيما في بلاد فارس من شيراز وما والاها الى ناحية العراق وفي بلاد المغرب انتهى ومثل ابي جعفر محمد بن جرير طبري كه صاحب مذهب مستقل بو وقال ابن خلكان انه كان اماماً في فنون كثيرة منها التفسير والحديث والفقه والتاريخ وغير ذلك وله مصنفات مليحة في فنون عديدة تدل على سعة علمه وغزارة فضله وكان من الائمة المجتهدين ولم يقلد احداً وكان ابو الفرج معافى بن زكريا النهرواني المعروف بابن طرارى على مذهبه وذكره الشيخ ابو اسحاق الشيرازي في طبقات الفقهاء والمحدثين وقال الامام يافعي هو احد العلماء الاعلام صاحب التفسير الكبير والتاريخ الشهير المصنفات العديدة والاوصاف الحميدة كان مجتهداً لا يقلد احداً وقال امام الائمة المعروف بابن حزم ما اعلم على الارض اعلم من محمد بن جرير ولقد ظلمته الحنابلة وقال السيوطي انه بلغ رتبة الاجتهاد المطلق المستقل ودون لنفسه مذهباً مستقلاً وله اتباع قلدوه وافتوا وقضوا بمذهبه يسمون الجريرية قال الخطيب كان احد ائمة العلماء يحكم بقوله ويرجع اليه انتهى القصة جملہ علما مجتهدین کہ بعد از ائمہ اربعہ شدہ اند قرناً بعد قرن الی یومنا ہذا کہ مذہب بعض آنہا شیوع یافتہ و مذہب اکثرے از آنہا در از منہ فاسدہ بسبب تعصب متعصبین

اور استنباط مسائل پر کامل قدرت اس قدر تھی کہ اسکی وقعت بہت بڑی تھی اُنکی کتابیں مجتمع کی گئیں اور اُنکے تابعین بہت تھے اور شیخ ابو اسحق شیرازی نے اپنے طبقات میں اُنکو ائمۂ متبوعین فی الفروع میں سے شمار کیا ہے اور زمانہ شیخ اور بعد زمانہ شیخ میں وہ بہت مشہور ہوئے خصوصاً بلاد فارس شیراز وغیرہ میں کنارۂ عراق تک اور بلاد مغرب میں۔ انتہی اور جیسے ابو جعفر محمد بن جریر طبری ہیں کہ مذہب مستقل کے بانی تھے ابن خلکان نے کہا کہ وہ بہتیرے فنون وعلوم کے امام تھے خصوصاً تفسیر وحدیث وفقہ وتاریخ وغیرہ میں کامل تھے اور متعدد علوم میں اُنکی نفیس نفیس تصنیفات موجود ہیں جو اُنکی وسعت علم اور کثرت فضل پر دلالت کرتی ہیں اور ائمۂ مجتہدین میں سے تھے کسی مجتہد کی تقلید نہیں کی- اور ابو فرج معافی بن زکریا نہروانی جو ابن طراری معروف ہیں اُنہیں کے مذہب پر تھے اور شیخ ابو اسحاق شیرازی نے اُنکو فقہا اور محدثین کے طبقات میں ذکر کیا ہے اور امام یافعی نے کہا کہ ابو جعفر ایک دانشمند عالم بڑی تفسیر کے مؤلف اور تاریخ مشہور وتصنیفات متعدد کے مُصنف تھے اور اوصاف حمیدہ کے ساتھ متصف اور مجتہد تھے کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے اور امام الائمہ ابن حزم نے فرمایا کہ محمد بن جریر سے زیادہ علم والا زمین پر کسیکو میں نہیں جانتا ہوں حنبلیوں نے اُنپر ظلم کیا اور سیوطی نے کہا کہ وہ اجتہاد مطلق مستقل کے رتبہ پر پہونچ گئے تھے اور اپنے لیئے ایک مستقل مذہب بنایا اور بہت لوگوں نے اُنکی تقلید کی اور اُنکے مذہب کے موافق فتوی دیا اور فیصلہ کیا وہ سب جریریہ کہلاتے ہیں خطیب نے کہا کہ وہ ایک امام تھے علمائے اُمت میں سے اپنے قول پر حکم کرتے اور اُنکی طرف رجوع کرتے تھے انتہی قال کلام جملہ علما مجتہدین جو ائمہ اربعہ کے بعد یکے بعد دیگرے ہوئے ہیں ہمارے زمانہ تک بعض کا مذہب شائع ہوا

بمذہب شافعی انتقال کرد پس ازان بمرتبہ اجتہاد مستقل رسید
و مذہبش شائع گشت و اتباع او بسیار بودند چنانچہ جنید بغدادی
در اول بر مذہب او بود و تا قرن خامس اتباع او بکثرت
بودند انتہی و مثل محمد بن اسمعیل بخاری کہ صاحب مذہب
مستقل بود چنانچہ رملی رح او را مجتہد مستقل نوشتہ و حافظ
ابن حجر عسقلانی از ابی مصعبؒ نقل کردہ کہ محمد بن اسمعیل
بخاری افقہ عندنا و ابصر بالحدیث من احمد بن حنبل
وعنہ قال لو ادرکت مالکا ونظرت الی وجہہ و وجہ
محمد بن اسمعیل لقلت کلاھما واحد فی الفقہ والحدیث
وقال قتیبۃ بن سعید جالست الفقہاء والزہاد و
العباد وما رأیت منذ عقلت مثل محمد بن اسمعیل و
ہو فی زمانہ کعمر فی الصحابۃ وسئل قتادۃ عن طلاق
السکران فدخل محمد بن اسمعیل البخاری فقال للسائل ہٰذا
احمد بن حنبل و اسحٰق بن راہویہ و علی بن المدینی قد
ساقہم اللہ الیک واشار الی البخاری انتہی و مثل داؤد ظاہری
کہ مجتہد مستقل بود و شیخ بلقانی در شرح جوہرہ او را در مجتہدین
مستقل ذکر کردہ وکذلک عینی در شرح بخاری او را در
اصحاب مذہب مستقل شمار کردہ وقال ابن خلکان
فی تاریخہ انہ کان صاحب مذہب مستقل وتبعہ
جمع کثیر یعرفون بالظاہریۃ وقال الامام الیافعی
فی تاریخہ ہو الفقیہ الامام الاصبہانی کان صاحب
مذہب مستقل بنفسہ وتبعہ جمع کثیر یعرفون بالظاہریۃ
وقال العلامۃ المحلی فی شرح جمع الجوامع ان داؤد کان
جبلا من جبال العلم والدین ولہ من سداد النظر وسعۃ
العلم وفوز البصیرۃ والاحاطۃ باقوال الصحابۃ والتابعین

امام شافعیؒ کا مذہب اختیار کیا بعد ازان اجتہاد مستقل کے مرتبہ
کو پہونچے اور انکا مذہب شائع ہوا۔ اُنکے تابعین بہی بکثرت تھے
چنانچہ حضرت جنید بغدادی ابتداء میں انہیں کے مذہب پر تھے
قرن پنجم تک اُنکے تابعین بکثرت تھے انتہی۔ اور جیسے امام محمد بن
اسمعیل بخاری ہیں کہ یہ بہی مذہب مستقل کے بانی تھے چنانچہ رملی نے
انکو مجتہد مستقل میں شمار کیا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے ابو
مصعب سے نقل کیا ہے کہ محمد بن اسمعیل میرے نزدیک احمد بن
حنبل سے زیادہ فقیہہ اور علم حدیث کے زیادہ مبصر تھے اور نیز یہی
ابو مصعبؒ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم امام مالک کا زمانہ پاتے اور انکے چہرہ پر نظر
کرتے پہر محمد بن اسمعیل بخاری کے چہرہ پر نظر کرتے تو یہی کہتے کہ یہ دونوں فقہ و حدیث
میں ایک ہیں اور قتیبہ بن سعید نے کہا کہ بہتیرے فقیہ و زاہد و عابد کی صحبت میں
بیٹہا ہوں مگر ابتدائے شعور سے آجتک محمد بن اسمعیل کا مثل میں نے نہیں دیکھا وہ
اپنے زمانہ میں ایسے تہے جیسے صحابہ میں حضرت عمرؓ۔ قتادہ سے کسی نے نشہ
والیکے طلاق کا مسئلہ پوچہا اسوقت محمد بن اسمعیل تشریف لائے پس قتادہ
نے امام بخاری کیطرف اشارہ کرکے سائل سے کہا کہ یہ احمد بن حنبل اور
اسحق بن راہویہ اور علی بن مدینی ہیں اللہ تعالی نے اسوقت گویا تینوں
کو تیرے پاس پہنچادیا ہے انتہی اور جیسے داؤد ظاہری ہیں کہ یہ بہی مجتہد مستقل
تھے۔ شیخ بلقانی نے شرح جوہرہ میں انکو مجتہدین مستقل میں ذکر کیا ہے
اور اسیطرح عینی نے شرح بخاری میں انکو مذہب مستقل کا امام شمار کیا ہے اور
ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں لکہا ہے کہ وہ مذہب مستقل کے بانی تھے اور انکی اتباع جماعت
کثیر نے کی ہے جنکا لقب ظاہریہ ہے اور امام یافعی نے اپنی تاریخ میں لکہا ہے کہ
داؤد ظاہری فقیہ امام اصبہانی بنفس خود ایک مذہب کے بانی تھے انکی پیروی
ایک بڑی جماعت نے کی ہے جنکا لقب ظاہریہ ہے۔ علامہ محلی نے جمع الجوامع
میں کہا ہے کہ داؤد علم و دین کے ایک پہاڑ تھے اور انکو درستگی نظر و فراخی علم اور
کمال بصیرت اور صحابہؓ اور تابعین کے اقوال پر پوری واقفیت

نیست بلکہ احاطۂ اسامی شان متعذر در کتب بیہقی وکتاب
معالم السنن وشرح السنۃ للبغوی مطالعہ باید کرد واضح
خواہد شد کہ بسیاری علماے ابرار قرنا بعد قرن بودہ اند
طریق آنہا چنین بود کہ مسائل منقولہ از ابی حنیفہ وشافعی
وثوری وغیرہم من المجتہدین را اول بر احادیث موطا
مالک وصحیحین وبعد ازان بر احادیث ترمذی وابوداؤد
ونسائی عرض مے کردند پس ہر مسئلہ راکہ موافق صحاح
ستہ یافتند عبارۃً یا دلالۃً یا اشارۃً پس بہ ہمون مسئلہ
عمل مے کردند۔ وہر مسئلہ راکہ مخالف صحاح ستہ
مے یافتند آن را ترک مے نمودند پس اگر در کدام
مسئلہ احادیث وآثار مختلف یافتہ مے شد اجتہاد
مے کردند در تطبیق بعضے از انہا ببعضے یا مفسر را قاضی
بر مبہم مے نمودند یا تنقیح مورد ومحل ہر حدیث بصورت
علیحدہ یا غیر ذلک تعمیل مے نمودند۔ پس اگر آن مسئلہ از
باب سنن وادب مے بود پس قائل بہ سُنیت ہر فعل
از افعال مختلفہ فی الاحادیث مے شدند واگر مسئلہ از
باب حلال وحرام یا از باب قضا مے بود واختلاف کردہ اند
دران صحابہ وتابعین ودیگر مجتہدین پس قرار میدادند
آن مسئلہ را بر قولین یا اقوال وانکار نمے کردند بر قولے
ازان اقوال وکوشش مے کردند در معرفۂ اولے و
ارجح از قوۃ روایۃ یا از عمل اکثر صحابہ یا از مذہب جمہور
مجتہدین یا بموافقت قیاس پس عمل مے کردند برجحان
اقوی بغیر انکار ہر قول آخر پس اگر نمے یافتند کدام حدیث
در صحاح ستہ در یک مسئلہ پس جولان نظر مے کردند
بطرف کتب حدیث طبقۂ ثالثہ وبسوے آنچہ فہمیدہ بخصوص

نہیں ہے بلکہ پورے طور سے سب کا نام ذکر کرنا دشوار ہے کتب
بیہقی او کتاب معالم السنن اور شرح السنۃ بغوی کا مطالعہ کرنا
چاہیئے پس ظاہر ہو جائیگا کہ ہر زمانے میں بہتیرے علماے ابرار
ایسے ہوئے ہیں کہ جنکا طریقہ یہ تہا کہ امام ابوحنیفہ وشافعی وسفیان
ثوری ودیگر مجتہدین کے مسائل منقولہ کو پہلے موطا امام مالک
صحیحین پر بعد ازان ترمذی وابوداؤد ونسائی کی حدیثوں پر
پیش کرتے تھے پہر جس مسئلہ کو عبارۃً یا دلالۃً یا اشارۃً صحاح ستہ
کے موافق پاتے تھے اسپر عمل کرتے تھے اور جس مسئلہ کو صحاح ستہ کے مخالف پاتے
تھے اسکو ترک کرتے تھے پہر اگر کسی مسئلہ میں احادیث وآثار مختلف پائے جاتے تو
بعض کو بعض کیساتھ تطبیق دینے میں اجتہاد کرتے تھے یا نص مبہم کی تفسیر نص
مفسر کے ساتھ کرتے تھے یا ہر حدیث کے مورد ومحل کی جانچ
علیحدہ طور پر کرتے یا اُسکے علاوہ کوئی دوسری صورت نکالتے
پس اگر وہ مسئلہ سنن وآداب کی قسم سے ہوتا تو حدیث کے
افعال مختلفہ میں سے ہر فعل کی سُنیت کے قائل ہو جاتے
تھے اور اگر وہ مسئلہ حرام وحلال کی قسم سے یا از قسم معاملۂ
باہمی ہوتا اور صحابہ وتابعین ودیگر مجتہدین کا اُس میں
اختلاف بھی ہوتا تو اُس مسئلہ کا مدار دو قول یا چند قول
پر رکہتے اور کسی قول پر انکار نہیں کرتے اور اولیٰ وارجح
کی شناخت میں قوت روایت سے یا اکثر صحابہ
کے عمل سے یا جمہور مجتہدین کے مذہب سے یا
قیاس کی موافقت سے کوشش کرتے تھے۔ پس قوی تر
قول پر عمل کرتے تھے بغیر اس امر کے کہ دوسرے اقوال
سے انکار کریں پس اگر کسی مسئلہ میں کوئی حدیث صحاح ستہ
میں نہیں پاتے تو طبقہ ثالثہ کے کتب حدیث کی
طرف نظر دوڑاتے۔ اور + + + + + + + + +

شیوع نیافتہ اگر اسامی ہمہ آنہا ذکر کردہ شود دیک
دفترِ عظیم گردد وحال ہر اقلیم دریافتن مشکل در ملک ما یعنے
در ملک ہندوستان در دوازدہ صدی حضرت شیخ
الشیوخ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ
گذشتہ اند کہ تبحر علم واجتہاد شان از تصانیف شان
ظاہر است کتاب حجۃ اللہ البالغہ بینۂ قویۂ آن است
بر وسعت علم واجتہاد شان وبعدہٗ صاحبزادۂ والاتبار
یعنے حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ نیز منصب اجتہاد
میداشتند تصانیف شان دلیل بین بر آن است ودر زمان ما فاضل
اکمل محدث بے بدل شیخنا مولانا اسمٰعیل علیہ الرحمۃ ملکۂ اجتہاد باتم الوجوہ
میداشتند وجم غفیر ومجمع کثیر از علمای ربانیین در ملک ہندوستان قائل
بملکۂ اجتہاد حضرت ایشاں ہستند بلکہ صیت علم شان تا بلاد عرب سید فضل علمای
مکہ معظمہ الشیخ عبد اللہ سراج قائل سعت علم وملکۂ اجتہاد حضرت ایشاں بود اگر چندے
در دیار عرب قیام مے فرمودند صیت علم حضرت شان
تمام جہان را فرا می گرفت وکسانیکہ در حق حضرت
ایشان طعن مے کنند محض از تعصب وعناد است اعتبار
را نشاید المعاصرۃ اصل المنافرۃ اکثر معاندان در زمان
حضرت امام اعظم ؒ بلکہ بعد از زمان شان نیز در حق حضرت
ایشان چہ قدر طعن کردہ اند بعضے نسبت مذہب مرجیہ
بطرف حضرت ایشان نمودہ اند وہمچنین است حال
امام شافعی وبخاری ؒ بلکہ جملہ اکابر دین در کتب تواریخ
معاینہ باید کرد معاندان در حق صحابۂ کبار طعنہا کردہ اند
از طعن این کوران ہرگز منقصت شان آن بزرگان
نمیشود ومجتہد فی المذہب وفی بعض المسائل صدہا قرناً
بعد قرن بودہ اند ذکر اسامی آنہا را این مختصر ہرگز متحمل

رواج نہیں پایا۔ اگر سب کا نام لکھا جاوے تو ایک بڑا دفتر ہوجاوے
اور ہر ملک کا حال دریافت کرنا تو مشکل ہے ہمارے ملک
ہندوستان میں بارہ صدی میں حضرت شیخ الشیوخ مولانا شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ گذرے ہیں کہ انکا تبحر علم واجتہاد
انکی تصنیفات سے ظاہر ہے کتاب حجۃ اللہ البالغہ دلیل قوی
ہے انکی کشادگی علم واجتہاد پر اور انکے بعد انکے صاحبزادے
والاتبار حضرت شاہ عبد العزیز قدس سرہ بھی اجتہاد کا منصب
رکھتے تھے خود انکی تصنیفیں اس دعوے کی دلیل روشن ہیں
اور اس زمانے میں فاضل اکمل محدث بے بدل ہمارے
شیخ مولانا اسمٰعیل علیہ الرحمۃ اجتہاد کا ملکہ اچھی طرح پر رکھتے
تھے۔ ملک ہندوستان میں علماے ربانی کی ایک کثیر
جماعت انکے ملکۂ اجتہاد کی قائل ہے۔ بلکہ اُن کے علم کا
شہرہ بلاد عرب تک پہونچ گیا ہے۔ مکہ معظمہ کے افضل
ترین عالم شیخ عبد اللہ سراج مولانا مذکور کے فراخی علم وملکۂ
اجتہاد کے قائل تھے اگر دیار عرب میں چندے قیام فرماتے
تو مولانا کے علم کی شہرت تمام جہان میں پھیلجاتی۔ اور جو لوگ
اُنکے حق میں طعن کرتے ہیں محض تعصب وعناد کے باعث
کرتے ہیں قابل اعتبار نہیں ہے۔ معاصرت اصلی سبب ہے نفرت
کا اکثر اہل عناد نے امام اعظم ؒ کے زمانہ میں بلکہ انکے زمانہ کے بعد
بھی امام ممدوح کے حق میں کسقدر طعن کیا ہے بعض معاندنے
مذہب مرجیہ کی نسبت امام صاحب کی طرف کی ہے اور یہی حال
ہے امام شافعی وامام بخاری کا بلکہ جملہ اکابرین کا۔ کتب تواریخ کو دیکھنا
چاہئیے اہل عناد نے صحابہ کبار کے حق میں کسقدر طعن کیا ہے لیکن ان اندھوں
کے طعن سے اُن بزرگوں کا کسر شان ہرگز نہوگا اور مجتہدین فی المذہب اور
فی بعض المسائل ہزاروں میں سینکڑوں ہوئے ہیں اس مختصر رسالہ میں اُن سب کے نام

کما قال شیخ الحدیث الامام السیوطی فی رسالتہ الرد علی من اخلد الی الارض ان التحقیق فی ذلک ان المجتہد المطلق اعم من المجتہد المستقل وھو الذی استقل بقواعد نفسہ و بنی علیہ الفقہ خارجا عن القواعد المقررۃ وھذا شیٔ فقد من الدھر الی اخرہ وھکذا فی جامع الاصول لقدوۃ العلماء احمد بن عطاء رح وقال المحقق الجلیل والمحدث النبیل العارف باللہ الشیخ ولی اللہ فی کتابہ عقد الجید فما یظن فیمن کان موافقا لشیخہ فی اکثر المسائل لکنہ یعرف لکل حکم دلیلا ویطمئن قلبہ بذلک الدلیل وھو علی بصیرۃ من امرہ انہ لیس بمجتہد ظن فاسد وکذلک ما یظن من ان المجتہد لا یوجد فی ھذہ الازمنۃ اعتمادا علی الظن الاول بناء فاسد علی الفاسد انتہی پس کسانیکہ نفی مطلق اجتہاد درین زمان مے کنند جاہل اند از کتب اصول فرق نمی دانند در مجتہد مستقل و مجتہد مطلق و مجتہد مقید بیچارگان معذور ہستند زیراکہ منتہائے علم ایشان تا قنیہ و منیہ است و دیگر ہیچ ۔ **سوال** ۔ انچہ مردمان این زمان غیر مجتہد را از خواندن ترجمہ قرآن مجید و حدیث شریف منع مینمایند و مے گویند کہ نصوص قرآن و حدیث را سوائے مجتہد کسی نمے فہمد و غیر مجتہد را عمل بر نصوص نمودن گناہ است و ہر کہ بمنصب اجتہاد نرسیدہ است اگرچہ عالم باشد او را استدلال بالآیات والحدیث درست نیست پس این اقوال ایشان موافق کتب سلف است یا مخالف آن بینوا توجروا۔

جواب ۔ این اقوال محض مخالف اقوال ائمہ سلف اند

جیسا کہ شیخ الحدیث امام سیوطی نے اپنے رسالہ الرد علی من اخلد الی الارض میں فرمایا کہ اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ مجتہد مطلق عام ہے مجتہد مستقل سے جو اپنے نفس کے قواعد کے ساتھ مستقل ہو اور اُس پر فقہ کی بنیاد رکھی ہو جو قواعد مقررہ سے خارج ہو اور یہ ایک ایسی چیز ہے کہ زمانہ سے مفقود ہو گئی ہے آخر عبارت تک اور ایسا ہی ہے جامع الاصول میں جو قدوۃ العلماء احمد بن عطاء کی تصنیف ہے۔ اور محقق جلیل محدث نبیل عارف باللہ شیخ ولی اللہ دہلوی نے اپنی کتاب عقد الجید میں فرمایا کہ جو شخص اپنے شیخ کا موافق اکثر مسائل میں ہو لیکن وہ ہر حکم کی دلیل پہچانتا ہے اور اُسکا دل اُس دلیل پر مطمئن ہے اور اپنے کام میں وہ بینا ہے ایسے شخص کے حق میں جو گمان کیا گیا ہے کہ وہ مجتہد نہیں ہے یہ گمان فاسد ہے اور اسی طرح گمان اول پر اعتماد کرکے یہ خیال کرنا کہ اس زمانہ میں مجتہد نہیں پایا جاتا ہی فاسد کی بنا ر فاسد ہے انتہی۔ پس جو لوگ اس زمانہ میں مطلق اجتہاد کا انکار کرتے ہیں وہ کتب اصول سے ناواقف ہیں مجتہد مستقل و مجتہد مطلق و مجتہد مقید میں فرق نہیں جانتے ہیں ایسے لوگ معذور ہیں کیونکہ اُنکا مبلغ علم قنیہ و منیہ تک ہے باقی ایچ ہے۔ **سوال** اس زمانے کے لوگ غیر مجتہد کو ترجمۂ قرآن مجید اور حدیث شریف پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نصوص قرآن مجید اور حدیث کو مجتہد کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں سمجھ سکتا ہے اور غیر مجتہد کو نصوص پر عمل کرنا گناہ ہے اور جو شخص منصب اجتہاد تک نہیں پہونچا ہے اگرچہ وہ عالم ہو لیکن اسکو استدلال آیات و احادیث کے ساتھ درست نہیں ہے پس لوگوں کے یہ اقوال کتب سلف کے موافق ہیں یا مخالف بیان کرو تو ثواب پاؤ گے۔

جواب یہ باتیں ائمہ سلف کے اقوال کے محض مخالف ہیں۔

از کلام علماء السلف دلیل و تعلیل پس ہر گاہ اطمینان بر چیزے میشد
آنرا اختیار مے کردند دلیل ہر مسئلہ اول از کتاب اللہ
طلب می نمودند بعدہ از سنت و آثار صحابہ و تابعین کہ
در کتب صحاح حدیث مروی شدہ و بعد ازان در اقوال
مجتہدین جولان نظر مے فرمودند و بہتر نمی دانستند۔ کہ
تقلید ہر یک عالم بکنند در اقوال او خواہ از روئے دلائل
شود یا نشود انتہی حاصل ما فی کتب البیہقی و کتاب معالم
السنن و شرح السنۃ للبغوی ہر کہ تفصیل طریقہ محققین
و فقہائے محدثین بخواہد باید کہ در کتب مذکور مطالعہ نماید
انما شفاء الجہل المطالعۃ فی کتب السلف و تعریف اجتہاد آنچہ
در کتب اصول فہمیدہ میشود اینست کہ استفراغ الجہد
فی ادراک الاحکام الشرعیۃ الفرعیۃ عن ادلتہا التفصیلیۃ
الی احجۃ کلیاتہا الی اربعۃ اقسام الکتاب والسنۃ
والاجماع والقیاس و یفہم من ہذا انہ اعم من ان
یکون ذلک باعانۃ البعض علی صور المسائل والتنبیہ
علی ماخذ الاحکام من الادلۃ التفصیلیۃ او بغیر اعانۃ
منہ پس در تعریف مجتہد داخل شدند آن علماء کہ
متابعت مجتہدی مے کنند در اکثر مسائل لیکن میشناسند
دلیل ہر مسئلہ از کتاب و سنت و اجماع و قیاس و ہمچنین
علماء در مذہب ہر چہار مجتہدین قرنا بعد قرن بسیار
گذشتہ اند و درین زمان ہم موجود اند اگرچہ کم باشند
قال اللہ تعالیٰ۔ قَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ و این علماء را
مجتہد ندانستن مخالفت صریح است از اصول خود و آنچہ
بعض علماء نوشتہ اند کہ مجتہد درین زمان مفقود است
غرض ازان مجتہد مستقل است نہ مجتہد مطلق و مجتہد مقید

علمائے سلف کی دلیل و تعلیل سے جو بات مفہوم ہوتی۔
اُسپر نظر ڈالتے پھر جب کسی امر پر اطمینان ہوتا اسکو اختیار کرتے
ہر مسئلہ کی دلیل پہلے کتاب اللہ سے طلب کرتے پھر سنت
اور آثار صحابہ و تابعین سے جو کتب صحاح میں مروی ہوتے
بعد ازاں اقوال مجتہدین پر نظر ڈالتے اور یہ بہتر نہیں سمجھتے
کہ ایک عالم کی تقلید اُسکے اقوال میں کیجائے دلائل کے ساتھ
ہو یا نہو۔ کتب بیہقی اور کتاب معالم السنن اور شرح السنۃ
بغوی کا خلاصہ ختم ہو گیا۔ فقہائے محدثین اور محققین کے طریقہ
کی تفصیل جو شخص چاہے اُسکو چاہیئے کہ کتب مذکورہ دیکھے
مرض جہالت سے شفا کتب سلف کا دیکھنا ہے اور اجتہاد کی
تعریف جو کتب اصول فقہ سے سمجھی جاتی ہے یہ ہے کہ دلائل
تفصیلی سے احکام شرعیہ فرعیہ کے دریافت میں پوری کوشش
کرنی اور اُن دلائل کی کلیات چار اقسام یعنے کتاب و سنت
و اجماع و قیاس کی طرف راجع ہوتا اور اس بیان سے سمجھا
جاتا ہے کہ وہ پوری کوشش بعض کی اعانت سے ہو صورت
مسائل پر اور دلائل تفصیلی کے احکام کے ماخذ پر خبردار کرنے
سے یا بغیر اس قسم کی اعانت سے ہو۔ پس مجتہد کی تعریف میں
وہ علما ہی داخل ہو گئے جو اکثر مسائل میں ایک مجتہد کی متابعت
کرتے ہیں لیکن دلیل ہر مسئلہ کی کتاب و سنت و اجماع و قیاس
سے پہچانتے ہیں اور اس قسم کے مجتہد ہر زمانے میں مجتہدین اربعہ
کے مذہب میں بہت گذرے ہیں اور اس زمانے میں بھی موجود
ہیں اگرچہ کم ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندوں میں شکر گذار
بندے کم ہیں اور ایسے علماء کو مجتہد نجاننا صریح مخالفت ہے اپنے
اُصول سے اور بعض علماء نے جو لکھا ہے کہ اس زمانہ میں مجتہد مفقود ہیں
تو اس سے مقصود مجتہد مستقل ہیں نہ مجتہد مطلق و مجتہد مقید

اصولیین است قد صرح الاصولیون حتی صاحب فتح القدیر فی کتاب التحریر بان دلالۃ النص یخالف القیاس فی ان القیاس یختص بالمجتہد و دلالۃ النص یفہمہا العوام ازین عبارت ثابت شد کہ دلالۃ النص را عوام ہم مے فہمند پس عبارۃ النص و اشارۃ النص کہ این ہر دو واضح تر اند از دلالۃ النص بطریق اولے خواہند فہمید و استدلال بآن خواہند نمود و فی حاشیۃ شیخ الاسلام علی التلویح ما یدل علی جواز الاستدلال لغیر المجتہد فی شرح الشاشی ما یصرح بذلک و فی شرح العقائد للتفتازانی ما یدل علی ان الحدیث من باب العلم لعامۃ الخلق و فی الفتاوے الفضلیۃ عن الفقیہ ابی اللیث ما یدل علی جواز العمل ایضاً بما فہمہ غیر المجتہد من النص و قد صرح القاضی عضد الملۃ فی بحث مسالک العلۃ انہ اذا دخل الفاء فی لفظ الراوی مثل زنی ماعز فرجم فالفقیہ و غیرہ فی ذلک سواء انتہی و فی النقود شرح العضدی ما یدل علی جواز تقلید غیر المجتہد للمجتہد دون اللزوم انتہی و ثابت و مقرر است در کتب اصول کہ جائز است خلو زمان از مجتہد خلافا للحنابلۃ پس ہرگاہ کہ فرض کنیم یک زمانہ خالی از مجتہد و دران زمان شخصے بالغ و عاقل شود و بفہمد خطابات شرعیہ را و نرسد او را استنباط مجتہدین ماضیین و استدلالات و مقالات آنہا پس برائے او یکے از سہ امور بالضرور تجویز خواہی کرد اول اینکہ او مکلف است بآنچہ مے فہمد خطابات شرعیہ را اگرچہ او مجتہد نیست

اہل اصول کے ہے اصولیوں نے تصریح کی ہے حتی کہ صاحب فتح القدیر نے بھی کتاب التحریر میں لکھا ہے کہ جو دلالۃ النص مخالف قیاس ہے وہ مجتہد کے ساتھ مخصوص ہے لیکن دلالۃ النص کو عوام بھی سمجھتے ہیں اس عبارت سے ثابت ہوا کہ دلالۃ النص کو عوام بھی سمجھتے ہیں پس عبارت النص و اشارت النص جو دلالۃ النص سے زیادہ تر واضح ہیں اُن دونوں کو تو بطریق اولی سمجھیں گے اور اُنکے ساتھ استدلال کرینگے اور تلویح پر جو شیخ الاسلام کا حاشیہ ہے اُسمیں وہ مضمون ہے جو غیر مجتہد کے لیئے جواز استدلال پر دلالت کرتا ہے۔ اور شرح الشاشی میں وہ مضمون ہے جو اس امر کی صراحت کرتا ہے اور علامہ تفتازانی کی شرح العقائد میں جو عبارت ہے اسکی دلالت اسبات پر ہے کہ حدیث ایک علم ہے عام خلق کے لیئے اور فقیہ ابو اللیث سے فتاوی فضلیہ میں جو مضمون منقول ہے وہ یہ بتا رہا ہے کہ غیر مجتہد نے نص سے جو مطلب سمجھا ہے اُسپر عمل کرنا اسکو جائز ہے اور قاضی عضد الملۃ نے بحث مسالک العلۃ میں بصراحت بیان کیا ہے کہ راوی کے لفظ میں جب حرف فا داخل ہو جیسے زَنَی ماعِزٌ فَرُجِمَ یعنے ماعز نے زنا کیا پس سنگسار کیا گیا تو فہم مطلب میں فقیہ اور غیر فقیہ دونوں برابر ہیں انتہی۔ اور نقود شرح عضدی میں جو مضمون درج ہے اُس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر مجتہد کے لیئے مجتہد کی تقلید جائز ہے واجب نہیں انتہی اور کتب اصول میں ثابت ہے کہ مجتہد کے وجود سے زمانہ کا خالی ہونا جائز ہے حنبلیوں کا اسمیں خلاف ہے پس جب ہم فرض کریں گے ایک زمانہ کو مجتہد سے خالی اور اُس زمانہ میں عاقل و بالغ شخص ہو اور خطابات شرعیہ کو سمجھتا ہو لیکن مجتہدین سلف کے استنباط و استدلال و اقوال اُسکے پاس نہ پہنچے ہوں پس تم اُسکے لیئے تین صورتوں سے ایک صورت ضرور تجویز کروگے صورت اول یہ ہے کہ خطابات شرعیہ میں سے جسقدر وہ سمجھتا ہے اُسکے ساتھ وہ مکلف ہے

بلکہ علماے خلف ہم رد آن کردہ اند اما اقوال ائمہ
سلف پس بالا در جواب سوال اول ذکر نمودہ ام
از کتب معتبرہ کہ اگر عامی را حدیثے برسد او را عمل
بر ظاہر آن حدیث واجب است نزد امام اعظمؒ
و محمدؒ اگرچہ او عالم نباشد و حدیث محتمل التاویل والنسخ
باشد و دلیل این ہر دو مجتہد ان اینست کہ آن ظاہر
الحدیث واجب العمل بہ وہرگاہ قول مفتی دلیل
است براے عامی باوجودیکہ در قول مفتی احتمال خطا
است از روے استنباط و فہم تاویل و نسخ پس حدیث
اگرچہ احتمال تاویل یا نسخ داشتہ باشد ہرگاہ بعامی
خواہد رسید او را عمل بران واجب خواہد شد لان
قول الرسول لا ینزل عن قول المفتی قال فی
الکافی والحمیدی ای لا یکون ادنی درجۃ من
قول المفتی ونزد ابی یوسف ہم غیر مجتہد را عمل بالحدیث
نمودن مے باید بشرطیکہ عالم باشد و عامی محض و
جاہل نباشد چنانچہ از ہدایہ و بحر الرائق و در مختار
و عنایہ و غایۃ البیان وغیرہ بالا مذکور شد و ہمہ می نویسند
کہ خلافاً لابی یوسفؒ پس معلوم شد کہ راجح درین
باب قول امام اعظمؒ و محمدؒ است زیرا کہ قول
مرجوح را بلفظ خلافاً لفلان تعبیر مے کنند ضابطہ فقہاے
ہمین است فتامل وانصف ولا تتعسف و اقوال علماے
خلف ہم متضمن ہمچنین مضامین از کتب صوفیاے کبار
و علماے اولی الابصار در جواب سوال اول مذکور شد
فراجعہ و آنچہ عوام این زمان مے گویند کہ نصوص قرآن
و حدیث را سواے مجتہد کسے نفہمد این خلاف تصریحات

بلکہ علمائے خلف نے بھی اسکا رد کیا ہے چنانچہ ائمۂ سلف کے
اقوال تو سوال اول کے جواب میں معتبر کتابوں سے ہم اوپر
ذکر کر چکے ہیں کہ اگر عامی کو کوئی حدیث پہونچے - تو اُس حدیث
کے ظاہر معنے پر عمل کرنا اس عامی پر واجب ہے امام اعظمؒ
اور امام محمدؒ کے نزدیک اگرچہ وہ عالم نہ ہو اور حدیث میں نسخ و
تاویل کا احتمال ہو - اُن دو مجتہدوں کی دلیل یہ ہے کہ ظاہر
حدیث پر عمل واجب ہے اور جب عامی پر مفتی کا قول دلیل ہے
باوجود اسکے کہ قول مفتی محتمل خطا ہے - استنباط اور فہم تاویل و
نسخ کے اعتبار سے پس حدیث اگرچہ محتمل نسخ یا تاویل ہو جب
عامی تک پہونچ جائیگی تو اُسکو عمل کرنا اُس پر واجب ہو جائیگا
کیونکہ قول رسول کا درجہ قول مفتی سے کمتر نہیں ہو سکتا ہے
کافی اور حمیدی میں لکھا ہے کہ قول مفتی سے قول رسول کا
درجہ ادنے ہرگز نہیں ہوگا - اور امام ابو یوسف کے نزدیک
بھی غیر مجتہد کو حدیث پر عمل کرنا چاہئے - بشرطیکہ عالم ہو محض عامی
جاہل نہو چنانچہ ہدایہ اور بحر الرائق اور در مختار اور عنایہ و غایۃ البیان
وغیرہ سے اوپر مذکور ہو چکا ہے اور سب فقہاء لکھتے ہیں کہ یہ امام
ابو یوسفؒ کا خلاف ہے پس معلوم ہوا کہ اس باب میں قول
راجح امام اعظم اور امام محمد کا قول ہے کیونکہ قول مرجوح
کو بلفظ خلافاً لفلان تعبیر کرتے ہیں ضابطہ فقہاء کا یہی ہے -
پس تامل اور انصاف کر اور تعصب نہ کر اور علماء خلف کے
اقوال بھی جو اسی مضامین کے مطابق ہیں سوال اول کے
جواب میں صوفیاے کبار و علماے اولی الابصار کے کتابوں سے
مذکور ہو چکے ہیں انکو دوبارہ ملاحظہ کرو اور اس زمانہ کے
عوام جو کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کو مجتہد کے علاوہ کوئی نہیں
سمجھ سکتا ہے - یہ خلاف تصریحات -

مے نماید قال اللہ تعالیٰ - انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء
وقال اللہ تعالیٰ لقد انزلنا الیک آیات بینات وما یکفر بہا
الا الفاسقون - وقال اللہ تعالیٰ - ولقد یسرنا القرآن
للذکر فہل من مدکر - وقال اللہ تعالیٰ - ھوالذی بعث فی الامیین
رسولا منہم یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب
والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین - پس
ازین آیات کریمہ مستفاد گشت کہ کتاب اللہ وحدیث
شریف رسول اللہ صلعم را ہر آدمی مے فہمد وازان حکمت
را می آموزد واگر کسے بگوید کہ این مخصوص است بآن
کسان کہ در زمان برکت نشان آنحضرت صلعم بودند
جواب میدہیم کہ بعد ازین آیہ دیگر را باید دید وآخرین منہم
لما یلحقوا بہم وھو العزیز الحکیم پس این صریح است بیان
کسانیکہ از صحابہؓ لاحق نشدند ودر زمان دیگر پیدا گشتند
ہمہ را طلاق امیین در بعث فی الامیین رسولا داخل
شدند ودر مؤطا مالک روایت شد قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترکت فیکم امرین ان تضلوا
ما تمسکتم بہما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ لفظ فیکم
وتمسکتم عام است خاص بمجتہد نیست بلکہ ہر امی دران
داخل است قال رسول اللہ صلعم انا امۃ امیۃ لا نکتب
ولا نحسب الیٰ آخرہ رواہ البخاری ومسلم ودر جامع
الاصول آثار از حضرت عمرؓ مروی است دلالت میدہد
بران معنے کہ قرآن وحدیث مے فہمند اہل بادیہ نساء
وصبیان بالجملہ بسیار آیات واحادیث براین معنے دلالت
میدارند چندے ازان بطریق تمثیل درینجا تلاوت کردہ
شد فان المنصف یکفیہ التمثیل والمتعصب تابع

عمل کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُس کے بندوں میں سے علماء
ہی خدا سے ڈرتے ہیں اور اللہ برتر نے فرمایا کہ بیشک ہم نے تیرے پاس آیتیں ظاہر
بھیجیں اور اُسکا انکار وہی کرتے ہیں جو فاسق ہیں اور اللہ برتر نے
فرمایا کہ ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے نصیحت لینے کے لیے
پس ہے کوئی نصیحت لینے والا - اور اللہ برتر نے فرمایا کہ اللہ وہی ہے
جسنے بھیجا اَن پڑھوں میں ایک رسول اُنہی میں کا پڑھتے ہیں اُنپر
اسکی آیتیں اور اُنکو پاک کرتے ہیں اور کتاب و حکمت سکھاتے ہیں
بیشک لوگ تھے اُنسے پہلے صریح گمراہی میں - پس اِن آیتوں سے
ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول کی حدیث کو ہر آدمی سمجھتا
اور اُس سے حکمت سیکھتا ہے اگر کوئی کہے کہ یہ بات اُنلوگوں کے ساتھ مخصوص تھی جو
حضرت صلعم کے زمانہ مبارک میں تھے اسکا جواب یہ دیتا ہوں کہ اس آیہ کے بعد دوسری
آیہ کو بھی دیکھنا چاہیے جسکے معنے یہ ہیں کہ یہ رسول سکھلاتے ہیں کتاب و حکمت اُن
پچھلوں کو بھی جو اُنکے ساتھ ملے نہیں ہیں اور اللہ غالب حکمت والا ہے یہ صریح بیان ہے
اُنلوگوں کا جو صحابہ کے ساتھ نہیں ملے - بلکہ دوسرے زمانے میں پیدا
ہوئے اور آیہ کریمہ بعث فی الامیین رسولا میں جو لفظ امیین ہے اُسکے مفہوم
عام میں سب داخل ہوگئے - اور امام مالک کی مؤطا میں مروی ہے کہ رسول اللہ
صلعم نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں میں دو چیز چھوڑی ہے جبتک اُن دونوں
کو مضبوط پکڑو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور دوسری
چیز اُسکے رسول کی سُنت ہے لفظ فیکم اور تمسکتم عام ہے مجتہد کے ساتھ
خاص نہیں ہے بلکہ ہر آدمی اس عموم میں داخل ہے رسول خدا نے فرمایا کہ
ہم لوگ ان پڑھ قوم ہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب جانتے ہیں آخر حدیث تک
اسکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے اور جامع الاصول میں حضرت
عمر سے ایسے آثار مروی ہیں جنکا مطلب یہ ہے کہ قرآن وحدیث کو عورتیں اور
لڑکے اور بدو لوگ بھی سمجھتے ہیں - خلاصہ یہ ہے کہ بہت سی آیتیں اور حدیثیں
اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں اُنمیں سے چند آیتیں و حدیثیں مثال کے طور پر پڑھی گئیں

وثانی آنکہ تکالیف شرعیہ ازو ساقط است وثالث
آنکہ او مکلف است بتحصیل مرتبۂ اجتہاد و اگر اختیار کردی
امر اول را پس اعتراف کردی تا آنکہ استدلال بالنصوص
مشروط بالاجتہاد نیست و ہو المطلوب و اگر اختیار
کردی امر ثانی را پس حکم کردی بسقوط تکالیف شرعیہ
از عاقل و بالغ سالم عن العوارض و ذلک باطل
بالاجماع و اگر اختیار کردی امر ثالث را پس قائل شدی
بالتکلیف بما لیس فی وسعہ وہو خلاف الشرع والعقل
زیرا کہ تحصیل مرتبۂ اجتہاد سابقا غیر مقدور ست - و
نزدیک قائلین بحجۃ القیاس در آیۂ کریمہ فاعتبروا یا
اولی الابصار اجتہاد و قیاس مراد است از لفظ
اعتبار و مجتہدین مراد اند - از لفظ اولی الابصار و اجماع
است برانکہ بخطابات شرعیہ مکلف است ہر عاقل
بالغ و تکلیف شرعی مختص بمجتہد نیست پس ثابت شد
کہ فہم خطابات شرعیہ ہم مختص نیست بمجتہد و آنچہ بعض
علما نوشتہ اند کہ غیر مجتہد را تقلید واجب است غرض
ازان تقلید فی المنصوصات نیست بلکہ تقلید در مسائل
اجتہادیہ و قیاسیہ مراد است حیث صرح فی شرح الشاشی
بان کل عالم لہ اصابۃ الحکم المنصوص علیہ مطلقا
سواء کان قطعیا او ظنیا بحسب الدلالۃ والاثبات
وما کان ظنی الثبوت اعنی القیاس فہو المختص بالمجتہد
وقال القاضی عضد الملۃ المستفتی المقلد والمفتی
المجتہد والمستفتی فیہ ہو المسائل الاجتہادیۃ
انتہے حاصلہ پس ثابت شد کہ در منصوصات حاجت تقلید
نیست ہر مومن عالم عمل بر منصوصات قرآن وحدیث

صورت ثانی یہ ہے کہ تکالیف شرعیہ اُس سے ساقط ہیں صورت
ثالث یہ ہے کہ مرتبہ اجتہاد حاصل کرنے کے ساتھ وہ مکلف ہے
بہرکیف اگر تم نے صورت اول کو اختیار کیا تو بیشک اقرار کرلیا
اس امر کا کہ نصوص کے ساتھ استدلال اجتہاد پر موقوف نہیں
ہے اور یہی میرا مطلوب ہے - اور اگر تمنے صورت ثانی کو اختیار کیا
تو عاقل و بالغ وسالم سے تکالیف شرعیہ کے سقوط کا حکم تمنے
لگایا اور یہ بالاجماع باطل ہے اور اگر تمنے صورت ثالث کو اختیار کیا
تو ضرور تم اس بات کے قائل ہوگئے - کہ جو کام انسان کی قدرت
میں نہیں ہے اُسکے ساتھ تکلیف جائز ہے اور یہ خیال عقل و شرع
کے مخالف ہے کیونکہ حاصل کرنا مرتبہ اجتہاد کا پہلے ہی قدرت سے
باہر ہے اور جو لوگ قائل ہیں کہ قیاس حجت شرعی ہے اُنکے
نزدیک آیۂ کریمہ فاعتبروا یا اولی الابصار میں لفظ اعتبار سے
اجتہاد اور قیاس مراد ہے اور لفظ اولی الابصار سے مجتہدین مراد
ہیں اور اس بات پر اجماع ہو گیا ہے کہ خطابات شرعیہ کے ساتھ
ہر عاقل و بالغ مکلف ہے اور تکلیف شرعی مجتہد کے ساتھ مخصوص
نہیں ہے پس ثابت ہو گیا کہ خطابات شرعیہ کو سمجھنا بھی مجتہد کے
ساتھ مختص نہیں ہے اور بعض علمار نے جو لکھا ہے کہ غیر مجتہد کے
لئے تقلید واجب ہے اس سے مراد تقلید فی المنصوصات نہیں ہے بلکہ
مسائل اجتہادیہ و قیاسیہ میں تقلید مقصود ہے جیسا کہ شرح شاشی
میں مذکور ہے کہ حکم منصوص علیہ میں امر حق کو پالینا یہ ہر عالم کا منصب
ہے باعتبار دلالت و اثبات وہ قطعی ہو یا ظنی اور جسکا ثبوت ظنی ہے
یعنے قیاس وہ مجتہد کیلئے مخصوص ہے اور قاضی عضد الملۃ نے فرمایا
کہ فتوی پوچھنے والا مقلد ہے اور فتوی بتانیوالا مجتہد ہے اور جو پوچھا
جاتا ہے وہ مسائل اجتہادیہ ہیں حاصل اُسکا یہی ہے پس ثابت ہو گیا
کہ منصوصات میں تقلید کی حاجت نہیں ہے - قرآن وحدیث کے منصوصات پر

معلوم ہو کہ ہمارے اسلاف کرام کیا کچھ راہِ خدا میں کرگذرے اور اس دار فانی کو بفحوائے حدیث شریف کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل پر پورا عمل کر کے خلف کو دکھا گئے۔ کہ یوں کرنا چاہیئے جزاءھم اللہ خیرا عنا وعن سائر المسلمین برحمۃ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

جناب مولانا فیاض علی علیہ الرحمۃ والغفران

جناب مولانا الٰہی بخش مرحوم صادقپوری عظیم آبادی بن شیخ ہدایت علی مرحوم مہدانوی بن شیخ معز الدین مرحوم بن شیخ امام الدین مرحوم بن شیخ کریم بخش مغفور بن شیخ بڈھن شہید رحمہ بن شیخ اللہ داد رحمہ بن شیخ معز الدین الی جعفر ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام سماۃ تکلیف ہے بنت حضرت شاہ محمد معز صاحب قدس سرہ ساکن محلہ نمو ہیہ یکے از محلات شہر پٹنہ وہ ابن حضرت شاہ محمد عزیز عرف شاہ درگاہی رحمہ بن حضرت شاہ ابوالخیر محمد انور رحمہ بن حضرت شاہ ابوتراب محمد منور قدس سرہ بن حضرت شاہ ابوالبرکات محمد فائض قدس سرہ دیوروی ثم عظیم آبادی بن شیخ ابوسعید رحمہ بن شیخ عبد العلی رحمہ بن حضرت شاہ محمد رحمہ بن شیخ تیم اللہ رحمہ بن شیخ عمر رحمہ بن میر ارزانی رحمہ بن میر معز الدین رحمہ بن میر سراج الدین بخاری ثم دیوروی بن محمود رحمہ بن شیر محمد رحمہ بن سلطان ابو اسحاق ثانی خلیفہ مصر رحمہ بن سلطان بایزید ثانی خلیفہ مصر بن احمد بن مسعود رحمہ بن بایزید رحمہ بن ابو اسحاق رحمہ بن حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی شادی سماۃ حفیظن بنت حضرت شاہ محمد حسین بن شاہ محمد معز ساکن محلہ نمو ہیہ سے ہوئی آپ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی آپ نے درسی کتابیں تمام وکمال اپنے برادر معظم جناب مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور سند حدیث جناب مولنٰنا حضرت ولایت علی صاحب غفران مآب سے لی آپ ازبسکہ ذہین و ذکی تھے آپ اول کچھ درس و تدریس کیطرف متوجہ ہوئے مگر بعد کو کمربستہ شب و روز حاضر باش خدمت مبارک اپنے پیرو مرشد مولنٰنا ولایت علی قدس سرہ کے رہا کرتے تھے آپ بڑے حضرت کے خلفاء عظام سے ہوئے آپ نے جسقدر فیض باطنی اپنے پیرو مرشد سے حاصل کیئے شاید کسی نے کم اتنا حاصل کیا ہو آپ کا وعظ نہایت پُر اثر ہوتا۔ آپ قرآن و حدیث کے بیان معنے و نکات میں ایک ملکۂ خاص رکھتے تھے آپ کے وعظ میں بڑے بڑے عالم اور اَن پڑھ دونوں اپنے فہم اور حوصلہ کے موافق لطف و مزا اٹھاتے اور نہایت محظوظ ہوتے آپ فن مناظرہ میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے آپ کی تقریر ایسی قَلَّ وَدَلَّ ہوتی تھی کہ بڑے بڑے عالموں کو بجز سکوت کچھ نہیں بن پڑتا تھا۔ چنانچہ جناب مولنٰنا محمد فصیح رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جو آپ کا مناظرہ ہوا ہے وہ اس شہر میں نہایت مشہور و معروف ہے مولنٰنا محمد فصیح صاحب نے مجمع عام میں جہاں ہزاروں آدمی جمع تھے اقرار کیا۔ الغرض ہندوستان کے دَورِ و سیر میں بھی بہت عالموں سے آپکو مناظرہ کی نوبت پہونچی۔ اور آپ ہمیشہ اسمیں فائز المرام رہے۔ حضرت مولنٰنا ولایت علی عرف بڑے حضرت کا جب اول سفر طرف ملک کاگان کہلی کے ہوا جو قریب کشمیر کے واقع ہے آپ بھی ہمراہ تھے۔ اور راجہ گلاب سنگھ وغیرہ سکھوں کے لشکر کے مقابلہ میں آپنے بہت کچھ

للاباطیل لایفید لہ قراۃ القرآن مع الانجیل و روایۃ مایروی الجبرئیل واللہ اعلم بالصواب

بعد ملاحظۂ این رسالہ بر اصحاب فکرت و ارباب بصیرت مخفی و محتجب نخواہد بود کہ در عمل بالحدیث لغیر المجتہد استدلال از قرآن مجید و کتب متداولۂ حدیث و آثار صحابہ و تابعین و تبع تابعین و احتجاج باقوال مجتہدین سلف رضوان اللہ علیہم اجمعین نمودہ شد و آنچہ اقوال علمای خلف ذکر کردہ شدہ محض بطور شواہد است نہ بطرز اصل دلیل پس ہر کہ رد بر این مدعا قصد کند او را ہم لازم کہ رعایت در اثبات دعوے خود ہمین طور مرعی دارد کہ در اصل ثبوت دعوی مبتنی باشد بر آیات و حدیث مفخر موجودات علیہ افضل الصلوات و آثار قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر و اقوال مجتہدین سلف لاغیر و عمل بالحدیث اختیار نمودہ ام بمقتضاے قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کہ در صدر رسالہ مذکور شد و من حنفی سخت ام ہرگز قول امام را از غوغاے عوام نخواہم گذاشت ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین وصل وسلم و بارک علی محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین +

اباطیل ہوا کرتا ہی قرآن اور انجیل کا پڑہنا اسکو مفید نہ ہوگا اور نہ وہ روایت جسکو جبرئیل بیان کریں اور اللہ حق بات کو خوب جانتا ہے۔

بعد ملاحظہ اس رسالہ کے اصحاب فکر و ارباب بصیرت پوشیدہ نرہیگا کہ غیر مجتہد کیلئے عمل بالحدیث کرنے پر استدلال قرآن مجید اور کتب مروجۂ حدیث و آثار صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ... مجتہدین سلف کے ساتھ کیا گیا ہے اور علماء خلف کے اقوال جو ذکر کیے گئے ہیں محض بطریق شاہد لائے گئے ہیں اصل دلیل کے طور پر نہیں لہذا جو شخص اسکی تردید کا ارادہ کرے تو اُس کو لازم ہے کہ اثبات دعوے میں اُسی روش کو خیال رکھے کہ اصل میں دعوے کا ثبوت ہو آیات قرآن اور احادیث سید انس و جان اور آثار قرون ثلاثہ کے ساتھ اور مجتہدین سلف کے اقوال سے نہ غیر کے اقوال سے اور میں نے عمل بالحدیث کو حسب مقتضای قول امام اعظمؒ کے اختیار کیا ہے۔ جو شروع رسالہ میں ذکر کیا گیا۔ اور میں سخت حنفی ہوں۔ امام اعظمؒ کا قول غوغائی عوام سے ہرگز نہ چھوڑوں گا۔
اے میرے رب تو کھول دے ہمارے اور ہمارے قوم کے درمیان حق بات کو اور تو بہتر کھولنے والا ہے اور درود و سلام اور برکت بھیج محمد صلعم اور اُنکے آل و اصحاب سب پر۔

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقیر مترجم عفی عنہ کے خیال میں یہ بات گذری کہ تھوڑی **سوانح عمری مصنف فیض الفیوض** رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الدر المنثور فی تراجم اہل صادقفور معروف بتذکرۂ صادقہ جو کہ از مؤلفات جناب مولنا و بالفضل اولنا ابو الفتح محمد عبد الرحیم زبیری الہاشمی دام فیضہ سے ہی اس جگہ نقل کر دوں کہ باعث وفور سرور حضرات ناظرین ہو اور خلف کو

سے پڑھنے میں حاصل ہوا وہ دوسروں سے نہیں آپ کو ایک سلیقہ خاص تھا پڑھانے میں کہ طالب العلم بہت جلد
ذی استعداد ہو جاتا تھا۔ بشرطیکہ وہ بھی جی لگا کر محنت کے ساتھ پڑھے۔ آپ بجز ایک دو سبق کے زیادہ درس و
تدریس میں مشغول نہ ہوتے۔ آپ کو تخلیہ و گوشہ نشینی زیادہ تر پسند تھا۔ آپ وعظ بھی بہت کم فرمایا کرتے تھے آپ یہ
دونوں کام زیادہ تر اپنے چھوٹے بھائی جناب مولٰنا یحیٰی علی علیہ الرحمۃ سے لیا کرتے۔ آپ بڑے سالک تھے اور
اور اکثر سکوت و ذکر اللہ و دعا و اوادائے نوافل میں آپ کی عمر بسر ہوئی۔ صدہا لوگ آپ کے حلقہ میں راہِ سلوک
سیکھا کرتے آپ کے بیان میں وہ تاثیر تھی کہ لوگوں کے دل ہلجاتے لوگوں پر غشی و بیہوشی سی طاری ہو جاتی۔
آپ کا مزاج خلقی غصہ ور تھا۔ مگر آپ نے اپنے دل و دماغ پر کچھ ایسا تصرف و قابو پایا تھا۔ کہ نہایت رحیم و حلیم
معلوم ہوتے۔ اور خوش اخلاق خندہ پیشانی رہتے اور گاہ گاہ مزاح بھی فرماتے بچوں کو نہایت محبت و پیار
کرتے سخاوت و مروّت و شجاعت یہ خاص آپ کا حصہ تھا علوم معقول و منقول ہر دو میں پوری دستگاہ تھی
اُصول و فروع کے بھی پورے ماہر مسائل جزئی حدثیہ و فقہیہ کے اندر بھی نگاہ از بس کہ غامض و غایر تھی ہر جزی
کو اُسکے اُصول سے ایسا مطابق کر دیتے کہ بڑے بڑے عالم حیران رہ جاتے اور اُنکی تشفی ہو جاتی صدہا حدیث مستحضر
صدہا مسائل حفظ۔ یہی وجہ تھی کہ بوقت معاودت از افغانستان ۱۲۷۲ھ ہجری میں جب آپ دہلی میں وارد ہوئے
دو روز میں پندرہ سولہ سوالوں کا جواب سرف زبانی آپ نے تحریر کرکے اُنکو دیدیا جسکا نام فیض الفیوض وہاں کے
لوگوں نے رکھ کر اُسکو چھاپ دیا۔ **حلیہ شریف** آپ کا قد میانہ۔ رنگ سانولا۔ چہرہ مبارک پر چیچک کے داغ کثرت
مفلج الاسنان بعید مابین المنکبین زخم الراس اور ڈاڑھی میں بال بہت کم ہلکی و مختصر و چھوٹی ناک اونچی آبرو
پیوستہ جبین واسع بدن پر گوشت مگر بلغمی نہیں کیونکہ ورزش کا آپ کو ہمیشہ شوق رہا ڈنڈ اور مگدر و لیزم کا
استعمال آپ کو دائماً رہا۔ آپ کو فن سپاہگری میں بھی پوری مہارت تھی۔ پٹہ و بانا وغیرہ خوب جانتے تھے تلوار
کا ہاتھ بھی خوب چلاتے تھے آپ کو اولاد کوئی نہیں ہوئی۔ لہذا مولوی اشرف علی صاحب فرزند اپنے برادر
معظم مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اور مسماۃ رقیہ بنت اپنے چھوٹے بھائی مولوی اکبر علی مرحوم کو جو یتیمہ ہوگئی تھی
آپ نے متبنٰی کر لیا تھا۔ اور پھر ان دونوں کی شادی بھی کر دی تھی۔ اور انکو اپنے ہمراہ رکھتے آپ کے اوصاف کے
بیان اور پوری سوانح عمری قید تحریر میں لانا خیلے متعسر بل محال لہذا آخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں اللھم اغفرلہ وارحمہ
ونور مرقدہ واحشرہ فی زمرۃ المہاجرین الاولین الذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیلک مع نبیک محمد
صلے اللہ علیہ وسلم آمین۔ وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علےٰ خیر خلقہ سیدنا
محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

جوانمردی و بہادری دکھائی - آپ بہت مرتبہ چھوٹے چھوٹے سریہ پرافسر کرکے بھیجے گئے اور کارنمایان دکھلایا - آپ بڑے حضرت کے ساتھ بطور وزیر و مشیر کے رہا کرتے آپ کی فہم و فراست جیسی علوم کتابی میں فائق تہی - ویسا ہی اُمور تمدنی میں پہر جناب بڑے حضرت اُس ملک سے جب واپس آئے جس کی تفصیل سوانح احمدی میں منشی محمد جعفر انبالوی نے لکھی ہے آپ بھی اُنکے ساتھ تشریف لائے اور جب تک بڑے حضرت اُس شہر پٹنہ میں مقیم رہے آپ بھی اُن کے ساتھ رہے اور پہر جب دوبارہ بڑے حضرت روانہ ملک سوات و بنیر ہوئے آپ بھی ہمراہ ہوئے - اور وہاں قریب چھہ سات برس کے آپ رہے جب بڑے حضرت کا انتقال ہو گیا - اور کچھہ وہاں کے کاموں میں فتور آگیا تب جناب والد ماجدم چھوٹے حضرت علیہ الرحمۃ نے آپ کو بلالیا - اُسوقت سے آپ چند برس تک یہیں شہر پٹنہ میں رہے اور جناب چھوٹے حضرت علیہ الرحمۃ والغفران کا آپ وہی ادب و لحاظ فرماتے رہے جیسا کہ بڑے حضرت کا فرماتے تھے الغرض جس روز سے کہ آپنے بیعت دست مبارک پر جناب بڑے حضرت علیہ الرحمۃ کی کی - اُنکا ساتھ نہ چھوڑا اور ہر سفر و حضر میں آپ اپنے مرشد کے ہمراہ رہتے - اور انواع اقسام کی تکالیف اور مصائب مثل فاقہ کشی و آبلہ پائی و پیادہ روی منازل بعیدہ کی آپ نے اُٹھائی - اور نہایت صبر و استقلال کے ساتھ آپ ہر ایک مصائب کو برداشت کرتے - آپ ہر ایک عُسر و یُسر میں غایت کشادہ دلی کے ساتھ نہایت صابر شاکر رب کریم رہتے - آپ نے جو کچھہ تکلیف راہ خدا میں محض ابتغاءً لوجہ اللہ اُٹھائی ہے اسکا بیان احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتا - جب چھوٹے حضرت کا یہاں پٹنہ میں انتقال ہو گیا - آپ کی طبیعت جو خوگر سیر و سیاحت ہو رہی تہی اور سکونت افغانستان سے مانوس ہو رہی تھی آپ پہر گھبرائے اور معہ اہل و عیال کے یہاں سے روانہ ہو گئے - اور ملک سوات بنیر کو پہونچے اور اپنے مالک حقیقی اور رب تحقیقی کے عبادت میں بقیہ عمر کو وہیں طے کیا - دنیا کی عیش و عشرت مال و متاع گاؤں - گھر - عزت و آبرو راحت و آرام جو کچھہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا تھا - وہ اسی سے ظاہر ہو سکتا ہے - کہ آپ حضرت مولوی الٰہی بخش غفر اللہ لہ کے فرزند جگر پیوند تھے اور جناب مولوی احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اور جو کچھہ ثروت دنیاوی اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو دی تہی وہ ہر ادنےٰ و اعلےٰ کو خوب معلوم ہے وہ سب آپ کو بہی علےٰ وجہ الاتم حاصل تھی - مگر آپ نے سب کو دنیا سے ملعونہ سخلہ جیفہ تصور فرما کر چھوڑ دیا - اور بطلب دار آخرت و نعیم مقیم کے آپنے تمام اپنی عمر کو دور و دراز کے سفروں میں بسر کیا - اور آخر اُسی مسافرت و مہاجرت میں جان شیرین جان آفرین کو سپرد کی فتنبہ و تفکر ایہا الناظر و لا تکن من الغافلین ؎ تو کہ در بند خویشتن باشی ✤ عشق بازی دروغ زن باشی ✤ گر نشاید بدوست رہ بردن ✤ شرط عشق است در طلب مُردن ✤ گر دست رسد کہ آستینش گیرم ✤ ورنہ بروم بر آستانش میرم ✤ اِس فقیر مؤلف کتاب کو بہی شرف شاگردی کا آپ کے حاصل ہوا ہے میں نے مختصر المعانی تمام و کمال بسماعت قرات مولوی اشرف علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ آپ ہی سے پڑہی مجھکو جسقدر فائدہ و استعداد علمی آپ

لیکن اُنہیں خدا کے برابر نہ کریں اور مسلمانوں کو ضرور ہے کہ خدا اور رسول کے فرمانے کو اپنی آنکھوں پر رکھیں۔ اور
بدل وجان قبول کریں۔ اور جو اُس کلام پاک کے مخالف ہو اُس پر ہرگز کان نہ لگاویں۔ بعضے شخصوں کی جانب
خدا اور اُسکے رسول کے حکم پر چلنا دشوار ہوتا ہے تو وہ یوں پاؤں پھیلاتے ہیں۔ کہ قرآن وحدیث مشکل بہت
ہے بھلا ہمکو کہاں اتنا علم ہے کہ اُسے سمجھیں خدا نے اُنکا جواب آپ فرمایا ہے لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ
وَمَا يَكْفُرُ بِهَا اِلَّا الْفَاسِقُوْنَ ۔ یعنے اے محمد ہمنے تو تجھپر کھلی کھلی آیتیں اُتاریں ہیں ان آیتوں کو وہی نہیں مانیں گے
جو بے حکم ہوں گے کہ اپنی کرے اوروں کی نہ سُنے اب تھوڑی سی شرک کی بُرائی بھی ملاحظہ فرمائیے مشکوٰۃ کے باب
الایمان بالقدر میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ ابی بن کعب نے اس آیۃ کی تفسیر میں وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ
مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ یوں فرمایا کہ اللہ نے میثاق کے دن اولاد حضرت آدم کی اکٹھی کی۔ پھر اُنکے جوڑے لگائے پھر اُنکی
صورت بنائی پھر اُنکو بولنے کی طاقت دی تو بولنے لگے پھر اُن سے قول اور عہد لیا۔ اور اُنکی جان پر اُنہیں سے
اقرار کروایا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ۔ کیا میں نہیں ہوں رب تمھارا۔ بولے کیوں نہیں۔ فرمایا کہ میں اسپر گواہ کرتا ہوں
ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو اور خود تمھارے باپ آدم کو کہیں قیامت کے دن دوزخ میں جاتے وقت
یوں نہ مُنکر ہو جاؤ کہ ہم تو یہ باتیں کچھ نہیں جانتے۔ سو اب یہ بات سُن رکھو اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ غَيْرِيْ وَلَا رَبَّ غَيْرِيْ وَلَا
تُشْرِكُوْا بِيْ شَيْئًا۔ بیشک بات یوں ہے کہ نہیں ہے کوئی لائق عبادت کے دوسرا سوا میرے اور نہ تمھارا
پالنے والا اور نہ نفع پہنچانے والا سوا میرے اور ہرگز شریک نہ ٹھیرائیو تم میرا کسیکو اور میں دنیا میں بھیجوں گا
تمہاری طرف قاصد اپنا خط دے کر اور وہی رسول یاد دلاویں گے تمکو ہمارا اس گھڑی کا عہد وپیمان لینا۔ لوگو خدا
کے غضب سے ڈرو اُسکے حضور میں سارے گواہوں کے روبرو کیا اقرار کر آئے ہو پھر یہاں آکر اوروں کو کیوں
پوجنے لگے اور دوسروں سے کیوں بیٹا بیٹی مانگنے لگے کیا ایک دن پھر اُسکے حضور میں نہ جاؤ گے اور اُسکو اپنا مُنہ
نہ دکھاؤ گے یہ کلام اللہ کا سُنتے ہی سب بولے شَهِدْنَا بِاَنَّكَ رَبُّنَا وَاِلٰهُنَا لَا رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ لَنَا غَيْرُكَ
اچھا اقرار کیا ہمنے اسکا کہ مقرر تو ہی پالنے والا ہمارا اور تو ہے معبود ہمارا نہیں ہے کوئی ہمارا رب یعنے پالنے والا سوائے
تیرے اور نہیں ہے دوسرا ہمارے پوجنے کے لائق سوائے تیرے۔ وآہ جی قول کے پورے وہاں یوں اقرار
کیا اور یہاں آکر روزی رزق صحت تندرستی اور اور جتنی حاجتیں ہیں کوئی تو لگا پیروں سے مانگنے۔ اور کوئی
شہیدوں سے اور کوئی نبیوں سے۔ کوئی ولیوں سے۔ غرض اپنا مُربی اوروں کو ٹھہرالیا۔ اور کوئی لکڑیوں کو
پوجنے لگے غرض اپنا معبود مخلوقات کو بنایا۔ اب آگے توحید کی خوبی سُنیئے۔ کہ مشکوٰۃ کے باب الاستغفار میں
لکھا ہے کہ کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے یَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ لَوْ
لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً اے آدمی بیشک تو اگر لیکر ملیگا مجھ سے دنیا بھر کے

تبیان الشرک

مُصنفہٗ

مولنا مولوی ولایت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاگرد رشید
وخلیفہ راشد حضرت مولنا سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اللہ ہمارا بہت دُور ہے شریکوں سے اگرچہ لوگ اپنی عقل میں آدم مشت خاک کو اُس مالک عرش و افلاک کا شریک جانتے ہیں۔ اور اِس غبار نا پائدار کی تعظیم برابر اُس پاک پروردگار کے کرتے ہیں کہ جسکے کام میں نبی اور ولی کو دخل نہیں۔ اور جسکے حکم میں فرشتوں کو دم مارنے کی طاقت نہیں فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ یعنے جس کام کا ارادہ کرے اُسکو کر ہی دے، چھوڑے۔ اور کسی کے روکنے سے نہ رُکے ؎

بڑے چھوٹے ہیں سارے بے اختیار جو چاہے کرے میرا پروردگار
مقدور ہیں کب تیرے وصفوں کے رقم کا حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اور ہزاروں درود اور صلوات اُس سچے پیغمبر پر کہ جسنے احوال اپنا قسم کھا کر صاف فرماد یا وَاللّٰہِ لَآ اَدۡرِیۡ وَاللّٰہِ لَآ اَدۡرِیۡ وَاَنَا رَسُوۡلُ اللّٰہِ مَا یُفۡعَلُ بِیۡ وَلَا بِکُمۡ یعنے مشکوٰۃ کے باب البکاء والخوف میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خدا کی قسم ہے اور جو نہ اعتبار کرو تو پھر خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نہیں جانتا باوجودیکہ میں رسول ہوں اللہ کا کہ قیامت کے دن کیا معاملہ مجھ سے اللہ کریگا۔ اور کیا تم سے کریگا خدا سے بہت خوف کیا چاہئیے **بیت** یہ سرا سونے کی جاگہ نہیں ہوشیار ہو * ہم نے کردی ہے خبر تم کو خبردار ہو۔ اور درود اُس کی آل و اصحاب پر کہ اُن بزرگوں نے اپنی جان اور مال صرف کیئے۔ اور بڑی بڑی تکلیف اُٹھائی اسلیئے کہ خدا کرے کہیں عالم سے شرک دُور ہو۔ اور درود اور رحمت ائمہ مجاہدین پر کہ بعد مدت مدید کے سوتوں کو جگاتے ہیں اور بھولوں کو راہ پر لگاتے ہیں اب آگے عرض یوں ہے کہ اس رسالہ میں دو باب ہیں۔ پہلا شرک میں اور دوسرا بدعت میں

فصل پہلی اشراک فی العقیدہ کے بیان میں

سنو! صاحبو پیغمبروں کا تو کیا کہنا ہے کرامت ولیوں کی بھی حق ہے۔ اور جو اُسکا انکار کرے وہ بڑا احمق ہے سعادتمندوں کو لازم ہے کہ بزرگوں کو اپنا پیشوا سمجھیں اور اُنکی جناب میں ہرگز بے ادبی نہ کریں۔ اور اپنے دل میں اُنکی نہایت محبت اور تعظیم رکھیں۔ اور اُنکا نام ادب سے لیا کریں بمثل مشہور ہے کہ با ادب بانصیب بے ادب بے نصیب

ہیں اور گھبرا گھبرا کر سوائے اللہ کے اُسکے بندوں کو پُکارنے لگتے ہیں - اَے قبرگکے پیر واے جنگل کے شہید و دوڑیو ذرا ہماری مدد کیجیو - اللہ تعالیٰ نے اُنکو یوں فرمایا ہے قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ کہدو اُن کو اچھا پکار دیکھو اللہ کے سوا جن لوگوں پر تمہارا گمان ہے ہرگز اختیار نہیں رکھتے ہیں - وے لوگ آسمان میں اور نہ زمین میں ذرہ سے برابر اور نہیں ہے اُن لوگوں کا کچھہ آسمان و زمین میں حصہ اور نہیں ہیں وے لوگ کچھہ اللہ کے بازو اور مددگار جب یہ کلام اللہ تعالیٰ کا سُنتے ہیں تب بعضے شخص گھبرا کر یوں فریب کی بات بنا کر کہتے ہیں - کہ صاحب آپ ہی ہمارے مضمون کو سمجھتے نہیں پیروں کو کیا ہم مدد کے واسطے پکارتے ہیں ہماری تو غرض اُنکے پکارنے سے یہ ہے کہ وے خدا کے مقبول ہیں ہماری کچھہ سفارش اللہ کے سامنے کریں - اللہ تعالیٰ نے اُنکا جواب فرمایا لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ نہیں کام آتی ہے سفارش اللہ کے حضور میں مگر اُسی شخص کی جسکی سفارش کا حکم ہووے گا یعنی جسکے حق میں بزرگوں کو حکم ہوتا ہے کہ ہاں فلانے بندے کی سفارش کرو میں اسکو کچھہ دونگا - تو اُس کی کچھہ سفارش کام آتی ہے - جب خدا بخشش کرنے پر آتا ہے تو ہزار بہانہ پیدا کرتا ہے - پھر خواہ کسیکو سفارشی ٹھہرا کرے خواہ کوئی اور ہی سبب پیدا کرے یا بے سبب ہی بخشش کرے - حقیقت میں آپ سفارش کرنے والا ہے - اور آپ ہی بخشش کرنیوالا - اور جن لوگوں کو اپنا سفارشی ٹھہراتے ہو - اُنکا تو یہ حال ہے کہ اللہ کی شوکت دیکھ کر بدحواس ہو جاتے اور گھبرا کر متحیر رہتے ہیں حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ یہاں تک جب دور ہوتی ہے گھبراہٹ اُن کے دلوں سے اور ہوش ٹھکانے آتے ہیں تو مارے ڈر کے اُسکے حضور کچھہ عرض نہیں کر سکتے پہلے حکم کو آپس ہی میں پوچھنے لگتے ہیں کہ کیا فرمایا تمہارے رب نے کہتے ہیں وہ حق ہے اور وہی بلند ہے بڑا - پروردگار نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا - کہ سارے پیغمبروں میں بڑا پیغمبر تو ہے اور تمام بنی آدم کا سردار سو تو اپنا ہی حال کیوں نہیں بیان کرتا - اوروں کی قلعی کھلجاوے قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا کہہ بیشک مجھے بچا نہیں سکتا - اللہ کے غضب سے کوئی اور ہرگز نہیں پاتا میں اللہ کے سوا کہیں بچاؤ - بھلا میرا تو آپ یہ حال ہے مجھہ سے کیا توقع رکھتے ہو قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ بھلا جس کافر سے جی چاہے اُس سے پوچھہ کر دیکھ کہ میاں کون ہے ایسا شخص کہ جس کے ہاتھ میں ہے قابو اور اختیار ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اُسکے سامنے حمایت کسی کی پیش نہیں جاتی -

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ جلدی سے بول اُٹھیں گے یہ خوبی اللہ ہی کو واسطے ہے قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ - کہو پھر جان بوجھہ کر کیوں خبط میں پڑ جاتے ہو - اور آنکھوں دیکھ کر کیوں مکھی کھاتے ہو - کہ مشکل کیوقت اور کو یاد کرتے ہو - ہر چند لوگ مُردوں کو پکارتے ہیں لیکن مُردوں کو کچھہ خبر نہیں ہوتی - کیونکہ نہ اُنکے کان ہیں جو سُنیں اور نہ اُن کو علم ہے غیب

گناہ مگر میرا شریک نہ کیا ہوگا کسیکو تو مُقرر میں بھی آؤنگا تیرے پاس اُسی دنیا بھر کی بخشش لے کر اور سارے گناہ بخش دونگا - کوئی شخص یوں نہ جانے کہ ہم اُمت محمدی ہیں مشرک تو اور ہوتے ہیں کہ وے مومن نہیں کہلاتے - حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُّشْرِکُوْنَ - بہتیرے لوگ ایمان خدا پر نہیں لاتے مگر اسی طرح کہ تھوڑا تھوڑا شرک بھی کرتے جاتے ہیں اور مومن کے مومن کہلاتے ہیں مشکوٰۃ کے باب الفتن میں لکھا ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ بِالْمُشْرِکِیْنَ وَحَتّٰی تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ الْاَوْثَانَ - قیامت نہیں آنے کی جب تک کہ مل نہ جاوے ہماری اُمت مشرکوں میں اور قیامت نہیں آنے کی یہاں تک کہ پوجے ہماری اُمت بتوں کو - بھائیو! ایمان کی تلاش ضرور ہے - فقط مسلمان کہلانے پر نہ بھولا چاہیئے کتنوں کے طوطے غفلت میں اُڑ گئے اور خالی پنجرا لئے پھرتے ہیں مگر اُنکو کچھ خبر نہیں - مسلمان کو چاہیئے یوں سمجھے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسیکو طاقت نہیں کہ ذرہ برابر مجھے نفع پہونچاوے یا ضرر سے بچاوے - فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ اور نہ پکار سوائے اللہ کے کسیکو حاجت کے وقت دوسرے تو نہ نفع پہونچا سکیں تجھے نہ نقصان پہونچا سکیں پھر اگر تو نے کبھی اور کو پکارا تو بیشک تو ظالم اور بے انصاف ٹھہرا کہ بادشاہوں کا دروازہ چھوڑ کر محتاجوں سے مانگنے گیا - مشکوٰۃ کے باب توکل اور صبر میں لکھا ہے کہ ابن عباس نے یوں نقل کیا ہے کہ تھا میں ایک دن پیغمبر خدا کے پیچھے سو آپ فرمانے لگے اے لڑکے یاد رکھ اللہ کو تو اللہ بھی یاد رکھے تجھے یاد رکھ اپنے اللہ کو کہ پاوے تو اُسکو اپنے روبرو وَاِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰی اَنْ یَّنْفَعُوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَنْفَعُوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ لَکَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی اَنْ یَّضُرُّوْکَ بِشَیْءٍ لَمْ یَضُرُّوْکَ اِلَّا بِشَیْءٍ قَدْ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلَیْکَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ اور جب تو کچھ مانگے تو اپنے اللہ ہی سے مانگ اور جب تو کچھ مدد چاہے تو اپنے اللہ ہی سے مدد چاہ اور یقین کر کہ بیشک سارے لوگ اگر جمع ہوں گے اس لئے کہ نفع پہونچاویں تجھکو کچھ بھی تو نفع نہ پہونچا سکیں گے پھر وہی چیز ہوگی جو لکھدی ہے اللہ نے تیرے واسطے اور اگر اکٹھے ہو جاویں اس بات پر کہ کچھ تجھے نقصان پہونچاویں تو ہرگز نہ پہونچا سکیں گے مگر وہی چیز ہوگی جو تجھپر اللہ نے لکھدی ہے اُٹھائے گئے قلم اور سوکھ گئے کاغذ تقدیر کے - اب تقدیر کا لکھا مٹ نہیں سکتا - پھر جو کوئی یوں گمان کرے کہ فلانے نبی یا ولی یا پیر یا شہید کسیکو بیٹا دیں گے یا مال دیں گے یا کسی پر غضب کر کے اُسکی جان ماریں گے یا کسیکی چاہیں تو آنکھیں لے لیویں یا کسی کی آنکھ میں روشنی بڑھا دیویں - تو وہ شخص مقرر مشرک ہے - سوائے اللہ کے حاجت کے وقت میں مخلوق غائب کو پکارنا شرک ہے بیت بندوں سے مانگنی جو مدد تم کو چاہیئے - اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ زبان پر نہ لائیے - اور بعضے شخصوں کے پیٹ میں جب زور کا درد اُٹھتا ہے تب عقل اُنکی صاف جاتی رہتی ہے اور خبطی سے ہو جاتے

اللہ نے اپنی تعظیم کیواسطے ایک مقام ٹھیرایا ہے مکہ معظمہ میں اور اُس تعظیم کے ارکان لوگوں کو بتائے ہیں وَاَذِّنْ
فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْكُرُوا اسْمَ
اللّٰهِ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِیْرَ ثُمَّ لْیَقْضُوْا
تَفَثَهُمْ وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ترجمہ آیت کا یوں ہے اور خبر دے لوگوں میں حج کی
کہ سنتے ہی چلے آویں کوئی تو پاؤں پاؤں اور کوئی دُبلے دُبلے اُونٹوں پر بڑی بڑی دور کی راہوں سے کہ آحاضر ہوویں
اپنے فائدے کی جگہوں میں اور وہاں آکر یاد کریں۔ نام کو اپنے اللہ کے مقرر دنوں میں اور شکر کریں اسبات پر
کہ اللہ نے انکو مواشی دیئے۔ پھر فرمایا اُنکو کھاؤ پیو۔ اسمیں سے اور کھلاؤ محتاج فقیر کو پھر اُتارو اپنی جان سے میل کچیل
اور ادا کرو اپنی نذریں اور منتیں اور قربان ہو اُس قدیم گھر کے اللہ تعالیٰ کو اُسمیں موجود سمجھ کر معلوم ہوا کہ
اس طرح عاجزوں کی صورت بنانی اللہ کو بہت بھائی۔ اب جو کوئی کسی قبر کا یا چلّے کا۔ یا کسی اور مکان کی زیارت
کو دُور دُور سے جاوے پھر خواہ تعظیم کیواسطے پیادہ ہو جاوے خواہ مرے ٹوٹے جانوروں پر جاوے۔ اور
نزدیک اُس مکان کے جاکر اپنے ہاتھ پاؤں دھووے اور یوں سمجھے کہ ہمیں یہاں آنے سے کچھ دین و دنیا کا
فائدہ ہووے گا۔ یا کسی مکان یا قبر پر جانور لیجاکر ذبح کرے۔ یا کسی جگہ جاکر نذر ادا کرے یا کسی اور کی منت مانے
یا کسی قبر یا مکان کے گرد پھرے اور اپنی جان کو قربان کرے۔ سو وہ شخص بیشک شرک میں گرفتار ہووے گا
یہ سب تعظیم اللہ نے اپنے ہی واسطے مقرر کی ہے۔ اگر اللہ کے نام پر محتاج کو پیسا اٹھا دیں۔ یا بھوکے کو کھانا کھلاویں
یا ننگے کو کپڑا پہنا دیں۔ یا جانور ذبح کریں یا مشکل کیوقت منت مانیں۔ تو یہ بڑی عبادت ہے اور اللہ کے سوا کسی
پیغمبر یا پیر یا جن و فرشتے کے نام پر کچھ دیویں۔ تو اُسکی مثل مشہور ہے۔ محنت برباد گناہ لازم۔ جو لوگ اللہ کے سوا اور
کسیکے نام پر جانور چھوڑتے ہیں۔ اُنکی بُرائی تو کہاں تک ذکر کروں جو اُس کے گلے پر چھری چلاتے ہیں۔ اُن کا احوال
سنیئے۔ مشکوٰۃ کے باب الصید والذبائح میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ جو شخص نیاز
غیر اللہ کے جانور کو فقط ذبح کر دے اور نیاز کرنیوالا جانور کا دوسرا ہووے۔ پھر اُس چھری چلانے والے پر کیا نقصان
ہے حضرت نے ایک کتاب اپنی نکالی اُس میں یوں لکھا تھا لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰهِ لعنت کی ہے اللہ نے
اُسپر جو ذبح کرے جانور غیر اللہ کے نام کا فرمایا قرآن میں وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا
فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآىِٕنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآىِٕهِمْ فَلَا یَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ
یَصِلُ اِلٰى شُرَكَآىِٕهِمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ اور بعضے شخصوں نے جدا کیا ہے۔ اپنے بوئے کھیت میں اور جانوروں
میں اللہ کا حصہ پھر کہا اُن لوگوں نے کہ اس مال میں اتنا اللہ کا ہے اور اتنا اُن لوگوں کا جنکو ہمنے اللہ کا شریک
اور حصہ دار مقرر کیا ہے پھر جو کچھ ہے شریکوں کا حصہ سو خبردار کہیں مل نہ جاوے اللہ کے حصہ میں ذرا اسکی احتیاط

کا قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ کہدے کہ نہیں جانتا ہے غیب کی بات جو شخص کہ آسمان و زمین میں ہے مگر اللہ اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ بیشک تو اے محمد نہیں سنا سکتا ہے مردے اور نہ بہرے کو پکار نا یعنے مُردے اور بہرے برابر ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ رات دن پکارا کرتے ہیں یا رسول اللہ ویا علی ویا حسن اے خواجہ جی۔ اے بڑے پیر تمکو چڑھاؤں میں کھیر سونا حق گلا پھاڑتے ہیں اور مُفت میں مشرک ہوتے ہیں۔ وے بزرگوار کچھ نہیں سُنتے اور جنت میں آرام کرتے ہیں۔ بعضے شخص یوں کہتے ہیں کہ اے صاحب میرے ہم اولاد اور روزی اور عاقبت کی خیر تو سوائے اللہ کے کسی سے نہیں مانگتے۔ مگر دو چار پیسے کا جب کام ہو تو پیروں سے مانگتے ہیں ہم اتنے بڑے اللہ کے دربار میں ذرہ ذرہ سی چیز کہاں مانگنے جاویں۔ مثل مشہور ہے کہ بڑوں سے بڑی چیز لیجئے۔ اور چھوٹوں سے چھوٹی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکا جواب فرمایا مشکوۃ کے کتاب الدعوات میں لکھا ہے وَلْیَسْئَلْ اَحَدُکُمْ رَبَّہٗ حَاجَتَہٗ کُلَّہَا حَتّٰی یَسْئَلَہٗ شِسْعَ نَعْلِہٖ اِذَا انْقَطَعَ ہر کسی کو چاہیے کہ اپنی حاجت کی چیز اپنے پالنے والے ہی سے مانگے۔ یہاں تک کہ جب ٹوٹے اُسکی جوتی کا دھاگا تو اُسی سے مانگے کہ اے میرے اللہ مجھے دھاگا دے تو میں جوتی ٹکاؤں۔

فصل دوسری اشراک فی العبادت کے بیان میں

خوب جانیو کہ جو تعظیم بندوں کی قدر سے بڑھ کر ہے اُسیکا نام شرع میں عبادت ہے۔ مسلمان کو ضرور ہے کہ وہ تعظیم بندوں کی نہ کرے جو اللہ کے لائق ہے کیونکہ رات دن میں سو سو بار نماز میں اپنے شہنشاہ کے حضور میں وعدہ کرتا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اے اللہ فقط ایک تیری عبادت کرتا ہوں اور تجھی سے مدد مانگتا ہوں۔ اب دو چار عبادتوں کا بیان سُنو۔ پھر اوروں کو اُسی پر قیاس کرلو۔ اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے نماز کے ارکان مقرر فرمائے جو کوئی کسی نبی ولی جن وفرشتے کے سامنے یہ ارکان ادا کرے گا بے شک مشرک ہوگا نماز کے کتنے ارکان ہیں۔ سجدہ کرنا۔ رکوع کرنا ہاتھ باندھ کر باادب کھڑے ہونا۔ اور دعا کرنی اور قرآن پڑھنا فرمایا اللہ تعالےٰ نے اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا بے شک سجدہ اللہ کیواسطے خاص ہے پھر نہ پکارو تم اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ اور جھکو ساتھ جھکنے والوں کے۔ علماء نے بھی رکوع کے معنے یوں ہی بیان فرمائے ہیں۔ اگلے آدھے دھڑ کو جھکانا تعظیم کے لیے۔ اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے والے کا احوال تو کیا کہوں جن کے آگے لوگ ہاتھ باندھتے ہیں اُنکا حال سُنو کہ مشکوۃ کے باب القیام میں رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّتَمَثَّلَ لَہُ الرِّجَالُ قِیَامًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ جس شخص کو بھاوے یہ بات کہ میرے لیئے لوگ تصویر کی طرح کہڑے رہیں۔ تو چاہیئے کہ وہ شخص اپنا ٹھکانا ٹھہراوے دوزخ میں۔ روزہ تو خاص اللہ کی عبادت ہے اگر کسی اور کے نام کا سوا پہر کا بھی رکھیگا۔ تو آدمی مشرک ہوجاویگا

بھی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی سولی کی نقل لکڑی کی بنا کر پوجتے ہیں۔ اور یہود حضرت موسےٰ کی قبر کو پوجتے ہیں۔ مشکوٰۃ کے باب تغیر الناس میں فرمایا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ ضرور تم چلوگے راہوں پر اگلے لوگوں کی بالشت بہ بالشت گز بہ گز یہاں تک کہ اگر وے گھسیں گے سوراخ میں گوہ کے تو تم بھی جاؤ گے۔ پوچھا یا رسول اللہ یہود و نصاریٰ اگلے ہیں فرمایا پھر اور کون ہے۔ خوب غور کرو کہ اس زمانہ میں حضرت کا فرمانا مطابق ہوا۔ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ٭ بنالیا ہے اپنے مولویوں کو اور اپنے مشائخوں کو رب اللہ کو چھوڑ کر اور عیسےٰ مریم کے بیٹے کو رب بنایا اور حکم نہیں ہوا تھا اُن کو مگر یہ کہ پوجا ایک ہی معبود کو۔ نہیں کوئی معبود سوائے اُسکے پاک ہے وہ شریک کرنے سے۔ معلوم ہوا کہ پوجنے والا بزرگوں کا اور پتھروں کا شرک میں برابر ہے خدا سے دونوں دور ہوجاتے ہیں۔ مثال اسکی یہ ہے کہ آئینہ پر خواہ کمخواب کا ٹکڑا ڈال دو خواہ ٹاٹ کا حجاب دونوں سے برابر ہوجاویگا۔ فرمایا پروردگار نے رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کہ تو اپنا احوال صاف کھول کر کہدے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ٭ کہو بس میں بھی آدمی ہوں اور عاجز ہونے میں تمہارے برابر ہوں مگر فرق یہ ہے کہ مجھپر وحی آتی ہے اور تم پر وحی نہیں آتی سو میری عبادت نہ کرنا بات یوں ہے کہ تمہاری عبادت کے لائق وہی ایک معبود ہے۔ ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ پتھر پر قدم کا نشان کھود کر اسکو قدم رسول کہنا یا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی قبر کی نقل بنانی یا کسی شدے اور علم کو پوجنا یا کسی کی جوتی اور لاٹھی کو پوجنا۔ کسی کی قبر کے آگے اپنی حاجت عرض کرنی یا کسی درخت کو متبرک جان کر اسکی لکڑی اور پتے کو متبرک بنانا یا قبروں پر پھول اور ہار چڑھانا یہ سب بت پرستی میں داخل ہے ابن عباس رض نے کہا۔ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم۔ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ لعنت کی پیغمبر خدا نے عورتوں پر جو زیارت کو جاویں اور جو قبروں کو سجدہ گاہ بناویں۔ اور جو وہاں چراغ جلاویں اور علاوہ اسکے قبر کے اونچا کرنے کو اور پکی بنانے کو۔ اور چونہ پھروانیکو۔ اور قبروں کی زینت کرنے کو۔ اور اُسپر مکان بنانے کو بہت منع فرمایا ہے۔ سبب اسکا یہ کہ ان کاموں سے شرک پیدا ہوتا ہے۔ اور مال بے فائدہ خرچ ہوجاتا ہے۔ تصویر کے پوجنے والےکا احوال تو کیا پوچھتے ہو۔ تصویر بنانے والوں کا حال سنو تو کہوں مشکوٰۃ کے باب التصاویر میں لکھا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں فرمایا ہے اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ قَتَلَ نَبِيًّا اَوْ قَتَلَهٗ نَبِيٌّ اَوْ قَتَلَ اَحَدَ وَالِدَيْهِ وَالْمُصَوِّرُوْنَ وَعَالِمٌ لَّمْ يَنْتَفِعْ بِعِلْمِهٖ ترجمہ۔ سب سے بڑا عذاب قیامت کے دن اُس شخص کو ہے جسنے کسی پیغمبر کو مار ڈالا یا اُسکو کسی پیغمبر نے مار ڈالا۔ یا اُس نے کسی اپنے ماں

کیجیئو - اور جو اللہ کا حصہ ہے سو ملجاوے شریکوں کے حصہ میں تو قباحت نہیں - ایسے لوگ بہت بُرا حکم دیتے ہیں اور بڑی بے ادبی کرتے ہیں -

نظم

فاتحہ دینے والوں نے تم سنو عجائب کام کیا ۔ آپ پکایا آپ ہی کہایا مُردوں کو بدنام کیا
پوچھتے کیا ہو ہمسے تم اُن لوگوں کے دین مذہب کو ۔ قبر کو پوجا پیر سے مانگا کیسا ترک اسلام کیا
تمکو کیا ملتا نہیں دانا بھوک کے مارے مرتے ہو ۔ کھاتے ہو وہ کھانا تم اللہ نے جسکو حرام کیا
مدت سے ہم بھولے بھٹکے شرک کی راہ میں پہرتے تھے ۔ آتے آتے آخر کو توحید کے گھر میں مقام کیا
آگے تو ہم سارے ہی مسلمان بے سر اور بے سامان تھے ۔ شکر خدا کا جسنے پیدا ایسا میرا امام کیا
بندہ جسکا ہووے حضرت بندگی اُسکی لازم ہے ۔ سارے اصحابوں نے ملکر اپنے نبیؐ کو سلام کیا

فرمایا اللہ صاحب نے قرآن میں وَقَالُوا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ٭ اور کہا بعض لوگوں نے یہ جانور اور غلہ اچھوتا ہے نہ کھاویں اُسکو مگر جنکو ہم مناسب جانیں اپنے خیال میں - اور اُن اچھوتے جانوروں کی پیٹھ پر کوئی نہ چڑھے اور اُن جانوروں پر اللہ کا نام نہیں لیتے بلکہ پیروں کا جانور کہتے ہیں - اور جانتے ہیں کہ شاید اللہ ان باتوں سے خوش ہوتا ہے - سو جھوٹ بات باندھتے ہیں اللہ پر - قریب ہے کہ اُنکو جزا ملے گی اُنکے کیئے کی یعنی قیامت میں بہت مار کھاویں گے - اپنے مال میں سواے اللہ کے کسی کا حصہ مقرر کرنا شرک ہے اُسیکا نام شرع میں زکوٰۃ رکھا ہے - اللہ تعالیٰ نے فرمایا حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فرمایا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہمنے تمپر کھانا مُردے کا - اور خون اور گوشت سور کا - اور وہ چیز کہ مشہور ہو سواے اللہ کے اور کے نام پر - صاف معلوم ہوا کہ جب لوگ یوں کہیں کہ یہ پیسا یا یہ کہانا فلانے پیر کے نام کا ہے - تو اُسکا کھانا اور سور کا کھانا برابر ہے - کیونکہ اللہ نے دونوں کو ایک جگہ فرمایا ہے - اِن آیتوں کو سُن کر جو کوئی سواے اللہ کے کسی کی نیاز کا پیسا لیوے یا کھانا کھاوے تو اُس نے آنکھ دیکھ کر مکھی کھائی ٭

نظم

کیوں گرد مزاروں کے اپنے کو پھراتے ہو ۔ آداب سے کعبے کے منکر ہوئے جاتے ہو
کیوں بھیجتے ہو بکرا ارکان ہے یہ حج کا ۔ اور قبروں پہ جا جا کر کیوں سر کو منڈاتے ہو
مُردے تو نہیں کھاتے بدنام ہیں ناحق کے ۔ پر فاتحہ دلوا کر تم آپ ہی کھاتے ہو
پیروں کی نیازوں کے کھانے نئے دیتے ہو ۔ اللہ کے بندے تب کاہیکو کہاتے ہو

بعضے شخص یوں کہتے ہیں کہ اگلے کفار تو بتوں کی عبادت کرتے ہیں - اُن کا احوال قرآن سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اگلے کافر بھی عبادت اچھے مقبول ہی بندوں کی کرتے تھے - اور بزرگوں ہی کی صورت بناتے تھے نصارے

ہے تو اُسکی ساری عادتیں اور خصلتیں بدلجاتی ہیں اور تکیہ کلام اور حرکات و سکنات میں فرق آجاتا ہے - اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ مسلمانوں کی عادت یوں ہوتی ہے - اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ وے نام لیتے ہیں اللہ کا کھڑے ہوتے وقت اور بیٹھتے وقت اور کروٹ لیتے وقت یعنی یا اللہ یا رب و یا کریم کہتے ہیں بعضے شخصوں کی یوں عادت ہوتی ہے کہ جب کھڑے ہوویں تو یا علی پھر جب بیٹھیں تو یا علی اور جب زور کریں تو علی علی کہیں - غرض اس آیت کو نہیں مانتے ہیں - مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے - کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا تَقُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَشَآءَ مُحَمَّدٌ وَقُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ - یوں نہ بولا کرو کہ جو اللہ اور محمد نے چاہا ہے تو یوں ہوویگا بلکہ اپنی عادت یوں بولنے کی ڈالو - کہ جو اللہ نے چاہا ہے تو یوں ہووے گا - فقط اللہ کا نام لو اُس میں دوسرے کو شریک نہ کرو - مشکوٰۃ کے باب الایمان والنذور میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ اَشْرَکَ جسنے قسم کھائی سوائے اللہ کے تو بیشک شرک کیا حدیث میں ہے لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِکُمْ یوں نہ قسم کھایا کرو کہ مجھے باباجان کی قسم اور دادا جان کی ارواح کی سوں - نظم

بعضے تو بولتے ہیں تیری جان کی قسم		اور کتنے یاد کرتے ہیں قرآن کی قسم
مردوں میں ہے رواج پیمبر کی قسم کا	اور	عورتوں میں بی بی کے دامان کی قسم
کوئی چلے آستانہ کی قسم کھانے لگا		اور کوئی کھاوے پیروں کے دالان کی قسم
کہتا ہے کوئی مجھکو ممانی کے سر کی سوں		اور تجھکو تیرے پیارے چچا جان کی قسم
حضرت رواج شرک ہوا ورنہ ہے کہاں		جز ذات پاک حق کے مسلمان کی قسم

مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَلِمَ تُکَنّٰی اَبَا الْحَکَمِ حاکموں کا حاکم تو خدا ہے پھر تیرا نام ابا الحکم کیوں ہوا - غرض وہ نام بچوں کا نہ رکھئے جسکے معنی میں قباحت ہووے جیسے عبد الرسول بندہ علی، نبی بخش، غلام غوث - اللہ قیامت میں پوچھیگا کہ تو تو ہمارا نمک کھاتا تھا - پھر غلام دوسرے کا کیوں کہلاتا تھا - لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ عَبْدِیْ وَاَمَتِیْ کُلُّکُمْ عَبِیْدُ اللّٰہِ وَکُلُّ نِسَآئِکُمْ اِمَآءُ اللّٰہِ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ غُلَامِیْ وَجَارِیَتِیْ کوئی تم میں سے اپنے زرخرید کو بھی یوں کہہ کر نہ پکارے میرا غلام میری لونڈی تم سب اللہ کے غلام ہو اور تمہاری عورتیں لونڈیاں ہیں اللہ کی - لیکن زرخرید کو یوں بولا کرو چھوکرا ہمارا اور چھوکری ہماری اور لڑکا ہمارا اور لڑکی ہماری - اور یہی ایک نکتہ ہے سمجھو تو بڑے کام آویگا - ہندوستانی زبان میں بندہ غلام زرخرید کو کہتے ہیں اور عرب کی زبان میں بندہ زرخرید کو عبد کہتے ہیں - اور غلام کے معنے لڑکے اور نوجوان کے ہیں - اب اس ملک کے لوگ جو غلام کا لفظ کسی بزرگ کے نام سے ملاتے ہیں - یقین کرو کہ اُنکی نیت میں یہی ہوتا ہے - کہ اب یہ ہم اُنکا زرخرید بندہ ہوا اسپر اُنکی نگاہ رہیگی ہر بات میں اور ہر وقت میں اُنکی مہربانی سے اسکا کام چھوٹا ہو یا بڑا درست ہوتا رہیگا - اور وے اسکے حامی کار ہوا کریں گے

باپ کو مار ڈالا - اور تصویر بنانیوالے کو اور اُس عالم کو کہ جسکے علم سے کچھ فائدہ نہو وہ کتاب پڑھ کر چپ ہو گیا - معلوم ہوا کہ ت
بنانی اور پیغمبر کو قتل کرنا برابر ہے اور پیغمبر کے پیدا ہونے سے ہدایت عالم میں ہوتی ہے اور اُنکے قتل ہو جانیسے دروازہ
بند ہو جاتا ہے - اسی طرح جس شخص نے علم پیغمبر کا پڑہا اور اُسکو لوگوں میں ظاہر کیا - تو اُسکے زہے نصیب وہ پیغمبر کا نائب
اور جو اُسنے لوگوں کے ڈر کے مارے علم کو چھپایا - اور محنت کے خوف سے چپ ہو کر گھر میں بیٹھ رہا - تو اُسنے گویا پیغمبر
قتل کیا - اور باب ہدایت کا بند کیا - اور پیغمبر کے علم کو ٹہکر برباد دیا - إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَ
بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں
جو اُتارا ہے اللہ نے کتاب سے اور کماتے ہیں اُس سے دام تھوڑا سو وے لوگ نہیں کھاتے ہیں پیٹ میں مگر آگ ا
آیت سے صاف چوری پکڑی گئی - کہ بعضے بعضے مولوی اللہ کی کتاب کو پیٹوں کے واسطے چھپا رکھتے ہیں اور اپنی عزت کم
ہونیکے پوری بات نہیں بیان کرتے اس سبب سے ساری خرابی عالم میں پھیلی ہے - سو آدمی ناخواندے کو چاہئے
سوائے عالم دیندار کے ہر مولویوں کے کلام کا اعتبار نہ کرے - قرآن میں یوں خبر ہے فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَ
بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ پھر خرابی ہے اُن کی جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے اور کہتے ہیں کہ یہ حکم اللہ
طرف سے اُترا ہے - اس سے معلوم ہوا کہ جو کتاب لوگوں نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے - اور خدا اور رسول کے فرما
کے خلاف ہے اُس کتاب کا کچھ اعتبار نہیں - اس زمانے میں لوگ قرآن اور حدیث کو چھوڑ کر لوگوں کی بنائی ہوئی کتا
بہت چلتے ہیں - اور واہی تباہی شعروں کو اور بزرگوں کے جھوٹے جھوٹے قصے کہانیوں کو سنکر اپنا ایمان خرا
ہیں - اور اتنا خیال نہیں کرتے - کہ جن لوگوں نے پیغمبر خدا کے نام سے لاکھوں حدیثیں جھوٹی بنائیں اُن کو بزرگ
جھوٹی تہمت کرنیکو کیا دیر لگتی ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّ
بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ اے مسلمانو خبردار ہو جاؤ بیشک بہتیرے مولوی مشائخ کھا جاتے ہیں
لوگوں کی ناحق اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا اور رسول کے کلام کو چھوڑ کر ہر مولوی
مشائخ کے کہنے پر چلنا خوب نہیں مثل مشہور ہے کہ جو لوگ چابک سوار کی عقل پر گھوڑا خرید اکرتے ہیں - وے دغا ہی
پاتے ہیں - **نظم**

دزد و قزاق اور گواہی
ہر دلمیں فریب اور دغا ہے
قرآن و حدیث کے سوا ہی

گر ہادی و گرچہ رہنما ہے
سب مولویونکی سن نہ لیجو
شعر و سخن و کتاب و قصہ
کیا کرتے ہو اعتبار اُس کا

گفتار خدا و مصطفےٰ ہے
شیطاں بہی انہی میں آچھپا ہی
بہتیرا رواج پا رہا ہے
جو آدمیوں نے خود لکھا ہی

رستے میں قدم سنبھل کے
بہتوں کی ہے زاہدوں کی
سنیو ہرگز نہ اُسکو جو

فصل تیسری اشراک فی العادت کے بیان میں

جب تک ایمان دل میں نہیں آتا تب تک آدمی کی عادت اور رہتی ہے اور جب اللہ کسی کو پورا پورا ایمان نصیب

صرف ونحو کی یا اشغال بطور صوفیہ کے مقرر کرے تو ہرگز بدعت نہیں اگرچہ یہ چیزیں حضرت کیوقت میں نہ تھیں ہاں اگر
اِن کاموں کو اس درجہ پر لازم کریں کہ جو کوئی بے توپ گولہ کے تلوار سے فتح کرے تو اُسکو مجاہد نہ جانیں اور جو کوئی بے
صرف ونحو کے پڑھے قرآن وحدیث کا علم حاصل کرے اُسکو عالم نہ کہیں اور جو بے شغل و اشغال صوفیہ کے بندگوں کی صحبت
میں صفائی قلب کی حاصل کرے اُسکو ولی نہ سمجھیں تب اس صورت میں یہ کام البتہ بدعت ہوجائیں گے - اور بعضے
وے کام ہیں کہ حضرت نے اُس کی صورت مقرر کردی ہے اور زیادتی کمی آپ بتادی ہے جیسے نماز روزہ شادی غمی اِن
کاموں میں بڑھانا اور گھٹانا شارع علیہ السلام کے فرمانے سے صاف بدعت ہے اب جو کوئی چاہے کہ ہم نماز میں کھڑے
نہ ہونگے بلکہ پڑے پڑے دلکو اللہ کے حضور میں حاضر کریں گے تو ہرگز جائز نہیں اور جو کوئی کہے کہ مقصود تو مُردے کو
گاڑنا ہے ہم ہاتھی کے پانوں میں بندھوا کر گھسٹواتے لیجاوینگے اور اسیطرح لیجا کر گاڑیں گے یا مقصود تو نکاح کرنا ہے ہم خوب دھوم
دھڑکے سے کرینگے تو ہرگز قبول نہوگا اسواسطے کہ اِن کاموں کی صورتیں شرع میں ٹھہری ہوئی ہیں - ہاں جتنی کمی بیشی کی
شارع نے رخصت دی اُتنی قباحت نہیں مثلاً کوئی نماز میں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ پڑھے نہ پڑھے یا کوئی نکاح میں
طعام ولیمہ پکاوے کوئی نہ پکاوے یا مُردے کو کوئی تیسرا کفن دیوے کوئی نہ دیوے تو کچھ قباحت نہیں اسواسطے کہ یہ
چیزیں فرض نہیں اور معلوم کیا چاہیئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر بدعت کو گمراہی فرمایا ہے چھوٹی ہو یا موٹی یعنے
سیدھی راہ سے بدعت کا کرنیوالا ٹیڑھا ہوگیا پھر جو کوئی تھوڑا کج ہوا ہے وہ جلد راہ پر لگ سکتا ہے اور جو بہت ٹیڑھا چلا اُسکو
بہت مشکل ہے راہ پر آنا اور ایک نکتہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جن کاموں میں حضرت نے مبالغہ کیا ہے اُس میں افراط کرنی
اور جسمیں حضرت نے بہت اشتغال فرمایا اُس کام کو سرسری سمجھ کر اُسمیں زیادہ اہتمام نہ کرنا خالی بدعت سے نہیں بعضے
شخص یوں سمجھتے ہیں کہ حضرت کے وقت میں اسلام کی ابتدا تھی دین کی باتیں خوب درست نہ ہونے پائیں تھیں جوں
جوں زمانہ گذرا اُس طرح باتیں نئی نئی نکلنے لگیں اور اسلام کو رونق ہوئی اور دین کامل ہوا مثلاً شادی غمی کی رونق حضرت
کے وقت میں ایسی کا ہیکو تھی جیسی اب ہے حقیقت میں وے لوگ بہت بُرا سمجھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے
الیوم اکملت لکم دینکم آج پورا کیا ہمنے دین تمھارا بعد حضرت کے دین کچھ کامل نہ ہوا جتنا کمال اُسکا اللہ کو منظور تھا
اسیوقت ہو چکا تھا

فصل دوسری فاتحہ کے بیان میں

عبادت خالص خدا کے واسطے کرکے اُسکا ثواب
دوسرے کو بخشنا درست ہے پھر خواہ سورۂ فاتحہ پڑھے خواہ سورہ مائدہ خواہ بھوکے کو کھانا کھلاوے یا بڑھیا کا گھر
چھواوے خواہ پہلی تاریخ کرے یا گیارھویں خواہ ربیع الاول میں کرے خواہ ربیع الثانی میں اور قید لگانی تاریخ کی یا کسی
مہینے کی یا کھانے کی یا فقط سورۂ فاتحہ کی کھانے کو آگے رکھکر لوبان جلا کر بدعت ہے بلکہ یہ صورت جو عالم میں پھیلی ہے
ہندؤں سے مشابہت رکھتی ہے کہ جیسے وے لوگ زمین کو لیپ کر مٹھائی پکوان لاکر رکھتے ہیں اور اُسکے سامنے پھول
دھر کر لوبان یا گوگل جلاتے ہیں اور کسی اچھے پڑھے بابھن کو بلوا کر اُسپر اسلوک پڑھواتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں

دُکھ بیماری سے بچاویں گے بمشکل کیوقت کام آویں گے - مگر یہ طریق اللہ کے فرمانبرداروں کا نہیں پھر اسمیں اگر کوئی کچھ تاویل کرے تو وہ صرف اپنے تئیں موحدین کے طعن اور ملامت سے بچاتا ہے اور اپنی وضع اور ارادے کے خلاف بیان کرتا ہی اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے - لَا یَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّیْ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ سَیِّدِیْ اور نہ کہے زر خرید اپنے میاں کو میرا مربی پرورش کرنیوالا لاکن چاہیے کہ بولے تو بولے ہمارا سردار

باب دوسرا بدعت کے بیانمیں

فصل پہلی بدعت کی پہچان میں مشکوٰۃ کے باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں لکھا ہے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ جسنے ایجاد کیا نیا کام ہمارے اِن کاموں میں یعنی جن کاموں کے لیئے ہم پیغمبر ہوئے ہیں جو نہیں ہی اس جنس سے سو وہ کام مردود ہے اور اسی باب میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰهِ وَخَیْرَ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ مقرر بہتر باتوں میں قرآن ہے اور بہتر طریقوں میں طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور بُرے کاموں میں نیا نکلا ہوا ہے اور جو بدعت ہے یعنی نیا بنایا ہوا سو گمراہی ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ کام دو طرح کے ہیں بعضے تو وے ہیں کہ جسکے لیئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث نہیں ہوئے جیسے مکان بنانا اور کھانا پکانا اور کپڑا سینا ایسے کاموں میں بدعت کو کچھ دخل نہیں - یہ چیزیں لوگوں کی عقل پر سپرد کی گئیں ہیں - جسمیں آرام ملے وہ کریں - پلاؤ اگرچہ حضرت کیوقت میں نہ تھا - مگر اسکو بدعت نہیں کہہ سکتے - اسلیئے کہ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا - میں داخل نہیں اور بعضے وے کام ہیں کہ جسکے لیئے حضرت مبعوث ہیں اُنکا دو حال ہے بعضے وے کام ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکی صورت حاصل کرنے کی نہیں فرمائی اور زیادتی اور کمی مقرر نہیں کر دی جیسے جہاد کہ مقصود شارع کا اُس کام سے دشمن پر فتح پانا ہے - پھر کوئی چاہے بندوق سے لڑے چاہے توپ سے چاہے تلوار سے لڑے - چاہے تیر سے پہلے شبخون مارے یا سنمکھ ہو کر لڑ پڑے ان کاموں میں نئی نئی ایجاد کرنی جو مطلب کو مفید پڑیں - ہرگز بدعت نہیں اور گھٹانے بڑھانے میں قباحت نہیں بلکہ عین سُنت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهٗ وَاَجْرُ مَنْ سَنَّ عَلَيْهِ جسنے نکالی راہ بہتر اُسکے لیئے ہے مزدوری اُسکی اور اُسپر چلنے والی کی - بعضے علما اسی صورت کو بدعت حسنہ کہتے ہیں - اور بعضے علما اسکو سنت فوتی کہتے ہیں - اس لیئے کہ حدیث میں اُسکا نام سُنت رکھا ہے اور سب بدعت کو گمراہی فرمایا ہے ہم کو نہ چاہیئے کہ بدعت کو بہتر کہیں اگرچہ حضرت کے وقت میں فلاخن تھی اور توپ و بندوق نہ تھی - اب جو کوئی فلاخن کو مقابلہ میں کفار توپ انداز کے بیکار سمجھ کر توپ و بندوق اختیار کرے تو ہرگز بدعت نہیں اسو بلکہ کہ وہ مَا لَیْسَ مِنْهُ میں داخل نہیں - چنانچہ شارع کو مقصود حاصل ہونا علوم حقہ کا اور صفائی قلب کی ہے اسواسطے اگر کوئی کتابیں

اور اشراف کون ہے تو وہ ضرور اُس خوبصورت خوب سیرت کو بتاویگا - اس سے معلوم ہوا کہ شرافت نسب کی شیطان کا فریب ہے اور لڑکی کو دکھلانا نکاح کے پہلے سُنت ہے کہ آپس میں موافقت رہتی ہے اور چھپانا بدعت ہے +

دوسری بدعت مانع نکاح یہ ہے کہ لوگ شادی میں روپیہ بہت لگاتے ہیں ۔ بعضے تو حرام میں اُٹھاتے ہیں بعضے ناچ راگ ڈھول دھمکا سہرا مقنع آتشبازی لال کپڑے میں اور بعضے پیرزادوں مولویوں میں اگر یہ باتیں نہیں ہیں تو وہ کھانے کپڑے گہنے باسن برتن پلنگ چوکی میں اُٹھاتے ہیں خوب جانو کہ یہی فساد کی جڑ ہے اس واسطے کہ اصل بدعت جسکے سبب نکاح موقوف ہو وہ یہی ہے کہ پیسا بہت نہ لگے کیونکہ غریب کو بہت پیسا ہووے نہ بیاہ کرے لاچار ہو کر زنا کرتا پھرے بھلا ایک نکاح میں دو چار برس کا خرچ اُٹھا ڈالنا پھر آپ مفلس بنکر در بدر بھیک مانگنا شرع میں کب جائز ہے - سنت اتنی ہے کہ اُسدن گھر میں کھانا زیادہ پکاوے اور اگر روز دس آدمی کا پکتا تھا تو اُسدن بیس آدمی کا پکاوے اور جیسے کپڑے پہن کر باہر جاتا تھا ویسے گھر میں پہنے سو یہ بھی سُنت ہے کچھ فرض نہیں کہ آدمی اُسکو لازم کرے جتنا موجود ہو اُتنا خرچ کرے اور اُسکے واسطے قرض کرنا گناہ ہے **تیسری بدعت** مانع نکاح مہر بہت سا باندھنا کہ اکثر لوگ اس خوف سے ہی نکاح نہیں کرتے خوب معلوم کیا چاہیئے کہ مہر اللہ نے دینے لینے کیواسطے ٹھہرایا ہے اسکو جہاں تک کوئی تخفیف کرے اُتنا ہی ثواب ہے اسواسطے کہ لوگ اکثر مقدور کم رکھتے ہیں وے نکاح کیونکر کریں گے لاچار اُن میں زنا رواج پاویگا اور یہ جو بعضوں میں رواج ہے کہ جو دو پیسے کا مقدور نہیں رکھتے وے لاکھوں روپے اور مچھر کی چربی اور گاڑی کی چون چون باندھتے ہیں حقیقت میں وہ لوگ مہر کو ایک رسم جانتے ہیں اور ادا کرنا اُسکا ضرور نہیں سمجھتے ہیں دین کے عذاب سے نہیں ڈرتے اس صورت میں اُنکے ایمان میں خلل پڑجاتا ہے پھر اُنکے نکاح کا کیا ٹھکانا بعضے لوگ اُسکا فخر کرتے ہیں کہ ہماری بیٹی کا بہت مہر بندھا ہے وہ بڑے احمق ہیں اسواسطے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں و بیٹیاں جو تمام عورتوں کی شرافت و عزت مرتبہ میں سردار ہیں اُنکا مہر سواسو ۱۲۵ روپے سے زیادہ نہ ہوا ۔ اور اصحاب کی بی بیوں کا نکاح لوہے کے چھلے اور قرآن کی سورتوں پر ہوتا تھا اُن کی بیٹیاں اُنسے بھی بڑی ہوئیں کہ لاکھوں روپیہ کا مہر باندھتے ہیں **چوتھی بدعت** مانع نکاح یہ ہے کہ اُن لوگوں میں طلاق کا رواج نہیں سمجھتے ہیں کہ جب ہمکو کوئی نقصان پیش آویگا تو بے نکاحی عورت کو چھوڑ دیں گے اور جہاں نکاح ہو گیا تو گلے بندھ جاویگی پھر کسی طرح کی مُصیبت دین و دنیا کی پڑے گی لیکن اُسکو چھوڑ نہ سکیں گے اس واسطے زنا کرتے ہیں یہ بات اللہ کی مرضی کے محض خلاف ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ مقرر جوروں اور بچے دشمن ہیں تمہارے سو کنارہ کرو اُن سے - یہاں سے صاف اللہ کا حکم معلوم ہوا کہ جس عورت سے دین دنیا کا فساد معلوم کرے اُسکو چھوڑ دے - اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایک بی بی کو طلاق دیا تھا - اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور سارے اصحابوں میں اسکا بڑا رواج تھا اور حضرت کی صاحبزادیاں بھی جو حضرت عثمان سے بیاہی گئی تھیں اُنکو طلاق ملی تھی - خوب غور و انصاف کیجئے کہ جو اللہ کا حکم ہوا اور حضرت کی اور صحابہ کی

کہ اسوقت یہاں دیوتا آئے اور کھانے کا آدھار لیگئے۔ پھر جب وہ بابھن اشلوک تمام کرچکتا ہے تب اُس کھانیکو دیوتا کا پرشاد نام رکھ کر آپس میں بانٹتے ہیں اسیطرح یہ جاہل نادان مسلمان اپنے بزرگوں سے معاملہ کرتے ہیں کہ ایک مکان کو صاف کروا کر اُس میں مٹھائی اور کھانا دھرتے ہیں اور اُسکے آگے لوبان جلاکر کسی بڑے مُلّا سے اُسپر فاتحہ پڑھواتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ اس وقت یہاں بزرگوں کی ارواح آئی اور کھانے کو سُونگھ کر خوشبو لیگئی پھر جب فاتحہ پڑھی گئی تب اُسکو بزرگوں کا تبرک سمجھ کر آپس میں بانٹتے ہیں اسواسطے ایمان والے سچے مسلمان کو ضرور ہے کہ یہ قیدیں موقوف کرے اگر ثواب بخشا چاہے تو قیدوں کی کچھ ضرورت نہیں جو اچھا کام جسوقت ہوسکے للہ کرے اُسکا ثواب جسے چاہے پہونچاوے ۔

فصل نکاح کے بیان میں

اِن دنوں عالم میں زنا کا رواج بہت ہے اور نکاح بہت کم ہوگیا۔ باوجودیکہ جماع کی لذت جیسی نکاح میں ویسی ہی زنا میں بلکہ حرام کرنے والوں کے دل میں دھڑکا رہتا ہے کہ کوئی آنہ جاوے اور تمام محلہ ہمسایہ میں رسوا رہتے ہیں لوگ اُنکو اپنے دروازہ پر کھڑا ہونے نہیں دیتے اسی سے خانہ جنگی ہوتی ہے۔ اکثر لوگ عورتوں کے پیچھے ناک کان کٹواتے ہیں اور آتشک سوزاک کھٹیا جذام میں سڑا کرتے ہیں اور زنی عورت آج اسکی بغل میں کل دوسرے کے گھر بار بیچکر کھلاتی ہے اور ہمیشہ بیگانی کی بیگانی رہتی ہے بڑا غضب تو یہ ہے کہ اکثر سیدوں کی بیٹیاں کمبختوں کے گھروں میں پیدا ہوتی ہیں اور باپ کے سامنے حرام کرواتی ہیں اور وے بول نہیں سکتے اور بہت سے لاوارث بے اولاد بھی مرتے ہیں نکاح میں الدان سب آفتوں سے بچاتا ہے لیکن لوگوں کو اسکی طرف رغبت نہیں سبب اسکا یہ ہے کہ آپکی اُمت نے اپنے پیغمبر کا طور چھوڑکر نکاح میں ہزارہا شرک و بدعت ایجاد کیئے۔ یوں تو شادی میں لوگ بہت سی بُری باتیں کرتے ہیں کہ اُس سے کفر کی نوبت پہونچ جاتی ہے لیکن پانچ بدعتیں ایسی نکالی ہیں کہ اُنکے سبب نکاح موقوف ہوگیا ایک تو یہ جو نکاح کرنے لگتے ہیں ذات اور نسب کی بہت تکرار حد سے زیادہ نکالتے ہیں اور جب زنا کرتے ہیں تو کبھی ذات نہیں پُوچھتے بلکہ حسب و نسب کے گمان نے اکثر پیرزادوں کو گمراہ کر رکھا ہے کہ وے عبادت نہیں کرتے اور اس توقع میں ہیں کہ ہمارے باپ دادے بڑے بزرگ گزرے ہیں ہمکو کوئی قیامت میں پُوچھنے کا بھی نہیں بلکہ ہم اَوروں کو بخشوا دیں گے ہمیں عبادت کی کیا احتیاج ہے خوب جانیئے کہ نفس و شیطان نے انکو نہایت گمراہ کیا ہے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ جب صور پھونکا جاوے گا تو نسب کوئی نہ پُوچھیگا اِس آیت کو سُن کر کوئی نسب کا نام لیوے تو وہ قرآن کا منکر ہوا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ نکاح کرو اُس سے جو پسند آوے تمہیں عورتوں میں سے اور حدیث میں بھی حضرت نے بہت تاکید فرمائی کہ تم لڑکی کو اول دیکھ لیا کرو جو تمہارے دل کو بھاوے اُس سے نکاح کرو اور عقل سے بھی سمجھیے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عورت کی صورت یا سیرت بھلی ہونے سے مرد کو آرام ہوتا ہے اور حسب نسب فقط نام کو ہے کبھی اُس سے فائدہ نہیں بھلا ایک چار لی لڑکی خوبصورت و خوب سیرت اور ایک پیرزادہ کی بدصورت بے نماز کسی عقلمند کے پاس لیجا کر پُوچھیے کہ ان میں اچھی

پانچویں بدعت مانع نکاح یہ ہے کہ ان لوگوں میں عورت کے دوسرے نکاح کا رواج نہیں۔ سبب اسکا یہ ہے کہ ہندوستان کی عورتیں اور اکثر مرد آگے ہندو تھے اُن میں یہ بات عیب تھی وہی رسم اب تک باقی ہے معلوم کیا چاہیئے کہ ابھی اِن میں ایمان پُورا نہیں آیا۔ اور بدبو کفر کی نہیں گئی۔ کہ بعضے لوگ عورت کا دوسرا نکاح نہیں کرتے اور بعضے اپنی قرابت میں بیٹی نہیں دیتے ہو بیٹیوں میں جا دی ہے اس کو جو کوئی اب عیب لگاوے اُسکی بے ایمانی میں ہرگز شک نہیں

اللہ تعالی نے قرآن میں دوسرے نکاح کی بہت تاکید فرمائی وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ پہر جب طلاق دو تم عورتوں کو پہر پہونچیں وہ اپنی مُدت کو تو مت روکو انہیں اس بات سے کہ نکاح کریں مردوں سے۔ بعضے کہتے ہیں کہ نکاح دوسرا عورت کو درست ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ صبر کرکے بیٹھے حقیقت میں وہ منکر قرآن ہیں اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۔ دوسرا نکاح تمہارے دلکو پاک رکھے اور تمہارے بدن کو پاک اور اللہ تعالیٰ تمہاری بہتری کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اِس آیت کے مضمون سے معلوم ہوا کہ نکاح کردینا بہتر ہے صبر کرکے بیٹھنا بہتر نہیں کہ اُس میں ظاہر بدن زنا سے نہیں بچتا اور جو ظاہر بدن بچا بھی تو دل وسوسے سے پاک نہیں ہوتا۔ اسکو سُن کر جو کوئی کہے کہ بیٹھنا بہتر ہے تو اُسنے اللہ سے زیادہ جاننے کا دعوے کیا۔ اب جو اللہ کا بندہ اللہ سے ڈرے اور دنیا کو ناپائدار سمجھے تو اُسکو ضرور ہے کہ یہ پانچ باتیں موقوف کرے اللہ اُسکو دنیا اور دین میں بہتر جگہ آرام دیگا اور عزت بخشیگا ❖

تمت

اعلان

جن صاحبوں کو اس مجموعہ کی خریداری منظور ہو۔ قیمت ۱۰/ر۔ محصولڈاک ار نزد مولوی عبدالرحیم صاحب ساکن پٹنہ ڈاکخانہ گلزار باغ محلہ میرشکار ٹولہ متصل جامع مسجد روانہ کریں۔ یا بذریعہ ویلیوپی ایبل طلب فرماویں۔ دس جلد کے خریدار کو ایک نسخہ۔ بطور کمیشن کے دیا جاوے گا علے ہذا القیاس ۹۰ نسخہ تک یہ کمیشن ہوگی۔ اور سَو جلدوں کے خریدار کو چاہیئے کہ بذریعۂ خط وکتابت یا بالمشافہہ کمیشن کو طے کریں ❖